



# ہوئے یوں اسیرِ محبت

سیدہ صغریٰ، غازی ص

ہوئے یوں اسیرِ محبت  
بقلم: سیدہ صغریٰ غامری  
مکمل ناول

انتساب:

اپنی اس پیاری دوست کے نام جس نے ہمیشہ مجھے لکھنے کی ترغیب دی۔ جو نا صرف میری تحریروں کو توجہ سے پڑھتی ہے بلکہ تعریف اور تنقید برائے اصلاح کا فرض بھی نبھاتی ہے۔ شکریہ ثانیہ (ثانویہ و)۔ خدا تمہیں سلامت رکھے اور ہماری یہ دوستی یونہی قائم رہے آمین



"آج تو میم وردہ نے سر میں درد کر دیا میرے" فاریہ نے اپنا شولڈر بیگ جو سیٹ کی پشت سے لٹکا رکھا تھا اسے پکڑا اور کلاس روم سے باہر نکلتی نور سے مخاطب ہوئی۔

"تمہارے سر میں اور میرے دانت میں درد ہو رہا ہے یار" نور نے بے زاری سے اپنے دائیں گال پر ہاتھ رکھ کر دہائی دی۔

"ہیں کیوں کیا ہوا؟ اب وہ دونوں کوریڈور میں نکل آئیں اور سیڑھیوں کی جانب چل رہی تھیں۔

"ماما کہہ رہی تھیں عقل داڑھ نکل رہی ہے شاید اسی لیے" نور کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی فاریہ نے قہقہہ لگایا

"عقل تمہارے دماغ میں تھی تو غیر استعمال شدہ رہ رہ کر زنگ آلود ہو گئی شاید اسی لیے اب دانتوں میں جائے پناہ تلاش کر رہی ہے دائو امیزنگ تالیاں بھئی تالیاں (بات کے اختتام پر اس نے تالیاں بجائیں اور نور نے ہاتھ میں پکڑا رجسٹر اس کی کمر پر دے مارا)

"اوئی اقرار ااا

"اقراء مطلب؟ نور نے نا سمجھی سے پوچھا

"بچے تکلیف میں ماں کو بلاتے ہیں، تو ہمارے گروپ کی ماں تو اقراء ہی ہے نا (اب کی بار نور بھی ہنس پڑی سیڑھیوں سے اتر کر ابھی وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کے مین انٹرنس ہال میں پہنچے ہی تھے کہ میم نجمہ نے اسٹاف روم سے نکلتے وقت انہیں دیکھ کر آواز دی اور وہ دونوں فرمانبردار طالبات ان کے پاس چلی آئیں)

"ایس میم؟ نور نے استفسار کیا

"بیٹے یہ کچھ فائلز اینڈ رجسٹر ہیں کانسٹولی میری گاڑی میں رکھوا دیں"

"اوہ وائے ناٹ میم!

میم کا سامان ان کی گاڑی کی ڈگی میں رکھوا کر اب وہ دونوں گرائونڈ سے منسلک اپنے ہاسٹل کی جانب رواں دواں تھیں۔ اور ہر بار کی طرح نور کا رجسٹر فاریہ نے پکڑ ہی لیا نور کی رجسٹر ہاتھ میں پکڑنے کی لاجک کبھی فاریہ یا اقراء کو سمجھ نہیں آتی اور زیادہ تر وہ اپنا رجسٹر اپنی ان دونوں دوستوں میں سے ہی کسی کو پکڑا دیتی ہے۔

جمال احمد اور کمال احمد دونوں بھائیوں کی گارمنٹس کی فیکٹریاں ہیں اور دونوں کی ایک ایک بیٹی ہے فاریہ اور نور۔ دونوں بھائیوں "رونق ولا" میں رہائش پذیر ہیں۔ اوپر والے پورشن میں کمال احمد جبکہ نیچے بڑے بھائی کی فیملی رہتی ہے۔

## خوشخبری راکٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

**Prime Urdu Novels Publications**

**Whatsapp : 03335586927**

**Email : aatish2kx@gmail.com**

فارسیہ اور نور کا کمرہ اوپر نیچے ہے اور کمرے سے آگے ملحقہ پر سے دونوں ایک دوسرے سے بات چیت کا سلسلہ بھی جاری رکھتی ہیں۔ دونوں کے ہونے سے گھر میں رونق کا سماں رہتا ہے۔ دونوں ہی گھر بھر کی لاڈلی ہیں۔

اور ان دونوں کی اکلوتی پھپھو ماہ جبین جنہیں سبھی پیار سے ماہی کہتے ہیں وہ اپنے اکلوتے سپوت ارسم جو کہ پولیس میں ہے اس کے ساتھ اسی شہر میں رہتی ہیں اور ارسم کے والد کئی سال پہلے ایک کار ایکسڈنٹ میں اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔

ماہی پھپھو مہینے میں دو تین بار بھائیوں سے ملنے چلی آتی ہیں۔ لیکن پچھلے کچھ عرصے میں جوڑوں کے درد کی وجہ سے اب وہ اپنا زیادہ تر وقت گھر ہی گزارے پر مجبور ہیں لیکن نور اور فاریہ آئے دن ادھر چکر لگا لیتی ہیں۔ ایک ہی شہر میں ہوتے ہوئے ان دونوں کا کہنا ہے کہ پھپھو کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے اس لیے جب دل کیا ڈرائیور کو آرڈر کیا اور یونیورسٹی سے سیدھا پھپھو کے گھر پہنچ گئے۔ اور پھپھو تو ان دونوں کے آنے پر خوشی سے پھولے نہیں سماتیں۔

.....

آج بھی وہ دونوں یونیورسٹی سے جلدی فارغ ہونے پر پھپھو کے گھر چلی آئیں۔ اور ان دونوں کی آمد پر پھپھو کا چہرہ کھل اٹھا۔

"اسلام و علیکم پھپھو جان (دونوں نے بیک وقت پچھلے لان میں آکر انہیں سلام کیا جو پچھلے لان کے ساتھ بنی سیڑھیوں کے پاس کرسی پر بیٹھی اپنی سوچوں میں گم تھیں)

"وعلیکم السلام میری بیٹیاں آئی ہیں ویکم جی ویکم" پھپھو نے بازو واکیے اور وہ دونوں ان کے سینے سے لگ گئیں۔۔۔ باری باری دونوں کے گال چومے اور ان دونوں نے بھی ان کے گالوں پر بوسہ دیا پھر فاریہ وہیں پاس رکھی دوسری کرسی پر بیٹھ گئی جبکہ نور ان کے پاس دو زانوں بیٹھی رہی۔

"اور سنائیں کیسی ہیں آپ اور ارسم؟ فاریہ نے استفسار کیا اور نور نے اسے ٹوکا  
"شرم کرو کتنی بار ہم سب تمہیں کہہ چکے ہیں بھائی بولا کرو (نور نے اسے ٹوکا اور جواب بھاری  
مردانہ آواز میں ملا جس پر وہ تینوں چونک گئیں۔ لائونج سے باہر دروازے کے بیچ و بیچ پولیس یونیفارم  
میں ملبوس شاندار پرسنلٹی کا مالک ارسم ایک ہاتھ میں اپنی یونیفارم کیپ تو دوسرے میں مٹھائی کا ڈبہ  
پکڑے ہوئے کھڑا دکھائی دیا۔

"اور کتنی بار میں بھی کہہ چکا ہوں کہ اٹس اوکے  
"دیکھا جب ارسم کو مسئلہ نہیں تو بات ہی ختم ویسے یہ میٹھائی کس خوشی میں؟  
"پروموشن ہوئی ہے آج میری ڈیئر کزن (اپنی یونیفارم کیپ فاریہ کے سر پر رکھ کر اس نے مسکرا کر  
کہا)

"اوہ ڈیٹس گریٹ بہت بہت مبارک ہو بھائی (نور بولی)

"یاہوووو آج کی پارٹی ارسم کی طرف سے (فاریہ نے خوشی سے چہک کر کہا)  
"بہت مبارک ہو بیٹا خدا تمہیں یونہی کامیابیاں عطا کرتا رہے اور سلامت رکھے (ماں کے گلے لگ کر  
ارسم دعائیں سمیٹ کر پیچھے ہوا)

"چلیں بھئی اب منہ میٹھا کریں (سب سے پہلے ارسم نے ماں کا منہ میٹھا کروایا اور پھر ان دونوں کے  
سامنے مٹھائی پیش کی)

"اب ٹریٹ تک کب ملے گی ہمیں؟ (فاریہ نے سوال کیا جس پر وہ بھائو کھانے کی اداکاری کرتے  
گویا ہوا)

## خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- [aatish2kx@gmail.com](mailto:aatish2kx@gmail.com)

Facebook ID :- [www.facebook.com/aatish2k11](https://www.facebook.com/aatish2k11)

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

"ٹریٹ کس خوشی میں پروموشن میرا ہوا تو اصولاً ٹریٹ تو تمہیں دینی چاہیے  
"کیا کیا کیا کیا کیا (تین بار انڈین ڈراموں کی ہیروئن کی نقل اتارتے ہوئے اس نے آہستہ آہستہ  
تینوں بار جھٹکے کے ساتھ پلٹ پلٹ کر ان تینوں کو ہنسنے پر مجبور کر دیا)  
"اسے چھوڑیں اس کی تو یہ ایکٹنگ چوبیس گھنٹے جاری رہتی ہے آپ یونیفارم چینج کریں اور ابھی اسی  
وقت ہم سب "رونق ولا" جارہے ہیں کیونکہ آج ہم سب آپ کی پروموشن کی خوشی میں اکٹھے ڈنر  
کریں گے کیوں پھپھو

(نور نے فٹافٹ پلان ترتیب دیتے ہوئے پھپھو سے پوچھا اور انہیں بھلا کیا اعتراض ہونا تھا)  
"مجھے تو کوئی ایشو نہیں ہاں البتہ ارسم سے پوچھ لو (پھپھو نے بال ارسم کی کورٹ میں ڈالی اور اس نے  
حامی بھر کر کہا)

"مائی ڈیر لیڈیز میں یوں گیا اور ایگزٹ پندرہ منٹ بعد یوں آیا (مٹھائی کا ڈبہ ٹیبل پر رکھ کر وہ اندر کی  
طرف بڑھا اور فاریہ اسکے پیچھے بھاگی)

"کیا کہنے گئی تھی؟ نور نے اسے واپس آتا دیکھ کر پوچھا

"ویری ویری پرسنل کو نیسچین پوچھ لیا تم نے  
"پرسنل کو نیسچین اچھا جی، میں بتائوں پرسنل کی لگتی

(نور نے منہ پر ہاتھ پھیرا اور وہ اسے منہ چڑاتی ڈبے میں سے گلاب جامن نکال کر کھانے لگی)  
"پھپھو دیکھ لیں اس نمونے کو زرا جو لگتا ہو کہ اسکا ہمارے خاندان سے کوئی تعلق ہے

"پھپھو کو بیچ میں مت لائو پھپھو تو میرے پہ جان دیتی ہیں

"نہیں میری تو خون کی پیاسی ہیں نا

"تمہارا خون تو مجھ پر بھی پینا گوارا نہیں کرتے کجا کہ پھپھو پینا چاہتی ہوں (وہ دونوں ہنس پڑیں تو نور نے پھپھو کو دیکھا جس پر انہوں نے ہاتھ اٹھا لیے)

"بھئی میرے لیے تو میری دونوں بھتیجیاں ہی عزیز ہیں"۔۔۔

پھپھو نے بات ہی ختم کر دی اور وہ دونوں تو ایک دوسرے کو ہونہہ کر کے فاصلے پر ہو گئیں

.....

"دودھ، پانی، بجلی، گیس اور یہ رہے سودے کے پیسے (حکیم صاحب نے ایک ایک پائی گن کر ان کے سامنے میز پر رکھی اور انہوں نے تمام رقم اپنی طرف کرتے ہوئے جھجھکتے ہوئے کہا)

"سنیے وہ ایک بات کرنی تھی آپ سے

"اقراء اقراء کدھر ہے یہ لڑکی ایک چائے کا کپ کہا تھا اسے اتنی دیر لگادی (انہوں نے غصے سے اسے آوازیں دیں اور اس کی گھبراہٹ بھری آواز کچن سے سنائی دی)

"جی آئی ابو

اقراء ٹرے لیے کچن سے برآمدے میں آئی اور ٹرے میں سے دونوں کپ باری باری امی ابو کے سامنے رکھ کر کچن میں جانے کے لیے پلٹی۔۔۔ ابو نے چائے کا پہلا گھونٹ بھرا اور بولے

"ہممم کہو کیا کہنا ہے

"وہ اقراء کی فیس بھی دینی ہے اس ماہ میں تو! (انہوں نے دانستہ بات ادھوری چھوڑ دی)  
"میرے پاس اپنے خرچے کے اب ساڑھے چار ہزار رہ گئے ہیں اب اس میں سے فیس کدھر سے  
بھروں اس کی (ابو کی بات پر اندر فریج کے پاس کھڑی اقراء پریشانی کے عالم ان دونوں کی گفتگو سن  
رہی تھی)

"لیکن فیس دینا بھی تو ضروری ہے (امی نے انہیں آہستہ سے کہا جس پر وہ جواب دیتے کے ان کا  
لاڈلا آوارہ مزاج بیٹا طلحہ کمرے سے تیار ہو کر نکلا)  
"ارے کیا کرنا ہے اس نے پڑھ لکھ کے یہی چولہا چوکا! تو ابھی سے اس پر توجہ دے ویسے بھی  
عورت ذات اور پڑھائی لکھائی بھی میری سمجھ سے باہر ہے یہ منطق کیا کہتے ہیں ابو (اس نے ڈانٹنگ  
ٹیبل کے ساتھ بنے صوفے پر بیٹھ کر پاس دھرے جوتے بند جوتے پہنتے ہوئے کہا)  
"بیٹے تعلیم انسان کو شعور دیتی ہے اور کل کو اقراء نوکری کر سکتی ہے اپنے پیروں پر کھڑی ہوگی (امی  
نے اس کا مقدمہ لڑنے کی سر توڑ کوشش کی لیکن ابو نے انہیں سختی سے ٹوکا)  
"نوکری اور اقراء! دماغ ٹھکانے ہے یا میں لگاؤں۔ جتنی پڑھائی کروادی وہی غنیمت جانے اب چھوڑے  
یہ پڑھائی لکھائی اور گھر بیٹھے (ابو کی بات پر اندر کچن میں اپنی قسمت کو کوستی اقراء کے دل پر ہاتھ  
پڑا)

"لیکن آخری سال ہے اس کا یہ اب جہاں اتنا کیا آپ نے وہاں یہ بھی سہی بیٹی ہے آپ کی (امی نے  
ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور وہ تو ہتھے سے اکھڑ گئے)

"فضیلہ بیگم وہ تمہاری بیٹی ہے تم اور تمہارے مرحوم شوہر کی نشانی، شادی کے وقت رو دھو کر زبردستی تم اور تمہارے گھر والوں نے میرے پلے باندھ دی۔ میرا خون میری اولاد تو صرف میرا طلحہ ہے باقی اقراء کی پڑھائی بھول جاؤ بلکہ اگلے گھر رخصت کرنے کی تیاری کرو اب مجھ سے اور اس کی ذمہ داری برداشت نہیں ہوتی

(آخری بات پر تو شیشے کے سامنے کھڑا بالوں میں کنگھی کرتا طلحہ بھی چونک گیا اور اقراء کی رہی سہی ہمت جواب دے گئی دھواں دھار چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر وہ رو پڑی)

"لیکن ایسے کیسے اچانک سے شادی

"زبان مت چلایا کرو میرے آگے۔ زہر لگتی ہیں مجھے زبان چلاتی عورتیں اور جو کہہ دیا میں نے وہی ہو گا اب مزید ایک لفظ نا سنوں میں تمہارے منہ سے۔۔۔۔

اپنی بات مکمل کر کے وہ اپنا چھوٹا کالا بیگ ہاتھ میں پکڑ کر اپنی دکان کے لیے نکل گئے۔۔۔ اور پیچھے وہ تینوں رہ گئے۔

طلحہ 'مخصوص انداز میں سیٹی بجاتا کچن میں آیا جہاں وہ اسٹول پر بیٹھی اشک کناں تھی

"ارے تم رو رہی ہو (اس کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر کہا اور اقراء اس کے لمس پر بدک کر پیچھے ہٹی)

"یہی گریز تکلیف دیتا ہے مجھے جان من (اس نے غلیظ نظریں اقراء کے بھیگے صبح چہرے پر گاڑیں)

"آپ جائیں یہاں سے (اس نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے اونچی آواز سے کہا اور امی بھی تب تک اندر آگئیں جس پر اقراء جلدی سے ان کے سینے سے لگ گئی)

"ارے میری سوتیلی والدہ حضور سمجھائیے نا اسے میں تو اس کے بھلے کی بات کرتا ہوں اور یہ مجھے لطف ہی نہیں کرواتی (کمینگی سے ہنستے ہوئے کہہ کر آخر میں آنکھ مارتا وہ ان کے قریب ہوا اور اقراء پیچھے کو ہوئی)

"طلحہ' یہاں سے جائو

"آہستہ والدہ محترمہ آہستہ ایسا نا ہو ابھی ابو کو بلا کر شکایت کر دوں دونوں ماں بیٹی کی اور پھر جانتی تو ہیں آپ کیسے مار مار کے کھال اتار دیتے ہیں وہ آپ کی اور اس نوخیز حسینہ کی (اس کی گری ہوئی بات پر امی نے تھپڑ مارنا چاہا لیکن ہاتھ ہوا میں معلق رہ گیا)

"خبردار (اس کی دھاڑ پر دونوں ماں بیٹی سہم گئیں)

"یہ حرکت نہیں کرنی ورنہ انجام کی گارنٹی نہیں ہوگی۔۔۔ اچھا اب میں چلتا ہوں پھر ملیں گے میری بلبل اپنا اور میری سوتیلی ماں کا خیال رکھنا (اپنی بات کہہ کر یہ جا وہ جا)

پیچھے رہ جانے والے دونوں نفوس کے پاس سوائے آنسو بہانے کے اور کچھ نہیں تھا)

.....

"ماشاء اللہ برخوردار بہت مبارک ہو پروموشن کی۔۔۔ ہمارا فخر ہو تم خدا تمہیں یونہی کامیابیاں عطا کرے (ڈرائنگ روم میں موجود سب نے جمال احمد کی بات پر آمین کہا)

"خدا ہمارے بچوں کو سلامت رکھے اور ان کی خوشیاں دیکھنا نصیب فرمائے ہمیں (کمال احمد نے صدق دل سے دعا کی اور تبھی ملازمہ نے ڈنر تیار کر کے ٹیبل پر چن دیا اور وہ سب اٹھ کر ڈائننگ ٹیبل پر آگئے)

"یہ بچے کدھر ہیں انہیں بھی تو بلائیں (جمال احمد کی بات پر بیگم بولیں)

"میں نے انہیں بلایا ہے بس آرہے ہیں وہ آپ شروع کریں نا

اور ان کے کہنے کی دیر تھی کہ سیڑھیوں سے نور کی سربراہی میں فاریہ اور ارسم نیچے اترتے دکھائی دیے۔۔۔ نور مسکراتے ہوئے آکر کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی جبکہ وہ دونوں کسی بات پر بحث کرنے میں بزی تھے اور بیچ میں ان بڑوں کو فاریہ نے شامل کر لیا۔۔۔

"آپ سب بتائیں یہ بچپن میں کتنا ڈرپوک ہوا کرتا تھا ہیں نا؟

"بھئی اگر میری جانوروں سے میرا مطلب مرغی چوزوں سے نہیں بنتی تھی تو میں میں ڈرپوک کیسے ہو گیا کیوں کیا کہتے ہیں آپ لوگ؟ (ارسم اسی کے ساتھ نشت پر براجمان ہو کر ان سب سے مخاطب ہوا جس پر چھوٹی مامی نے اس کا بھرپور ساتھ دیا)

"بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو تم

"کیا ٹھیک چچی جان یہ ڈرپوک ہے بس

(اپنی پلیٹ میں چاول ڈال کر اس نے اسے منہ چڑایا جس پر سامنے بیٹھی ماہی پھپھو نے فاریہ کا ساتھ دیا)

"ارے اس کی تو اب بھی ان چوزوں سے جان جاتی ہے

"پھر بھی اے ایس پی بن گئے۔۔۔ ہائے کیا بنے گا اس ملک کا (فاریہ نے ڈرامائی انداز میں کہا جس پر دائیں جانب بیٹھے نور بول پڑی)

"اچھا اور خود تو تم بڑی بہادر ہو نازرا ساکٹ لگ جائے تو سارا گھر سر پر اٹھا لیتی ہو  
"تم بس میری سائیڈ نالینا کبھی ظالم سماج

"جب سے ان دونوں نے ہوش سنبھالا ہے ایسے ہی تینوں کی تکرار ہوتی چلی آرہی ہے اور حیرت تو اس بات پر ہوتی ہے مجھے تکرار کے باوجود ہوتے بھی ساتھ ساتھ ہیں (کمال احمد کی بات پر سب ہنس پڑے)

"الحمد للہ ہمارے بچوں میں اتفاق ہی بہت ہے اور دعا ہے یہ اتفاق یونہی قائم رہے (بڑی مامی نے پیار سے کہا)

"بس ماہی اب تم اسے نقیل ڈالنے کی کرو ماشاء اللہ برسرِ روزگار ہے، عمر بھی مناسب ہے اور تمہیں بھی گھر میں بہو کی صورت میں ایک ساتھی مل جائے گی (جمال احمد کی بات پر فاریہ نے اسے ٹھوکا دیا اور ارسم نے اسے دیکھ کر کندھے اچکائے)

.....

"بھائی جان میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتی ہوں (کھانے سے فارغ ہو کر اب وہ سبھی پچھلے لان میں رکھی کرسیوں پر براجمان چائے کے ساتھ ہلکی ہلکی چلتی ہوا سے لطف اندوز ہو رہے

تھے۔۔۔ جبکہ ارسم، نور اور فاریہ تینوں چہل قدمی کر رہے تھے ساتھ ہی ساتھ ان کی نوک جھونک بھی جاری تھی۔۔۔ ان تینوں کو محبت سے ایک نظر دیکھ کر ماہِ جبین نے جھجھکتے ہوئے جمال احمد کو دیکھ کر بات کا آغاز کیا)

"ہاں کہو ماہی کیا بات ہے؟"

"وہ دراصل بھائی پہلے میں شش و پنج کا شکار تھی لیکن آج آپ نے کہا تو مجھے لگتا ہے یہی وقت بہتر ہے سب ساتھ ہیں اور پھر ارسم کی پروموشن کی خوشی کا موقع ہے تو (وہ کہتے کہتے رک گئیں جبکہ باقی سب ان کے یوں جھجھکنے اور توقف کرنے پر سوچ میں پڑ گئے کہ آخر ایسی بھی کیا بات ہے)

"میں سن رہا ہوں ماہی تم جو کہنا چاہتی ہو اطمینان سے کہو"

"دراصل میں ارسم کی شادی کرنا چاہتی ہوں اب"

"ارے وہ تو میں نے بھی کہا نا کہ اب اس کے لئے لڑکیاں دیکھنا شروع کرو"

"لڑکی میں دیکھ چکی ہوں بھائی جان بس آپ کی رضامندی درکار ہے"

"میری رضامندی کیوں ارسم کی رضامندی پوچھو اگر ہمارا بیٹا راضی ہے تو ہمیں بھلا کیوں اعتراض

ہونے لگا

"صحیح کہہ رہے ہیں بھائی لڑکا سور لڑکی راضی تو ہمیں کیا مسئلہ (کمال احمد نے تائید کی)

"بھائی دراصل میں ارسم کے لیے آپ سے فاریہ کا ہاتھ مانگتی ہوں۔۔۔"

ان کے یوں اچانک سے کہہ دینے پر وہاں ایک دم خاموشی چھا گئی اور وہ تینوں جو چہل قدمی کرتے یہاں وہاں کی باتوں پر ڈسکشن کر رہے تھے اچانک سے ماموں کے کرسی سے اٹھ کر ماہی پھپھو کے سر پر ہاتھ پھیرنے کا منظر دیکھ کر حیران ہوئے۔۔۔

"ہیں یہ بڑوں کو کیا ہوا سب اٹھ کر کس بات پر یوں گلے مل رہے ہیں (فارہ نے انہیں دیکھ کر ان دونوں کو باری باری دیکھا جس کا جواب ان دونوں کے پاس نہیں تھا)

"میری چائے اچھی بنانے پر اتنی خوشی (نور نے کہا جس پر ان دونوں نے اسے گھورا اور وہ منمنائی)

"ہاں تو تم دونوں بتا دو کہ کیا ہوا

"بتانا کیا ہے پوچھنا ہے چلو پوچھ لیتے ہیں چل کر (ارسم نے کہا اور اسی وقت نور کی ماما نے ان تینوں کو پاس بلا لیا اور وہ تینوں قدم قدم چلتے ان کے پاس چلے آئے۔۔۔ ارسم ماما کی پشت پر آکر کھڑا ہو گیا۔۔۔ نور ماما کی پشت پر اور فارہ کو ماہی پھپھو نے اٹھ کر گلے سے لگا کر ماتھا چوم لیا (جس پر وہ دونوں تو ششدر تھے اور حیران تو فارہ بھی تھی جو ہونق بنی پھپھو کی حرکات دیکھ رہی تھی جنہوں اب اپنے دائیں ہاتھ میں پہنی دونوں سونے کی انگوٹھیوں میں سے ایک انگوٹھی اتار کر سب سے اجازت طلب جس پر بابا نے مسکرا سر ہاں میں ہلادیا اور پھر ماہی پھپھو نے وہ انگوٹھی فارہ کی رنگ فنگر میں پہنا دی اور دوبارہ اسے گلے لگا کر پیار کیا اور ممتا سے لبریز لہجے میں گویا ہوئیں)

"خدا میرے بچوں کو بری نظر سے بچائے ہمیشہ خوش رہو

(اب باقاعدہ طور پر صاف الفاظ میں کہی گئی بات پر فارہ اور ارسم دونوں کے سر پہ بم پھٹا لیکن نور تو چہک اٹھی)

"اوہ اوہ یسس مبارک ہو میری کزن (فاریہ کو فٹاٹ اٹھ کر جھپی دی اور فاریہ تو جہان کی تہاں کھڑی رہ گئی اور یہی حال ماما کے پیچھے کھڑے رسم کا تھا جسے اب ماموں نے اٹھ کر گلے لگایا۔۔۔ وہاں مبارکباد کا سلسلہ شروع ہوا ادھر فاریہ اور رسم تو ہکا بکا۔ پھر کچھ لکھے یونہی گزرنے کے بعد جب ہوش میں آئی تو شرم سے دہری ہوتی وہ چائے کے خالی کپ اندر اٹھا کر لے گئی جس پر نور اس کے پیچھے ہوئی۔

رسم کی بات کی جائے تو اس کے دل و دماغ میں ایک طوفان برپا تھا۔۔۔ یہ اچانک سے اس کی اجازت کے بغیر ماما نے اتنا بڑا فیصلہ کیسے کر لیا۔۔۔ اس کی رائے تو دور اسے پیشگی مطلع کرنا بھی گوارا نہیں کیا۔۔۔ بظاہر مسکراتے ہوئے وہ سب سے باتیں کرتا اندر ہی اندر کھول رہا تھا۔۔۔ اسے جلد سے جلد گھر کی تھی۔۔۔ وہ ماما سے اس سلسلے میں بات کرنے کو بے تاب تھا۔

.....

"تم پریشان نا ہو خدا کوئی نا کوئی بندوبست ضرور کرے گا (ماں نے اسے بیڈ پر ٹانگوں کے گرد بازوؤں کا حلقہ کیے گھٹنوں پر سر گرائے دیکھ کر تسلی دی)

اس نے سر اٹھایا اور ملامت بھری اور افسردہ نگاہوں نے ماں کی نگاہیں جھکا دیں۔ رونے کی وجہ سے آنکھوں کے کنارے سرخ اور پپوٹے سو جے ہوئے تھے۔۔۔ ماں مجبور تھی اور بیٹی دگر فتنہ۔۔۔ دونوں اپنی جگہ جگہ بے بس تھیں۔۔۔

"مجھے تو مر جانا چاہیے (گلوگیر لہجے میں اقراء نے کہا اور ماں نے

بے ساختہ کہا)

"اللہ نا کرے تمہیں کچھ ہو۔۔۔ خدا تمہیں بہت نوازے گا دیکھنا بس میری ساری دعائیں تمہارے لیے ہیں اور مجھے یقین ہے خدا میرے صبر کا صلہ تمہارے بہترین نصیب کی صورت میں عطا کرے گا (ماں نے بھیگی آواز میں اسے کہا اور آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگا لیا اور کتنی ہی دیر وہ دونوں ماں بیٹی ایک دوسرے کے ساتھ لگی بیٹھیں اشکباری کرتیں کہ اقراء کے موبائل پر رنگ ٹون بجی اور وہ آنسو صاف کرتی موبائل کی طرف متوجہ ہوئی۔

"نور کانگ" دیکھ کر موبائل واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا پھر میسج ٹون بجی اور دھڑا دھڑا بجتی چلی گئی۔۔۔ اس نے موبائل سائلنٹ پر لگا دیا تب ماں نے اسے کال نور سے بات کرنے کو کہا کہ اسی بہانے اس کا دل بہل جائے اور دھیان بٹے گا لیکن اس نے انہیں انکار کر دیا اور سونے کے لیے لیٹ گئی۔ ماں نے اسے کچھ کہنا چاہا تو انہیں کوئی جواب نا دیا جس پر ماں اس کو کچھ دیر پاس بیٹھے دیکھتی رہیں اور اٹھ کر لائٹ آف کر کے واپس اس کے سرہانے آکر بیڈ کی پائنٹی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں اور اس کے بالوں میں آہستہ آہستہ سے ہاتھ پھیرنے لگیں۔ اقراء روتے روتے ہی کچھ دیر میں سو گئی۔ طلحہ اور حکیم صاحب آج کسی محلے دار کی دعوت ولیمہ میں شرکت کے لیے گئے ہوئے تھے۔ اسی وجہ سے آج وہ دونوں ماں بیٹی ساتھ ساتھ تھیں۔

.....

"بڑے دنوں میں خوشی کا دن آیا اااا (نور کی بے سری آواز میں گانا گانے اوپر سے اوٹ پٹانگ ڈانس پر فاریہ ہنس ہنس کر دہری ہو رہی تھی)

"آج کوئی نا مجھ سے پوچھو میں نے کیا پایا

ارے بڑے دنوں میں خوشی کا دن آیا

"یار ویسے یہ اچانک کیسے آئی مین یہ کیسے مجھے تو ابھی تک یقین ہی نہیں ہو رہا (نور تھک ہار کر آلتی پالتی مار کر بیڈ پر اسی کے پاس بیٹھ گئی)

"شباباشے تمہیں یقین نہیں آرہا اور میں تو گم سم ہوں ابھی تک کہ یہ ہوا کیا ہے یہ اچانک سے انگھوٹی میری انگلی میں آٹھری

"چلو جو بھی ہوا اچھا ہی ہوا کم سے کم تمہیں ملنے دور کہیں تو نہیں جانا پڑیگا یہیں آس پاس ہوگی اوہ ہ شٹ تم تو یہیں پڑی رہو گی آفٹر میرج ابے او و کزن کم فرینڈ لسن ٹومی یہ آئے دن منہ اٹھا کر یہاں نا چلی آنا جب جب یاد آئے ہماری کال کرنا میں خود چلی آؤں گی خبردار اگر میرا ٹوور خراب کیا تو ویسے بھی لڑکی اپنے سسرال میں رہے تو اچھا ہے روز روز میکے آ جانا اچھی بات نہیں ہوتی ہاں میری پھپھو کا گھر ہے اس لیے میں بلاناغہ بھی چلی آؤں تو اس کو جی شکل کو مزید کوجا کرنے سے گریز کرنا اور جی بھر کر میری خدمت کے فرائض ادا کرنا بے شک مہمان کی آؤ بھگت کرنے سے خدا خوش ہوتا ہے (نور کے پل پل بدلتے بیانات پر مسکراہٹ نے فاریہ کے چہرے کا احاطہ کیا پھر محبت پاش نظروں سے اسے دیکھا جو اپنی آنکھیں مٹکاتی محظوظ ہو رہی تھی تو فاریہ نے آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگا کر پچکارا)

"میلا بے بی بلا ناغہ آیا کرے گا میرے سسرال وائے ناٹ وائے ناٹ (اس کے گالوں کو کھینچ کر پیار سے اسے دیکھا اور پھر اس کی گردن دبوچ لی جس پر نور کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور وہ اپنی فاریہ کے ہاتھوں کے شکنجے میں جکڑی گردن کو چھڑانے لگی)

"ارے ظالم گردن چھوڑو میری چھوڑو و و (اس کی گردن پر گرفت سخت کی اور نور کی آواز مدھم ہوئی)

"تمہیں میں میکے میں منہ نہیں لگاتی میرے سسرال میں کون سے تم سرخاب کے پر لگا کر داخل ہوا کروگی جس کی بنا پر تمہیں ناز اٹھوائے جانے کا امکان دکھائی دیتا ہے۔ ہیں بتاؤ زرا بولو نا (فاریہ نے اس کی گردن کو مسلسل جھٹکے دیتی نور کے چودہ طبق روشن کر دیے جس پر نور جیسے تیسے اپنی گردن اس کے ہاتھ کی قید سے آزاد کروائی اور نور اچھل کر بیڈ سے نیچے اتر کر بولی)

"اوائے ہوئے ظلم ہو گیا ارسم بھائی کے ساتھ اففف اس قدر سخت دل عورت متھے لگے گی ان کے ہائے میرے پیارے سے ارسم بھائی (نور نے کانوں کو ہاتھ لگا کر توبہ کی)

"ہائے میرے پیارے سے ارسم بھائی (فاریہ نے اس کی نقل اتاری اور ٹیک چھوڑ کر بیڈ پر چت لیٹ گئی اور نور پھر سے پاس آگئی)

"یار ویسے یہ اقراء کو بھی نیوز سنائی تھی اب وہ ہے کہ کام ہی ریسو نہیں کر رہی اور تو اور میسج کا بھی رسپانس نہیں دیا

"کہیں بزی ہوگی یار کل یونیورسٹی آئے گی تو سرپرائز دیں گے اسے (فاریہ نے کہا جس پر نور نے سر ہلایا)

"ویسے تم خوش ہو نا فاریہ؟

"خوش (اس نے خود کلامی کی) خوش ہی ہوں یار نا خوش ہونے کی کوئی وجہ نہیں یعنی میرے دل میں اور کوئی نہیں تھا۔۔۔ اینڈ ارسم دیکھا بھالا ہے بچپن سے ساتھ کھیلتے کودتے بڑے ہوئے ہیں ساتھ ساتھ پھر بڑوں نے سوچ سمجھ کر ہی یہ فیصلہ کیا ہو گا تو یس آئی ایم ہیپی۔۔۔

"کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو بس میری دعا ہے تم دونوں کا یہ رشتہ بڑوں کا یہ فیصلہ خوش آئند ثابت ہو ہم سب کے لیے آمین

"آمین" فاریہ نے بھی صدق دل سے آمین کہا

.....  
واپسی پر گاڑی میں مکمل خاموشی تھی۔۔۔ جسے ماما نے ہی توڑا  
"ارسم تمہیں میرا فیصلہ قبول ہے نا؟

ماما کے سوال پر اس نے کچھ کہنے کو لب کھولے کہ اسی وقت کال پر اس کے جونئیر احمر کی کال موصول ہوئی اور اسے ایک انتہائی اہم کیس سے متعلق پیش رفت سے آگاہ کرتے ہوئے جلد سے جلد آفس آنے کو کہا جس پر اس نے فی الحال ماما سے کوئی بات کرنے کا ارادہ مسترد کیا اور اپنے باقی ٹیم میمبرز سے کانفرنس کال پر بات کی اور ماما کو گھر کے گیٹ پر چھوڑ کر آفس روانہ ہو گیا۔۔۔۔ اور ماما اس کے حق میں دعائیں کرتیں گھر کے اندر چلی گئی۔

ایش کلر ڈریس پینٹ پر وائٹ ہاف سیلوز ٹی شرٹ پہنے وہ شہزادوں کی آن بان کا حامل چالیس منٹ پر محیط ورک آؤٹ سے فارغ ہو کر اب آفس جانے کی تیاری کر رہا تھا۔۔۔ پائوں میں لائٹ براؤن جوتے پہنے۔ بائیں کلائی پر سلور رنگ کی قیمتی رسٹ واچ باندھ کر اس نے ڈریسنگ ٹیبل سے ہئیر برش اٹھا کر اپنے بکھرے بال سیدھے کیے جن کو پچھلے ہی ہفتے اس نے نیا لک "انڈر کٹ" دیا تھا جو اس پر خاصہ بیچ رہا تھا۔

اس نے ایک نظر خود کو تنقیدی نظروں سے شیشے میں دیکھا اور کلین شیو چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔۔ پھر ٹیبل پر دھرے ایر بڈز اٹھا کر دونوں کانوں میں لگائے۔ مڑ کر بیڈ پر رکھے لیپ ٹاپ کے بیگ کو اٹھا کر ساتھ رکھے آئی فون اور کار کیز اٹھائیں۔ اور ٹی شرٹ کی اوپری پاکٹ سے بلیک گوگلز نکالے سور سبز آنکھوں پر پہرہ لگایا۔ تبھی اس کے پرسنل اسسٹنٹ کی کال آئی جو اس نے ریسیو کی اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ کوریڈور سے گزرتے اس کی متلاشی نگاہیں گلاس وال سے پار ماما بریک فاسٹ کرتے دیکھ چکی تھیں۔

"اوکے بدر میں جسٹ ہاف این آر میں پہنچتا ہوں اینڈ یس یونیورسٹی مینجمنٹ کو یہ اچھے سے سمجھا دینا کہ مجھے ایک ہی گھنٹے کا لیکچر دینا ہے، اس کے فوراً بعد میں وہاں سے ڈائریکٹ اپنے فرینچ کلائنٹ سے میٹنگ کے لیے روانہ ہو جائوں گا گاٹ اٹ؟؟؟"

دوسری طرف سے اسے مکمل تسلی کروائی گئی جس پر اس نے وہ کال ڈسکنٹ کی اور موبائل کو پینٹ کی پاکٹ میں ڈالا۔ کوریڈور جس کے دونوں اطراف میں گلاس والز تھیں کر اس کے آخری سرے پر بنے دونوں اطراف میں دروازوں کے پاس پہنچا ایک پچھلے لان میں کھلتا تو دوسرا گھر کے لیونگ

ایریا میں۔ ماما کا روم اور دوسرے رومز لیونگ ایریا کے بائیں جانب لکڑیوں کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر گولائی میں ترتیب سے بنے تھے۔

اس کا روم باقی گھر سے الگ اس کوریڈور کے بیچ میں آخر پر بنا تھا۔۔۔ وہ ہمیشہ سے خاموش طبع، اپنے کام سے کام رکھنے کا عادی تھا۔ اسی لیے اس کی پسند کو دیکھتے ہوئے اس گھر میں وہ روم بابا نے ڈیزائن کروایا۔ اس کے سوشل سرکل میں سوائے ایک دوست ایڈ ایجنسی کا مالک منصور شیخ ہے۔

.....

مسسز وجاہت اپنی آف وائٹ اینڈ وائٹ کلر کی ساڑھی س

زیب تن کیے بالوں کا جوڑا بنائے میک اپ سے مبرا چہرہ جس پر نرم سی مسکراہٹ ہر دم جگمگاتی دکھائی دیتی اسی مخصوص مسکراہٹ کو لبوں پر سجائے۔ اپنی مارنگ روٹین کے عین مطابق برائون بریڈ کے ساتھ ہاف فرائی ایگ نوش کرنے کے بعد اب بلیک ٹی کی چسکیاں لے رہی تھیں۔ ان کے چہرے پر قائم تاثر انہیں بارعب تو ان کا پہناوا انہیں بازوق بناتا۔ ان دونوں کے ملاپ سے ان کی شخصیت اور بھی با اثر اور قابل دید لگتی۔ بڑھاپے نے ان پر اپنے رنگ نچھاور تو ضرور کیے لیکن ہاتھ کھینچ کر۔ ان کی صحت قابل رشک تھی۔

ابھی وہ سوئمنگ پول کے پاس رکھی میز کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھی ہیں اور سر پر چھتری کا سایہ ہے فضا میں آج کافی دنوں کے بعد گرمی کا عنصر غائب ہونے پر انہوں نے یہاں باہر بریک فاسٹ کرنے کو ترجیح دی ہے۔

وہ مضبوط چال چلتا مسکراہٹ لبوں پر سجا کر ان کے قریب آیا اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا

"گڈ مارنگ مائی گارجنٹس لیڈی

"مارنگ مائی چائلڈ

"آج کافی دنوں بعد میرا بیٹا فریش نظر آرہا ہے

"کیونکہ کافی دنوں بعد آج میں صبح سے سویا ہوں ورنہ پچھلے کئی دنوں سے میٹنگز، لیکچرز افسوسناک

کافی ٹف روٹین رہی اینڈ فائنلی آج جسٹ ایک لیکچر ہے اور دو میٹنگز (اس نے یونہی ایک ہاتھ میں

لیپ ٹاپ بیگ اور دوسرا ہاتھ پیٹ کی پاکٹ میں ڈال رکھا تھا)

"آؤ نابریک فاسٹ نہیں کرو گے؟

"نہیں ماما میں لیٹ ہو جائوں گا ابھی کے لیے سوری بٹ آج ڈنر پر میں آپ کو کمپنی دوں گا۔ آئی

پرامس (اس نے ماما کو امید دلا کر کہا اور پھر ان سے مل کر وہ یونیورسٹی کے لیے نکل گیا جہاں آج

"بزنس اینڈ ماڈرن ٹیکنالوجی" سے متعلق سیمینار منعقد تھا جس میں اسے ایس ایس ایف گیسٹ کے طور پر

مدعو کیا گیا ہے۔

.....

فضیلہ بیگم اپنی ایک محلے دار کے گھر گئی ہوئی تھیں اور اقراء گھر کی صفائی کر رہی تھی۔ اور طلحہ جو

ابھی سو کر اٹھا تو اسے صحن کی صفائی کرتے دکھائی دی۔ طلحہ نے اسے لپٹائی نظروں سے دیکھا۔ نیلے

سے سادہ شلوار سوٹ میں ملبوس ڈوپٹہ اپنی کمر پر باندھے وہ ارد گرد سے بے خبر اپنے کام میں مگن

تھی۔ طلحہ نے ساتھ والے دونوں کمروں میں جھانکا اور پھر کچن میں دیکھا سوتیلی ماں کہیں دکھائی نا دیں تو ایک گہرا سانس بھر کر بے آواز اور احتیاط سے قدم رکھتا اس کے عین پیچھے آکھڑا ہوا اور بولا "کیا ہوا آج یونیورسٹی نہیں گئے سرکار؟"

اقراء جو ہاتھ میں پائپ پکڑے اور دوسرے میں جھاڑو پکڑے صحن دھو رہی تھی اس کی آواز پر بری طرح چونکی۔ اور پلٹی تو پائپ سے نکلتا پانی طلحہ کو بھگو گیا جس پر وہ سخت بد مزہا ہوا اور اقراء نے جھاڑو اور پائپ دونوں نیچے فرش پر پھینک دیے۔ اور کمر سے بندھے ڈوپٹہ کو کھولا اور فوراً سے وہاں سے ہٹنے لگی تو اس نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے فرار ہونے کی کوشش کو ناکام بنا دیا۔

"ارے ارے ایسے کیسے ہم آئے اور آپ بھاگ چلے یہ تو کوئی اچھی بات نہیں سرکار (اس نے اس کے چہرے پر نظریں گاڑ کر اس کے کان کے قریب سرگوشی کی جس پر اقراء کے دل نے رفتار پکڑی اور اس نے طلحہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اسے دور کرنا چاہا۔

"پلیز طلحہ بھائی

"سُخ (وہ جی بھر کر بد مزہ ہوا) یہ کیا بھائی بھائی کی رٹ لگائے رکھتی ہو ارے میں تمہارا بھائی نہیں ہوں میں تو تمہارے حسن کا دیوانہ ہوں جگر (اس کے دونوں ہاتھوں کو جکڑ کر کمر کے پیچھے کر کے اسے خود سے قریب کرتے ہوئے کمینگی سے کہا)

"مجھے جانے دیں پلیز (وہ روہانسی ہو گئی۔۔۔ منت بھرے انداز میں کہا لیکن طلحہ یہ سنہری موقع گنوانے کے موڈ میں نہیں ہرگز نہیں تھا)

"ہائے یہ بے موسم برسات اور سیاہ آنکھیں جی چاہتا ہے تمہیں خود میں اتار لوں (اپنی بے بسی پر اقرار کے آنسوؤں میں شدت آگئی۔ پھر ایک تو ڈر دوسرا اس نامحرم کی قربت پر اقرار کا وجود ہولے ہولے لرزنے لگا جبکہ دوسری طرف خود سے یوں لگائے کوئی خاطر خواہ اثر ہوتا دکھائی نہ دیا)

\*\*\*\*\*

"خدا کے لیے۔۔۔ چھوڑ دیں۔۔۔ جانے دیں مجھے" (اقراء نے رندھی ہوئی آواز میں رک رک کر الفاظ ادا کیے لیکن طلحہ پر اس کی حد درجہ نزدیکی نے الگ ہی نشہ کر دیا جس پر وہ بہکنے لگا۔۔۔ لانی پلکوں پہ شبنم کے شفاف قطرے اس پر سرخ گلاب سے تراشیدہ لبوں کی پھڑپھڑاہٹ وہ مدہوش ہونے لگا۔۔۔ وہ خود پر سے اختیار کھونے لگا اور آہستہ سے اپنا چہرہ نیچے جھکا کر اس کے چہرے کے قریب کیا۔۔۔ اقرار دل ہی دل میں خدا سے اپنے حق میں دعائیں کرتی چہرے کا رخ موڑ گئی۔۔۔ طلحہ نے طیش میں آکر ایک ہاتھ سے اس کے دونوں ہاتھوں کو جکڑا۔۔۔ دوسرے ہاتھ سے اس کا منہ دبوچ کر غرایا

"سمجھتی کیا ہو تم خود ہاں۔۔۔ بہت غرور ہے خود پہ لڑکیاں مرتی ہیں مجھ پہ اور ایک تم نو لفت کا بورڈ لگائے رکھتی ہو۔۔۔ آنکھیں کھولو دیکھو میری طرف (اس نے اگلا حکم صادر کیا لیکن اقرار نے ہنوز آنکھیں بند رکھیں جس پر وہ آپے سے باہر ہو گیا۔۔۔ گرفت پر پکڑ سخت ہوئی۔۔۔ اقرار کے چہرے پر اذیت واضح تھی۔۔۔ مگر پھر خود پر قابو پا کر اقرار کو تائو دلایا

"سنائی نہیں دیا یا پھر میرے ساتھ وقت گزاری کی خواہش ہونے لگی ہے (خباثت سے کہے گئے گرے ہوئے الفاظ پر اقراء نے پٹ سے آنکھیں کھولیں اس کی اس حرکت پر طلحہ کا بے ہنگم قہقہہ فضا میں گونجا۔۔۔

اقراء کے ساتھ کچھ غلط ہونے سے پہلے ہی دروازے پر بیل ہوئی جس پر وہ جھنجھلا کر دو تین موٹی گالیاں بکتا دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہوا کہ اس بار لوہے کے دروازے کے اس پار سے حکیم صاحب کی گرجدار آواز پر اس نے جھٹکے سے اسے خود سے الگ کیا اور اس سے کندھے سے کھینچ کر قریب کرتے ہوئے اس کی رہی سہی جان بھی لے گیا

"جان من آج تو بچ گئی اگلی بار کچی گولیاں نہیں کھیلوں گا

"کہاں مر گئی ہے یہ لڑکی اقراء اقراء (دروازے کے پار حکیم صاحب کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جن کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا اور اب اونچی آواز میں اسے بلا رہے تھے)

اقراء کو چھوڑا تو وہ خوف کے عالم میں جیسے تیسے گرتی سنبھلتی کمرے میں چلی آئی۔ دروازے کو بند کر کے وہیں نیچے بیٹھتی چلی گئی۔۔۔ نازک نیم جان وجود پر لرزہ طاری تھا۔۔۔ گھٹنوں پر سر گرائے وہ بے تحاشہ روتی خدا سے اپنی موت کی دعائیں کرنے لگی۔۔۔ وہی دعا جو ہوش سنبھالنے کے بعد سے اب تک مانگ رہی تھی۔ ماں مجبور اور باپ کے لیے بوجھ اس پر طلحہ جیسے بیچ گرے ہوئے انسان کی گھر میں موجودگی۔۔۔ وہ جائے تو جائے کہاں؟ کون تھا جس سے وہ اپنا درد بانٹے۔۔۔ ماں کے میکے کے نام پر ایک ماموں جو اپنا آبائی گھر کرائے پر دے کر کب کے اپنی فیملی کو لیے دیی شفٹ ہو چکے ہیں۔

اقراء کے پاس کوئی ایک ایسا رشتہ نا تھا ایک ایسا در نا تھا جہاں وہ جائے پناہ لے سکی۔۔۔ جہاں وہ خود کی عزت کی رکھوالی کر سکے۔ جہاں وہ خود کو محفوظ تصور کر سکے۔

" ہم ٹھکرائے ہوئے ہیں، ہم ٹھکرائے ہوئے ہیں

1. زخم سینے کا ہے جو سلتا نہیں  
ڈھونڈیں اپنا مگر کوئی ملتا نہیں  
سانس دے دے کے میں نے سینچا  
گل حیات پھر بھی کھلتا نہیں

ہیں کئی بوجھ فاریہ جو ہم اٹھائے ہوئے ہیں  
ہم ٹھکرائے ہوئے ہیں، ہم ٹھکرائے ہوئے ہیں

2- چھائی ہے اک عجب سی بے کلی  
گھیرے ہوئے جانے کیسی بے کسی  
سنائیں کس کو جو گزر رہی ہے  
مجھ پہ پہرے دے رہی بے بسی

ہیں کئی حادثے فاریہ جو ہم چھپائے ہوئے ہیں  
ہم ٹھکرائے ہوئے ہیں، ہم ٹھکرائے ہوئے ہیں "  
(سیدہ صغریٰ غازی)

عجیب درد ہی درد تھا، تکلیف ہی تکلیف تھی لیکن کوئی چارہ نہ تھا۔۔۔ آنسو بہانے اور خود کو کوسنے اور  
اپنی ہی موت کی دعائیں کرنے کے سوا۔ تڑپ تڑپ کر خدا سے اپنی موت کی دعائیں مانگتی اس نازک  
لڑکی کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

.....

"کدھر مرے پڑے تھے کب سے باہر دھوپ میں کھڑا ہوں میں (طلحہ اپنی شرٹ ٹھیک کرتا بالوں  
میں ہاتھ چلاتا دروازہ کھول کر پیچھے ہٹا۔ حکیم صاحب تو جیسے بھرے بیٹھے تھے دروازہ کھلتے ہی سخت  
سنانے لگ گئے اور اپنے کمرے میں چلے گئے)  
پیچھے کھڑا طلحہ تو کسی اور ہی سوچ میں گم تھا اپنے سینے پر کمینگی سے ہاتھ پھیرتا وہ اور ہی منصوبہ بنانے  
میں مصروف تھا۔۔۔ اب کی بار وہ اقراء کو مکمل طور پر اپنا بنانا چاہتا تھا۔ پہلے وہ اس کی پسند تھی پھر  
ضد اور اب جنون۔

.....

"یار آج بھی جناب عالیہ ایبسنٹ ہیں اور کوئی ہوں ہاں بھی نہیں اللہ جانے کیا ہوا خدا خیر کرے  
(نور نے میم کے کلاس سے جانے کے بعد ٹانگیں سیدھی کر کے فکر مندی سے کہا)  
"یار اکثر وہ یوں غائب ہو جاتی ہے پتا تو ہے انشاء اللہ خیر ہی ہوگی تم ٹینشن نالو (فارہ نے وائٹ بورڈ  
سے پوائنٹس نوٹ ڈائون کرتے اسے تسلی دی)  
"ہممم ٹھیک کہہ رہی ہو تم..."

"اب چلو کیفے چلیں پھر لائبریری بھی جانا ہے (فارہ نے لیکچر نوٹ کر کے رجسٹر کو سامنے ٹیبل پر  
رکھ کر کرسی چھوڑی)

"لائبریری کیوں جانا ہے؟

"کلاسیکل پوٹری کی اسائنمنٹ نہیں دینی کیا اس کے لیے میٹیریل اکٹھا کرنا ہے  
"اوہ ہاں میں تو وہ بھول ہی گئی۔۔۔ لیکن اس بار تمہاری باری تھی اسائنمنٹس بنانے کی فارہ یور کائنڈ  
انفارمیشن (نور نے جیسے ناک سے مکھی اڑائی)

"آئی نو آئی نو۔۔۔ لیکن کیا تم نے اکیڈ آوارہ گردی کرنی ہے یونیورسٹی میں؟ نہیں نا تو ساتھ چلو  
شرافت سے (فارہ نے شولڈر بیگ میں چیزیں ڈال کر ایک شانے پر پہن کر اسے زبردستی اٹھانے کی  
کوشش کی)

"جسٹ آسکیڈ۔۔۔ ٹریٹ کب دو گی تم؟  
"کونسی ٹریٹ؟

"دیکھو فٹافٹ مجھے ٹریٹ دے دو ورنہ شور مچا کر ساری کلاس کو تمہارا رشتہ ڈن ہونے کی بریکنگ نیوز سنا دوں گی پھر ایک مجھ اکیلی کو بریانی کی پلیٹ کی بجائے پوری کلاس کو دیگ کھلانی پڑ جائے گی! تو سوچ لو (نور نے بال اس کے کوٹ میں ڈال کر بالوں کی ایک لٹ کو اپنی انگلی پر لپیٹتے ہوئے اسے کن اکھیوں سے دیکھا)

"نہایت ہی معده پھینک عورت ہو تم جب دیکھو ٹریٹ ٹریٹ۔۔۔ ویسے بھی میں فی الحال شک میں ہوں اچانک سے یوں بیٹھے بٹھائے رشتہ ڈن ڈنا ڈن ہو گیا مجھے تو کچھ سمجھ ہی نہیں آیا (فاریہ نے ہری جھنڈی دکھائی جس پر نور کمر پر بازو ٹکائے اسے کھا جانے والی نظروں سے تکتی رہی)

"اب ایسے کیا دیکھ رہی ہو سچ میں میں ابھی شک کی کیفیت میں ہوں  
"اچھا اچھا شک کی کیفیت میں ہیں آپ۔۔۔ فضول بکواس کروالو تم سے بس  
"لو یار ایک مشرقی لڑکی کو وقت لگتا ہے نا۔۔۔ میں تو شرما بھی نہیں سکی صحیح سے رات کو اور تمہیں ٹریٹ کی فکر لگ گئی

"اچھا تو ایک کام کرتے ہیں آج پھپھو کی طرف چلتے ہیں انہیں ساتھ لیے گھر جائیں گے دوبارہ سے رشتہ مانگنے کا کہہ کر۔۔۔ پھر تم دوپٹہ کا ایک کونا دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے مروڑتی ہوئی سامنے آنا اور جیسے ہی انگھوٹی پہن لو تو سر پٹ کمرے کی اور دوڑ لگا دینا تب میں سب سے کہوں گی بچی شرما گئی ہماری (نور نے جلے سڑے انداز میں اچھی خاصی فاریہ کی کلاس لے ڈالی اور وہ ڈھیٹ بنی ہنستی چلی گئی)

"دس، دس کی دو بار تم پہ (سیدھے ہاتھ سے اس پر لعنت بھیج کر وہ اپنے بیگ کی طرف متوجہ ہوئی)

"دس کی لعنت یہ کونسا ٹرینڈ نکلا ہے؟

"تم جیسی شباهت پہ لکھ کی لعنت نری فضول خرچی ہے (اس نے چبا چبا کر الفاظ ادا کیے)

"ہاہا ہا ہا یار دیکھو ٹریٹ تو اقراء کو بھی تو دینی ہے نا ساتھ ساتھ دوں گی نا دونوں کو (فارہ نے اسے منایا)

لیکن وہ اپنا بیگ سمیٹنے کے بعد کلاس سے باہر نکل آئی اور فارہ اس کے سنگ چل پڑی)

"اچھا ڈھیٹ العظیم حسینہ تم جیتی میں ہاری اب چلو جو ٹھونسنا ہے چل کر ٹھونس لو (ڈیپارٹمنٹ سے باہر نکلنے تک نور نے مکمل طور پر اسے نظر انداز کیا جس پر فارہ اس نے اس کا رستہ روک کر ہاتھ جوڑے ساتھ سر جھکا کر ہتھار ڈال دیے)

"وائے ناٹ اب تم ہار مان چکی ہو تو ضرور لیکن اقراء کے ساتھ الگ سے ٹریٹ لوں گی (اس نے شرط رکھی اور فارہ نے اسے یوں دیکھا جیسے یہ سدھرنے والی نہیں)

"جانتی ہوں ندیدی عورت۔۔۔ تمہیں جب جب موقع ملے میری جیب کو کہاں بخشی ہو تم (اس بار فارہ نے جل بھن کے کہا جس پر نور نے اس کے شانے پر بازو پھیلا کر دوسرے ہاتھ سے اس کا گال کھینچا)

"یار کزن کم دوست ہو اتنا حق تو بنتا ہے میرا تم پہ

یو نہی ہنستے مسکراتے لڑتے جھگڑتے وہ پہلے کیفے پھر لائبریری چلی گئیں۔

.....

ارسم کی ٹیم آج کل "بلیک سنیک" black snake نامی مافیا گینگ کے پیچھے پڑی تھی۔ دن رات اسی گینگ سے متعلق وہ شواہد اور اہم مہروں کی تلاش میں سرگرداں ادھر ادھر چھاپے مارتی ہھر رہی تھی۔

"بلیک سنیک" black snake جو کچھ عرصے پہلے ہی منظر عام پر آیا اور دیکھتے ہی دیکھتے جس کا انڈر ورلڈ میں کافی نام ہونے لگا۔ اس گینگ کے گھناؤنے کاموں میں سر فہرست ہیومن سمگلنگ ہے۔ باقی ڈرگز، اور غیر قانونی اسلحہ کی خرید و فروخت ہیں۔

ارسم پچھلے سات ماہ سے اس گینگ کے پیچھے تھا۔ رسم اور اس کے جونئرز ہر وقت اسی گینگ کی کھوج میں تھی۔

کل بھی رسم جب ماما کے ساتھ گھر جا رہا تھا تب اس کے جونئر احمر نے اسے بلیک گینگ کے پاکستان کے شہر لاہور میں بنے گروپ کا انچارج گرفتار ہونے کی خبر دی جس پر وہ ہوا کے گھوڑے پر سوار پولیس اسٹیشن پہنچا اور رات سے وہ اس سے ٹارچر سیل میں الٹا لٹکائے انویسٹیگیشن کر رہا تھا لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوا۔

"تم لوگ جانتے نہیں کس سے پنگا لے رہے ہو بہت پچھتاؤ گے (آدھی رات سے مار کھانے کے باوجود وہ ابھی بھی اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹا تھا۔۔۔ رسم جس نے بلیک جینز پر لائٹ گرین ڈریس شرٹ پہنی تھی۔ شرٹ کے کف کہنیوں تک موڑے ہوئے رات بھر اس کامران (عرف کامی) نامی مافیا ممبر کے ساتھ مغز ماری کے بعد اب کچھ دیر بریک کی عرض سے ٹارچر سیل سے باہر نکلنے لگا کہ پیچھے سے وہ بولا اور ساتھ ہی مکروہ مسکراہٹ چہرے پر سجائی کہ رسم نے مڑ کر تیزی سے اس کے

قرب پہنچ کر اس کے منہ پر دائیں ہاتھ کا مکہ جڑا۔۔۔ وہ درد سے کراہنے لگا تو اس کا منہ دونوں ہاتھوں میں جکڑ کر چٹانوں کی سختی لیے لہجے میں ارسم دھاڑا

"پچھتائے گا تو تو اور تیرا یہ بلیک سنیک کیونکہ ارسم تہس نیس کر کے ہی دم لے گا تجھے اور تیرے بلیک سنیک کو۔۔۔ وعدہ ہے میرا تجھ سے (جھٹکے سے اسے چھوڑ کر وہ جاتے جاتے احمر کو وقفے وقفے سے اسے انوسٹیکیشن کا آرڈر دے کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔ اس کا ارادہ گھر جا کر کچھ دیر ریست کرنے کا تھا پھر شام میں واپس آفس)

.....

ماں محلے دار کے گھر سے ہو کر واپس آئیں اور اقراء کے کمرے میں گئیں۔۔۔ اقراء نماز پڑھنے میں مشغول تھی۔

دعا ختم کر کے اٹھ کھڑی ہوئی۔ جائے نماز تہہ کر کے پلٹی تو ماں کو دیکھ کر ان کے پاس آ بیٹھی۔

"خدا تیری ساری جائز حاجات و مناجات قبول فرمائے

(ماں نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیے دل سے دعا دی)

"جانے کب وہ وقت آئے گا امی (اقراء نے سر ان کی گود میں رکھ لیا۔۔۔ ناامیدی اس کے پورے وجود کو اپنے حصار میں لیے ہوئے تھی)

"نہیں میری بیٹی ایسے نہیں کہتے تو تو اتنی سمجھدار اور صبروں والی ہے پھر نماز روزے کی پابند۔۔۔ اور ایسی بجھی بجھی باتیں۔۔۔ ناکیا کر

"امی میں تھک چکی ہوں اب اور اس زندگی کا بوجھ برداشت نہیں کیا جاتا بس دعا کریں مجھے چھٹکارا مل جائے اس جہنم سے (اس کے لہجے میں ٹوٹی آس کی کرچیاں ماں کے کلیجے کو زخمی کر گئیں)

"خدا نا کرے تجھے کچھ ہو۔ تو تو میرا اپنا خون ہے میری خوشی، میرے دل کا سکون ہے۔ میری تمام تکالیف کا ثمر ہے تو۔ خدا سلامت رکھے تجھے۔ مت نکالا کر منہ سے ایسی بد فعل۔ اور ابھی میں مری نہیں ہوں زندہ ہوں تیرے ساتھ زیادتی نہیں ہونے دوں گی۔ میں نے ثریا (محلے دار) سے پیسے ادھار مانگیں ہیں تیری فیس کے۔ کہہ رہی تھی ایک دو دن تک بندوست کر دے گی۔ اس لیے تو خوش ہو جا اور دل چھوٹا نہ کر تیری تعلیم میں مکمل کروائوں گی۔۔۔

ماں کے آخر میں کیے خوش کن انکشاف پر وہ جھٹکے سے لیٹے سے اٹھ بیٹھی اور ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر نرم آنکھوں سے مسکرائی

"کیا واقعی؟

"میں جھوٹ بولوں گی کیا اس عمر میں

"لیکن پھر واپس کیسے کریں گے وہ رقم؟ (نئی پریشانی لاحق ہوئی)

"جیسے پہلے واپس کرتی آئی ہوں خدا مالک ہے وہ ہمیں تنہا نہیں چھوڑے گا (ماں کی باتیں اقراء کے پڑ

مردہ چہرے پر مسکراہٹ لے آئیں۔ اور وہ فرط جذبات میں ان کے سینے سے لگ گئی)

"شکر ہے میرے پاس آپ ہیں شکر الحمد للہ۔ خدا آپ کا سایہ میرے سر پہ ہمیشہ قائم رکھے آمین

ماں نے بھی اسے خود سے لگائے اس کے سر پر بوسہ دیا

.....

"اسلام و علیکم ماما

"وعلیکم السلام میرا بیٹا میرا چاند (ارسم تھکا ہارا گھر آیا اور ماما کو لائونج میں صوفے پر بیٹھا دیکھ کر انہی کے پاس چلا آیا)

"بیٹا سب خیریت ہے نا کل یوں اچانک چلے گئے

"ہاں وہ آج کل ایک گینگ کی کھوج میں ہوں اسی لیے (وہ صوفے پر آرام دہ انداز میں ان کے قریب بیٹھا۔ ملازمہ نے پانی کا گلاس دیا جو اس نے ایک گھونٹ بھر کر سامنے ٹیبل پر رکھ دیا اور ناشتے سے انکار کر دیا۔ ابھی وہ فریش ہو کر تھوڑی دیر ریٹ کرنا چاہتا تھا)

"خدا تمہیں اپنے ارادوں میں کامیاب کرے اور تم سمیت تمام سپاہیوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے آمین

کچھ دیر وہ ٹیبل کی اوپری سطح پر نظریں جمائے ماما سے کل کے بارے میں بات کرنے نا کرنے کے متعلق سوچتا رہا

"کیا بات ہے ارسم تم ایسے چپ چپ کیوں ہو (ماں تھیں کیسے نا پہنچانتیں)

"ماما مجھے آپ سے کل کے بارے میں بات کرنی تھی (بالآخر ہمت کر ڈالی) آپ نے اچانک سے میرا رشتہ ڈن کر دیا یعنی ایسے کیسے میری رائے جانے بغیر آپ اتنا بڑا اسٹیپ لے سکتی ہیں

"کیا تمہیں کوئی اور پسند ہے؟ (انہوں نے دل ہی دل میں اپنے اس خیال کے غلط ہونے کی دعا کی)

"پسند نا پسند بعد کی بات ہے۔۔۔ پہلے مجھے یہ کلیئر کریں کہ ایسے کیسے آپ میرے ساتھ یہ کر سکتی ہیں؟ (ان کے دل کو تسلی ہوئی)

"میں مانتی ہوں میرا طریقہ غلط تھا بنا صلاح مشورے کے اچانک سے رشتہ مانگ لیا لیکن یقین کرو میں نے یہ فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے۔ فاریہ تمہارے لیے بہترین چوائس ہے (اسے قائل کرنے کی کوشش کی)

"نہیں ماما مجھے آپ کی حرکت پر حیرانگی بھی ہے اور دکھ بھی کہ میری زندگی کا اتنا بڑا اور اہم فیصلہ یوں ایک چٹکی میں کر دیا گیا اور میں وہاں بولنے لائق نہیں رہا۔ اور پھر فاریہ ہی کیوں؟ کیا اس وجہ سے کہ میری اور اس کی بنتی بہت ہے۔ ہیں نا یہی وجہ ہے؟ (لفظوں میں ملال جھلک رہا تھا۔ اچانک سوال پر ماما نے اسے سمجھانا چاہا)

"تم دونوں بچپن سے ساتھ ساتھ ہو۔ ایک دوسرے کا نام لیتے نہیں تھکتے۔ کافی انڈر اسٹینڈنگ ہے تم دونوں کی آپس میں

"ہم دونوں کے بچ میں بھی ایک ہستی ہے! جسے آپ بھول رہی ہیں۔ ارسم اور فاریہ اکیلے ساتھ میں بڑے نہیں ہوئے۔ نور بھی ہم دونوں کے ساتھ ساتھ ہے بچپن سے

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟ (وہ اسے ٹوک گئیں۔ سمجھ تو چکی تھیں اس کی بات کا مطلب لیکن تصدیق لازمی تھی)

"مجھے نہیں پتا ماما۔ میں کل سے عجیب سی کیفیت کا شکار ہوں۔ کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ کیا کروں (وہ جھنجھلا کر بولا تو ماما کا خدشہ غلط ہوا)

"بیٹا آتم ایکسٹریملی سوری لیکن میرا فیصلہ تمہارے لیے بہت اچھا ثابت ہوگا۔ تم بلاوجہ کچھ بھی مت سوچو۔ بس اب جلد سے جلد شادی کی تیاری کرو۔ میں تو ایک ماہ کے اندر اندر تمہاری شادی کی خواہشمند ہوں۔

"اتنی جلدی کیا ہے؟

"اس میں جلدی کیسی ماشاء اللہ عمر ہے اب تمہاری

"لیکن فاریہ کی ڈگری تو کمپلیٹ ہونے دیں

"آخری سیمسٹر ہے۔ وہ یہاں سے یونیورسٹی چلی جائے گی اس میں کونسی پریشانی کی بات ہے (وہ اپنے

تئیں سب کچھ تیار کر چکی تھیں اور رسم چپ چاپ بیٹھا ماں کو دیکھ رہا تھا)

"اب تم ریسٹ کرو اور بلاوجہ خود کو فضول سوچوں میں نا الجھاؤ۔ جائو شاباش

ماما کے کہنے پر بادل ناخواستہ بنا قائل ہوئے اسے اٹھنا پڑا۔ وہ عجیب سی کیفیت کا شکار تھا لیکن اب ماما

کے یقین دلانے پر جیسے وہ سمجھ گیا اور اپنے دل کو ڈپٹا جو ناجانے کیا کہنا چاہ رہا تھا۔ لیکن آنے والے

دنوں میں کیا ہونے والا ہے اس سے وہ دونوں ماں بیٹا انجان تھے۔

.....

"ہیلو مائی ڈیر فرینڈ آئی ہوپ زیادہ ویٹ نہیں کروایا ہوگا

(منصور تیزی سے گلاس ڈور کو پیش کر کے اپنے آفس میں داخل ہوا جہاں موسیٰ اس کا منتظر تھا۔ آج وہ "ہولی ووڈ مووی" "مین ان بلیک" کے ٹائٹل پر پورا را اترتا بلیک ڈریس پینٹ شرٹ ساتھ سیم کلر کی ٹائی اور جوتے پہنے ہوئے ہمیشہ کی طرح ہینڈ سم لگ رہا تھا)

"اٹس او۔ کے (اپنے ازلی ٹھہرے ہوئے لہجے میں جواب دیا)

"چائے، کافی یا کولڈ ڈرنک؟ (اس نے استفسار کیا)

"نہیں زیادہ دیر نہیں رکنا میں نے۔۔۔ بس کافی دن ہوئے ملاقات نہیں ہوئی تم سے۔۔۔ یہیں قریب ایک کام کے سلسلے میں آنا ہوا تو سوچا ملتا جاؤں

"ارے یار ایسے کیسے ابھی آیا ہے اور جانے کی باتیں (منصور بولا)

"سنائو کیسا جا رہا ہے کام۔۔۔ بلکہ یاد آیا وہ کیا بنا تمہارے نئے پراجیکٹ کا ڈیل ڈن ہوئی کے نہیں؟

"کہاں یار وہ ماڈل ہی پسند نہیں آئی انہیں پتا نہیں کونسی نازک سی شرمیلی سی معصوم سی بھولی بھالی سی لڑکی کی تلاش ہے انہیں

"چلو یہ تو چلتا رہتا ہے ہر ایک کی چوائس ڈفرنٹ ہوتی ہے (موسیٰ نے کہا)

"تو بتا سنا ہے لیکچرز دیے جا رہے ہیں وومن یونیورسٹیز میں (اس نے موسیٰ کو چھیڑنے کے انداز میں ہنستے ہوئے سوال کیا)

"یس لاسٹ منتھ ڈیل فائنل ہوئی" وویمن اینڈ ٹوٹنی فرسٹ سینچری" کے نام سے۔۔۔۔۔ ماڈرن سوسائٹی میں خواتین اور دن بہ دن ٹیکنالوجی میں ہوتی ایڈوانسمنٹس سے ریلیٹڈ لیکچرز، ایگزیکشن اینڈ

ورک شاپس منعقد ہو رہی ہیں۔ اور اسی سلسلے میں مجھے دو یمن یونیورسٹیز آنا جانا لگا رہتا ہے (موسیٰ نے تفصیلاً بیان کیا)

"یار تو بھائی کا کام بھی کر دے  
"کونسا کام؟"

وہی معصوم سی نازک اندام ماڈل کا

"اوہ کم آن (اس کے ہنسنے پر سبز آنکھیں بھی ہنس پڑیں)

"تو اس مزاج کا بندہ نہیں ہے یار۔۔۔ ورنہ اگر تیرا یہ بھائی ہوتا نا تیری جگہ تو اب تک کئی لڑکیوں سے ہیلو ہائے تو چھوڑ کر ڈیٹ شیٹ پہ مل ملا چکا ہوتا (منصور کی باتوں پر موسیٰ نے ہر بار کی طرح آج بھی ٹوک دیا)  
"شیم آن یووو"

"ہٹ یار ررر۔۔۔ تو تو ہے ہی صدا کا بزنس اینڈ پریکٹیکل مین۔۔۔ بیٹا کبھی اس دو جمع چار کے

فارمولے سے ہٹ کر بھی دنیا کو دیکھ یقیناً تو اس کے سحر میں کھو جائے گا

"اٹس ٹائم ٹو سے بائے بائے (اس نے وال کلاک پر ٹائم دیکھ کر کہا اور کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہوا جس پر منصور نے بھی کرسی چھوڑی)

"یار تو تو لڑکیوں سے بھی چار ہاتھ آگے کی چیز ہے مطلب ایسے بھاگتا ہے.... سچ میں عجیب بندہ ہے تو

(دونوں نے مصافحہ کیا اور موسیٰ دوبارہ ہنس دیا)

"ابھی کے لیے یہ دور بھاگنا ہی بیسٹ آپشن ہے۔۔۔ کیونکہ میں صرف ایک لڑکی کو ہی اپنا آپ سونپوں گا جو میری محرم ہوگی۔۔۔ وہ جب آفس سے تھکا ہارا گھر جائوں گا تو اسے دیکھ کر میری ساری تھکان اڑن چھو ہو جائے گی۔ جو پور پور میرے لیے سچے سنورے گی۔ جس کے ماتھے پر میرا نام لکھا ہوگا۔ جو صرف میری ہوگی موسیٰ وجاہت کی جس کی خاطر میں دنیا سے ٹکرانے سے بھی نہیں کترائوں گا۔ جس کی دنیا میں اور میری اس سے منسوب ہوگی۔ جس کا چہرہ میرے دل پر نقش ہو جائے گا اور موسیٰ کو سوائے اس کے کوئی چہرہ نا بھائے گا۔ میں پیور ہوں اس معاملے میں۔ جس پر دل مہر ثبت کر دے اسے اپنا محرم بنا لیا جائے اور بعد اس کے کسی دوسرے کو نظروں میں سمونا گناہ تصور کیا جائے (چہرے پر مسکراہٹ سجائے ایک جذب کے عالم میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے موسیٰ کو شیخ منصور نے مرعوب ہو کر دیکھا)

"کمال یار ررر واہ واہ واہ (اس نے باقاعدہ تالیاں بجا کر اسے داد دی)  
"میری مان تو بزنس کی بجائے محبت پر لیکچرز دینا شروع کر دے میں سو فیصد گارنٹی دیتا ہوں تو یوں راتوں رات شہرت کی بلندیوں پر پہنچ جائے گا (منصور نے جھٹ سے اسے مشورہ دے ڈالا)  
"اور اگر آڈینس میں تم جیسے موجود ہوں تو؟ (موسیٰ کے جواب پر وہ حد درجہ ڈھیٹ انسان تہقہہ لگا کر ہنسا)

"اب وہ تو تیری قسمت

"چلو پھر ملیں گے کسی دن گھر چکر لگانا ماما بھی تمہارا پوچھ رہی تھیں  
"ہاں بس فری ٹائم ملے تو فوراً حاضر ہوتا ہوں آنٹی کو میرا سلام کہنا

"او- کے بائے

"بائے

.....

"نور کہاں ہے؟

اقراء اور فاریہ کوریڈور میں رکھے سنگی بینچ پر بیٹھی ہوئی تھیں کہ ایک کلاس میٹ نے کلاس سے باہر جھانکا اور انہیں دیکھ کر نور کا پوچھا)

"میرے چہرے پر (فاریہ نے برجستہ جواب دیا جس پہ ساتھ بیٹھی اقراء نے ہنستے ہوئے کہا)  
"نہیں نہیں جسے تم نور کہہ رہی ہو اسے پھکٹار کہتے ہیں مس ورلڈ (اور کلاس میٹ بھی ہنس پڑی۔۔۔ جبکہ وہ انہیں کئی اقسام کی اعلیٰ گالیوں سے نواز گئی)

"وہ نوٹس فوٹو اسٹیٹ کروانے گئی ہے (فاریہ نے جواب دیا)

"تم لوگوں نے اسے اکیلا بھیج دیا یہ کیا دیکھ رہی ہوں میں (کلاس میٹ حیران ہوئی۔۔ سب یہ بات اچھے سے جانتے تھے کہ وہ تینوں ہمیشہ ہر جگہ ساتھ ساتھ دکھائی دیتی ہیں)

"وہ نور کو فوٹو سنتھیسسز (photosynthesis) کی طلب ہو رہی تھی اس لیے۔۔ دیکھا نہیں جیسے جیسے پیپرز قریب آرہے کیسے مرجھاتی جا رہی ہے (اس بار اقراء نے گل افشانی کی جس پر وہ تینوں ہنس پڑیں پھر کلاس میٹ وہاں سے ہٹ گئی۔

"ویسے تم بتاؤ کب تک سسرال جانا متوقع ہے (اقراء کے پوچھنے پر وہ کندھے اچکائے اوپر کی سمت انگلی اٹھا کر بولی)

"یہ تو خدا جانے

"ویسے رسم بھائی کے ساتھ کافی چچو گی تم

"شکریہ شکریہ (وہ بلش ہوئی اور صرف اتنا ہی کہہ سکی)

"ویسے اتنی کانفیڈینٹ ہونے کے باوجود ایسے بلش ہونا آئی کانٹ بلیو یارر رسم بھائی تو گئے کام

سے (اقراء نے اسے چھیڑا اور وہ موضوع بدلنے کی غرض سے بول پڑی)

"یار واقعی نور اکیلی ہوگی چلو ادھر ہی چلتے ہیں ورنہ اس نے ایسے ایسے طعنے دینے ہیں کہ توبہ میری

"ہاہاہاہاہا او ہو بنو شرماگئی (اقراء پھر بھی باز نہیں آئی)

"میں چلی تم بیٹھو یہاں اکیلی (فارسیہ نے دوڑ لگائی اور اقراء بھی ہنستی ہوئی اس کے پیچھے بھاگی)

.....

کمرے میں مکمل اندھیرا تھا۔۔۔ واحد روشنی ٹیبل کے اس پاس ریوالونگ چیئر پر بیٹھے شخص کے عین سر پر تھی۔ ایک عجیب طرح کی دہشت زدہ فضا میں صرف کرسی کے ہتھے پر شہادت کی انگلی میں پہنی انگوٹھی کو وقفے وقفے سے مارنے پر ارتعاش پنا کر رہی تھی۔۔۔ سوائے ٹیبل کے پار رکھی چیئر کے سوا بیٹھنے کے لیے کوئی دوسری چیز نا تھی۔ اچانک دروازے پر دستک دے کر اس کا خاص بندہ اندر آیا اور سر جھکائے ہاتھ باندھے ٹیبل کے اس پار قریب آکر کھڑا ہوا۔

"باس کامران پکڑا گیا ہے

اچانک سے اس کا حرکت کرتا ہاتھ رکا اور کچھ دیر بعد اس نے چمیر کا رخ پشت پر کھڑے غلام کی سمت کیا۔۔۔

چمیر پہ بیٹھا شخص فل بلیک ڈریس میں ملبوس تھا۔ بلیک سلک کی ڈریس شرٹ اور بلیک ڈریس پینٹ پہنے وہ سرخ بلب کی روشنی میں دکھائی دیتا کافی خوفناک منظر پیش کر رہا تھا۔۔۔ سر پر ترچھی رکھی بلیک ہیٹ جس پر اوپر کی سمت منہ کیے اپنا سرخ پھن پھیلائے کالے رنگ کے ناگ کا ڈیزائن بنا ہوا تھا اور منہ پر کالا نقاب۔۔۔ آنکھوں میں سرخ لینز۔۔۔

"ختم کر دو اسے اس سے پہلے وہ غدار بنے اس کا نشان مٹا دو!

"باس وہ ڈی ایس پی اور اس کی ٹیم اسی کی طرح اصول پسند ایماندار ہے اس نے سکیورٹی کافی سخت کر رکھی ہے (وہ ڈرتے ہوئے اتنی بات مکمل کرنے میں کامیاب ہوا)  
"مجھے انکار سننے کی عادت نہیں (وہ ٹیبل پر ہاتھ مار کے گرجا اور سامنے کھڑے غلام کے چھکے چھوٹ گئے۔۔۔ وہ گھبرا کر بولا)

"جیسا آپ نے کہا ویسا ہی ہوگا

"گیٹ آؤٹ (حکم دے کر وہ پھر سے چمیر کا رخ موڑ گیا اور غلام تیزی سے کمرے سے نکل گیا۔۔۔ پیچھے وہ اکیلا اور اس کا آدھے سے زیادہ اندھیرے میں ڈوبا کمرہ رہ گیا۔۔۔

"بلیک سنیک" کا ہیڈ وہاج جتوئی۔۔۔ جسے انڈر ورلڈ کی دنیا میں بلیک سنیک کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جو صرف اپنے آپ کا ہے۔۔۔ وہ پیار اور حمدلی سے عاری پتھر دل انسان ہے۔۔۔ بلکہ اسے انسان

کہنا انسانیت کی بھی تذلیل ہے۔۔۔ وہ سوائے پیسے کے کسی کا سگا نہیں۔۔۔ اس کا کاٹا موت کے سوا کچھ نہیں مانگتا اور موت وہ کسی کو آسانی سے دینے کا قائل نہیں۔۔۔ کسی روتے تڑپتے بے بس انسان کو دیکھ کر اس کے دل کو سکون ملتا ہے۔۔۔

.....

وہ لائٹ بلیو ہاف سیلوز ڈریس شرٹ کے ساتھ گرے دھاری دار ڈریس پینٹ پہنے۔۔۔ پائوں میں black McGraw شوز۔۔۔ اور نیوی بلیو ٹائی۔۔۔ کلائی پر omega برانڈ کی بندھی گھڑی۔۔۔ وہ ہمیشہ کی طرح ٹپ ٹاپ اسٹائل میں تیار ہو کر اپنا لیپ ٹاپ بیگ لیے ایک ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں ڈالے پورٹیکو میں آیا۔۔۔ اسے خود کو فٹ رکھنے اور پہنے اوڑھنے سے لے کر کھانے پینے کی ہر چیز میں بیسٹ ہونے کا کریز تھا۔۔۔ وہ جہاں بھی جاتا اس کے کام سے تو لوگ متاثر ہوتے ہی لیکن اس کے ڈریسنگ اور فٹنس پر بھی لوگ اس کی تعریف کرتے۔۔۔ پھر اس کی شخصیت میں س اک خاص ٹھہراؤ۔۔۔ وہ جو کسی پر شائوٹ بھی کرتا تو آواز ایک حد سے اونچی نہ ہونے دیتا۔۔۔ لیکن اس کی نوبت بھی موسیٰ کی زندگی میں کم و بیش دو تین بار ہی آئی ہوگی کہ وہ کسی پر برہم ہوا ہو۔۔۔ وہ بہت ہی سلجھا ہوا دھیمے مزاج کا چارمنگ پرسنالٹی کا مالک ہے۔۔۔ اپنے کام سے عشق کرنے والا۔۔۔ دو جمع چار کے اصول پر کاربند۔۔۔۔۔

ملازم نے آگے بڑھ کر اس کا بیگ پکڑا۔۔۔ اس کے لیے وائٹ لینڈ کروزر کا بیک سیٹ ڈور کھولا۔۔۔ موسیٰ دوسرے ہاتھ سے ٹائی پر ہاتھ پھیرتے گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔۔ اس کے بیٹھنے پر ملازم نے ڈور بند کیا تو ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کی۔

آج پھر موسیٰ وجاہت ایک وویمین یونیورسٹی میں چیف گیٹ کے طور پر انوائٹڈ تھا۔۔۔

.....

"کامران سے جو انفارمیشن حاصل ہوئی ہے وہ سب اس فائل میں مینشن ہے سر۔۔۔ ہماری ٹیم آپ کے نیکسٹ آرڈر کی منتظر ہے (احمر نے فائل اس کے سامنے ٹیبل پر رکھ دی)

"ہم ڈیٹس گریٹ۔۔۔ ناؤ لیٹس سی کہ کہاں سے شروعات کی جائے (فائل کی ورق گردانی کرتے وہ اچانک سے رک کر سامنے کھڑے احمر سے بولا) ٹیم سے کہہ دو! بی ریڈی فار ایوری تھنگ کیونکہ جس کے پیادے نے غداری کی ہو وہ بادشاہ کسی قیمت پر اس نمک حرام کو نہیں بخشا۔۔۔ ہمیں ہر طرح سے الرٹ رہنا ہے۔۔۔ کسی بھی قسم کی معمولی سی غفلت ہماری سات ماہ کی انتھک محنت پر پانی پھیر دے گی

"شیور سر ڈونٹ وری۔۔۔ ہم ہر دم تیار ہیں

پھر ارسم کے سامنے ٹیبل پر رکھے موبائل فون پر کال آئی تو اس نے احمر کو وہاں سے جانے کو کہا۔

"کرائم پارٹنر کالنگ" موبائل اسکرین پر جگمگاتا دیکھ کر وہ کشمکش کی کیفیت کا شکار ہوا۔۔۔ رشتہ طے ہونے کے بعد یہ باقاعدہ طور پہ پہلی بار ان دونوں کی بات ہونے جا رہی تھی۔۔۔ ارسم کا دل ابھی تک اسے گو لگو کی کیفیت میں بری طرح الجھائے ہوئے تھا۔۔۔ ایک طرف ماں کی تسلیاں اور سو

فیصد درست فیصلے کی گارنٹی تو دوسری طرف ارسم کا بے آواز سرگوشیاں کرتا دل۔۔۔ زندگی بھر ساتھ رہنے کی بات تھی وہ عجیب سی صورتحال میں پھنس گیا تھا۔۔ ایک ایسی گتھی جس کا کوئی سرا ارسم کے ہاتھ نہیں لگ رہا تھا۔۔ اس نے سب سوچوں کو ابھی کے لیے بالائے طاق رکھتے ہوئے کال ریسیو کی۔

"اسلام و علیکم (سپاٹ لہجے میں کہا)

"وعلیکم السلام ڈی ایس پی صاحب کوئی اتا پتا ہی نہیں کہاں غائب ہیں آپ (فاریہ کی چہکتی آواز کانوں سے ٹکرائی)

"یہیں ہوں کہاں جانا ہے میں نے۔۔۔۔ تم بتاؤ کال کیوں کی سب خیریت ہے؟؟؟ (چاہ کر بھی لہجہ نارمل نارکھ سکا)

"وعدہ یاد دلانا تھا

"وعدہ؟ کونسا وعدہ؟؟ (اس نے ذہن پہ زور ڈالا)

"پروموشن کی ٹریٹ بھول گئے تم (اس نے افسوس کیا)

"نہیں بھولا تو نہیں۔۔۔ بس بزی ہوں بہت تو ٹائم نہیں ملا

"اچھا پھر کب دو گے؟

"کیا؟؟؟ (وہ غائب دماغی سے کہہ گیا)

"ارسم تم ٹھیک ہو؟ (فاریہ کو وہ آج مختلف لگا۔۔ اس کا سپاٹ لہجہ۔۔ ہنسی مفقود۔۔۔ چڑانے والا

انداز بھی کہیں نہیں تھا۔۔۔ وہ بے ساختہ فکر مندی سے بولی۔۔ تب ارسم کو اپنے رویے پر

شرمندگی محسوس ہوئی۔۔۔ اگر وہ اسے خود کال کر رہی ہے۔۔۔ ٹریٹ کا پوچھ رہی ہے تو یقیناً وہ اس رشتے پہ راضی ہے۔۔۔ ورنہ اگر اسے کسی قسم کا اعتراض ہوتا تو یوں خوشگوار موڈ میں اس سے رابطہ نہ کرتی۔۔۔

"ہیلو؟ ارسم؟؟ (ارسم کی خاموشی پر فاریہ کو لگا شاید آواز اس تک نہیں پہنچ پا رہی)

"آ آ ہاں میں یہیں ہوں۔۔۔ فاریہ ہچکچولی ایک ہائی پروفائل کیس نے مجھے پھنسایا ہوا ہے۔۔۔ مجھے جیسے ہی ٹائم ملا تم دونوں کو ٹریٹ دوں گا

"اب مجھے دوبارہ نہ کہنا پڑے (وہ حاکمانہ انداز میں بولی تو نا چاہتے ہوئے بھی ارسم ہنس دیا)

"بے فکر رہو نہیں کہنا پڑے گا (ارسم نے یقین دہانی کرائی)

"چلو پھر بات ہوگی جب ٹریٹ دو گے۔۔۔۔۔ تب تک کے لیے بائے بائے پلس بیسٹ آف لک فار یور ویری ویری ہائی پروفائل کیس

"تھینکس بائے (ارسم نے جواب دے کے کال ڈسکنٹ کر دی ذور موبائل فون واپس ٹیبل پر رکھ دیا۔۔۔۔۔ کرسی کی پشت سے ٹیک لگ کر آنکھیں موند لیں۔۔۔

"نہیں ماما مجھے آپ کی حرکت پر حیرانگی بھی ہے اور دکھ بھی کہ میری زندگی کا اتنا بڑا اور اہم فیصلہ یوں ایک چٹکی میں کر دیا گیا اور میں وہاں بولنے لائق نہیں رہا۔ اور پھر فاریہ ہی کیوں؟ کیا اس وجہ سے کہ میری اور اس کی بنتی بہت ہے۔ ہیں نا یہی وجہ ہے؟ (لفظوں میں ملال جھلک رہا تھا۔ اچانک سوال پر ماما نے اسے سمجھانا چاہا)

"تم دونوں بچپن سے ساتھ ساتھ ہو۔ ایک دوسرے کا نام لیتے نہیں تھکتے۔ کافی انڈر اسٹینڈنگ ہے تم دونوں کی آپس میں

"ہم دونوں کے بچ میں بھی ایک ہستی ہے! جسے آپ بھول رہی ہیں۔ رسم اور فاریہ اکیلے ساتھ میں بڑے نہیں ہوئے۔ نور بھی ہم دونوں کے ساتھ ساتھ ہے بچپن سے

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟ (وہ اسے ٹوک گئیں۔ سمجھ تو چکی تھیں اس کی بات کا مطلب لیکن تصدیق لازمی تھی)

"مجھے نہیں پتا ماما۔ میں کل سے عجیب سی کیفیت کا شکار ہوں۔ کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ کیا کروں (وہ جھنجھلا کر بولا تو ماما کا خدشہ غلط ہوا)

"بیٹا آئم ایکسٹریملی سوری لیکن میرا فیصلہ تمہارے لیے بہت اچھا ثابت ہوگا۔ تم بلاوجہ کچھ بھی مت سوچو۔ بس اب جلد سے جلد شادی کی تیاری کرو۔ میں تو ایک ماہ کے اندر اندر تمہاری شادی کی خواہشمند ہوں۔"

اپنی چمیر کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں بند کر کے وہ ماما سے ہوئی ڈسکشن کو یاد کر رہا تھا۔۔۔ فاریہ کے ساتھ واقعی اس کی بہت بنتی ہے۔۔۔ شوخ چنچل سی ہر دم قہقہے بکھیرتی فاریہ۔۔۔ وہ دونوں بچپن میں ہمیشہ مل کر شرارت کرتے۔۔۔ دونوں ایک دوسرے کے کرائم پارٹنر تھے۔۔۔ فاریہ سے متعلق باتیں، شرارتیں یاد کرتے ہوئے رسم کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی جس سے وہ انجان تھا۔

.....

"کیا کہہ رہے تھے ارسم بھائی؟ (نور جو اس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی کال ختم ہونے پہ بوتل کی جن کی مانند سامنے آکر بولی)

"سوری ٹو سے کزن کم سہیلی میں اپنے ہونے والے ان کی باتیں کیسے لیک کر سکتی ہوں (فاریہ نے شرما تے ہوئے کہا)

"نوٹسکی ہو تم سچ میں ٹوٹل نوٹسکی (نور نے سر نفی میں ہلایا)

"اور تم سن گن لینے والی پچھے کٹن (فاریہ نے تیر پھینکا جو عین نشانہ پہ لگا۔۔۔ پھر فاریہ آگے تھی اور اس کے پیچھے بھاگتی ہوئی نور)

.....

رات کے ساڑھے گیارہ بجے وہ اپنی کل ہونے والی پریزنٹیشن تیار کر کے فارغ ہوئی تو پیاس ستانے لگی۔۔۔ بیڈ پر پھیلی کتابوں اور نوٹس کو سمیٹ کر بیڈ کے سامنے بنی شیلوز میں سے سب سے اوپر والی شیلف پہ رکھا۔۔۔ اپنی نیند سے بو جھل آنکھوں کو بہ مشکل کھولتے ہوئے اس نے بیڈ کی پائنٹی پر دھرا ڈوپٹہ اٹھا کے اچھے سے اوڑھا۔۔۔ اور کمرے کے دروازے پر لگی چٹخنی گرا کر باہر نکل آئی۔ پورا گھر خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔

وہ کچن میں آئی۔۔۔

لائٹ آن کی اور فریج کی طرف بڑھی۔ فریج میں سے پانی کی بوتل نکال کر اسٹینڈ سے گلاس لیا اور پانی انڈیلا۔۔۔ پانی پی کر گلاس اسٹینڈ پہ لگایا اور بوتل فریج میں رکھ کر پلٹی تو خوف سے

جیچی۔۔۔ دروازے سے زرا آگے دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا طلحہ دکھائی دیا۔ بلیو جینز پر سفید بنیان پہنے کھڑا طلحہ اقراء کو لپٹائی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اقراء شرم سے زمین میں گڑھتی اپنی نگاہیں پھیر گئی۔۔۔ دل ہی دل میں خدا کو یاد کرتی وہ آہستہ سے یونہی نگاہوں کو جھکائے۔۔۔ ڈر اور خوف کے مارے وہاں سے نکلنے کے لیے آگے بڑھی لیکن جو نہی دروازے کے قریب پہنچی تو وہ گھٹیا انسان یکدم سامنے آکر اس کا رستہ روک گیا۔۔۔ اور اقراء اس افتاد پر اس کے سینے سے ٹکراتے ٹکراتے بچی اور پیچھے ہٹی۔۔۔

"راستہ چھوڑیں۔ (حلق میں اٹکنے والے آنسوؤں کے گولے کو بہ مشکل پیچھے دھکیلتے، اقراء نے لہجے کو مضبوط بناتے ہوئے کہا)

رات کی فسوں خیز خاموشی میں اقراء کی نیند سے بوجھل آنکھوں نے طلحہ کی تمام تر توجہ اپنی طرف کھینچی۔۔۔ اس پر اس پری پیکر کا گریز۔۔۔ طلحہ میکانیکی انداز میں ایک قدم آگے بڑھا۔۔۔ اقراء کی سانس حلق میں اٹکی۔۔۔ وہ ایک قدم پیچھے ہوئی۔۔۔ طلحہ نے قدم آگے بڑھائے اور وہ پیچھے ہٹی گئی۔۔۔ آخر میں وہ دیوار سے جا لگی۔۔۔ اس کا دل کسی انہونی کے تحت لرز رہا تھا۔۔۔ اتنے میں مد مقابل نے اس کی کلائی پکڑی جس پر اس کا ڈوپٹہ سر سے اتر کر شانے پر آگرا۔۔۔۔۔ اس نے سہمی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کا دوسرا ہاتھ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

اقراء کی دھڑکنیں سست پڑنے لگیں۔۔۔ شدید بے بسی کے عالم میں آنکھوں کے گوشوں پہ نمی سی ابھری۔۔۔۔۔ طلحہ نے اس کی ٹھوڈی کے نیچے ہاتھ رکھ کر اس کا چہرا اوپر کیا۔۔۔ اس کی انگلیوں کا

لمس اقرار کو یوں محسوس ہوا جیسے جلتے انگارے چھوا ہو۔۔۔۔۔ کچھ دیر تک اسے لپچائی نظروں سے دیکھنے کے بعد جب کمینگی سے بولا تو اقرار کی روح فنا کر گیا

"شراب تو ایسے ہی بدنام ہے اصل نشہ تو تم ہو۔۔۔ نشہ بھی ایسا کہ بن پیے بہکنے لگتا ہوں

میں۔۔۔ اگر پی لو تو سوچو (دانستہ بات ادھوری چھوڑ دی جس کا پورا مفہوم وہ سمجھ گئی۔۔۔ اقرار کے رونے میں شدت آئی تو وہ ٹھوڑی چھوڑ کر اس کی آنکھوں سے برستے موتی اپنی پوروں پہ چن گیا۔۔۔

"اپنے آنسوؤں کو لگام ڈالو کہیں ان آنسوؤں کے زیر اثر میں اپنے بڑھکتے جزبات میں نابہہ جاؤں۔۔۔ پھر کام خراب ہو جائے گا میری حسینہ (اقرار کے دل کی دھڑکن کانوں میں سنائی دینے لگی۔۔۔ اور طلحہ کو اس کی گھٹی گھٹی آواز میں کی سرگوشی کو کان لگا کر سننا پڑا)

"خدا کے لیے مجھے چھوڑ دیں

"ارے میں نے پکڑا ہی کب ہے؟ (وہ اس کی حالت سے حظ اٹھاتا تمسخریہ انداز میں بولا)

اقرار جہاں کی تہاں کھڑی بے ترتیب ہوتی سانسوں کے ساتھ اشکباری کرتی رہی۔۔۔ طلحہ نے بالآخر اس کی جان بخش دی۔۔۔ اور مزید اسے چھیڑنے کا ارادہ ترک کر کے اسے چھوڑ کر سائیڈ پر ہوا)

"چلو جاؤ۔۔۔ (اقرار نے اسے بے یقینی سے دیکھا اور اگلے ہی لمحے کچن سے بھاگتی ہوئی باہر نکل گئی۔ جس پر طلحہ قہقہہ لگا کر ہنسا)

"تو چیز بڑی ہے مست مست تو چیز بڑی ہے مست (مدھم آواز میں گنگناتے ہوئے وہ کچن کی لائٹ آف کرتا وہاں سے اپنے کمرے میں چلا گیا)

.....

وہ اس وقت کامران کی اپنے گینگ سے متعلق لیک کئی گئی انفارمیشن کے مطابق اس وقت اس کے آفس کی بیسمنٹ میں بنے دو نمبر کاموں کے لیے استعمال ہونے والے آفس پر ریڈ کر رہے تھے۔۔۔ کامران ڈرگ ڈیلر تھا۔۔۔ "بلیک گینگ" کے تمام ممبرز مختلف غیر قانونی اور غیر اخلاقی کاموں میں ملوث ہیں اور کامران ڈرگز اینڈ اسمگلنگ کے کاموں میں ملوث ہے بلکہ اس ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ ہے۔۔۔ یورپ سے اسمگل ہونے والی ڈرگز وہ پاکستان کی نوجوان نسل کے جسموں میں ڈال رہا تھا۔۔۔ نوجوانوں کو کھوکھلا کر رہا تھا۔۔۔ ڈرگز کی ڈفرنٹ ورائٹی اور ان کے سیلرز، ڈیلرز سمیت سب ریکارڈ پکڑا گیا تھا۔۔۔ اور آفس میں موجود ورکرز سے دوران ریڈ ہونے والی فائرنگ کے تبادلے میں سے کئی زخمی ہوئے۔۔۔ اکثریت ہلاک ہوئی جبکہ باقی سب گرفتار کر لیے گئے۔۔۔ زخمی سپاہیوں کو طبی امداد فراہم کرنے کے بعد ایسبولینسز میں ہسپتال منتقل کیا جا رہا تھا۔۔۔

"مشن سکسیسفل مائی ینگ بوائز ویل ڈن (ارسم نے اپنی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے جوانوں کی جرات مندی کو سراہا)

"سر انشاء اللہ ہم بہت جلد اس گینگ کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹانے میں بھی کامیاب ہوں گے (مجاہد نے پر اعتماد اور پر یقین آواز میں کہا جس پر ارسم نے تائید کی)

"انشاء اللہ

سات ماہ کی دن رات محنت کے بعد آج پہلی کامیابی اس ٹیم کا مقدر بنی تھی اس لیے سبھی بے حد خوش اور پر جوش تھے۔۔۔ اس آفس کو سیل کرنے کے بعد ارسم اور اس کی ٹیم واپس پولیس اسٹیشن کو روانہ ہوئی۔۔۔ جہاں اگلا لائحہ عمل تیار کرنا تھا۔۔۔ پانچ لوگوں پر مشتمل یہ ٹیم ارسم کی ایما پر بنائی گئی تھی۔۔۔

ارسم

احمر

عبداللہ

شیر خان

مجاہد

اس ٹیم نے ارسم کے ساتھ کئی ریڈز اور پولیس مقابلے کیے اور ہمیشہ کامیابی ان کا مقدر بنی۔۔۔ ان کی ٹیم کا ہر ممبر ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ قدم سے قدم ملانے والا اور ملک کا رکھوالا ہے۔۔۔ ارسم اس ٹیم کا ہیڈ جبکہ ارسم کی غیر موجودگی میں احمر اس ٹیم کو لیڈ کرنے کے فرائض سر انجام دیتا ہے۔

.....

وہ اپنی لینڈ کروزر کی بیک سیٹ سے برآمد ہوا تو پورٹیکو میں پارکڈ سلور جی ایل آئی کو دیکھ کر کوفت کا شکار ہوا لیکن چہرے پر وہی مخصوص مسکراہٹ سجا کر وہ گھر کے رہائشی ایریا میں داخل ہوا پینٹ کی

پاکٹس میں دونوں ہاتھ ڈالے وہ ڈرائنگ روم کے دروازے سے ایک اسٹائل میں دائیں ٹانگ آگے اور بائیں کو ترچھا کر کے پیچھے کو کیے کھڑا ہو کر ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا

"گڈ ٹوسی یو مسٹر حامد الہی

"لیجیے موسیٰ بھی آگیا (ماما نے اسے دیکھ کر کہا)

"کیسے ہو جونئیر وجاہت ارے یار تم تو عید کا چاند ہوئے دکھائی ہی نہیں دیتے

"آج کل جس سے ملاقات ہوتی ہے یہی شکوہ سننے کو ملتا ہے (وہ چلتا ہوا آیا اور ان سے بغل گیر ہو کر انہی کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا)

"آپ تو آپ ہیں میرا بیٹا مجھے بھی کم دکھائی دیتا ہے بس جب دیکھو کام کام کام میں تو کئی بار کہہ چکی کہ اتنا کمانے کا کیا فائدہ جب کہ گھر میں جسٹ دو افراد ہیں (ماما نے بھی اپنا حصہ ڈالا)

"شادی کر دیں اس کی بھابھی کم سے کم گھر میں تو دکھے گا یہ (ان کی بات پر وہ تینوں ہنسنے)

"انکل ابھی میری عمر نہیں ہے ویسے بھی زندگی دوبارہ ملے نا ملے اس لیے کھل کر جینا ضروری ہے (موسیٰ نے انہیں اپنے نیک ارادوں سے آگاہ کیا)

"بیٹے اپنی بیوی بچوں کے ساتھ کھل کر جینے میں کیا مزائقہ ہے

"بیوی بچوں کے ساتھ انجوائے منٹ ویسی نہیں ہوتی

"اکیلے میں انجوائے منٹ پوسیبیل ہے تو بیوی بچوں کے ساتھ بھی پوسیبیل ہے (انکل تو جیسے آج اس

کے انکار کو اقرار میں بدلنا چاہتے تھے لیکن وہ اتنی آسانی سے قابو آنے والا نہیں تھا)

ہنستے ہوئے یہ کہہ کر وہ اٹھا اور وہاں سے اپنے روم میں چلا گیا

"ایک تو کام نہیں کیا پھر بہانے۔۔۔ آئی ریلی ڈونٹ لائک دس ایٹی ٹیوڈ (وہ گن کو اپنی کن پٹی پر مسلتے ہوئے کر خنگی اور نخوت سے بولا)

پھر اس نے ٹیبل پر لگے بٹن کو پریس کیا جس پر کمرے کے باہر کھڑے گارڈز میں سے ایک فوراً اندر آیا اور فرش پر ٹھنڈے پڑے وجود کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ اب اسے کیا کرنا ہے

"سب کتوں کو میرا پیغام پہنچادو کہ مجھ سے غداری کا یہی انجام ہوگا اور کل کا سورج کامران کو نصیب نا ہو آئی سمجھ؟ (شدید طیش کے عالم میں ماتھے کی رگیں تن گئیں۔۔۔ غصے کی زیادتی سے بلند آواز پورے کمرے میں گونج رہی تھی)

"یس باس (وہ فقط اتنا ہی کہہ سکا)

"اس غلاظت کو بھی صاف کرو جلدی (حکم دے کر وہ واپس چمیر کا رخ موڑ گیا اور ہونٹوں سے سیٹی کی مخصوص دھن گنگناتے ہوئے شہادت کی انگلی میں پہنی انگوٹھی کو کرسی کے ہتھے پر آہستہ آہستہ مارنے لگا)

اس کی لاش کو کچھ دیر بعد وہاں سے ہٹا کر فرش بھی صاف کر دیا گیا)

.....

"کیا رپورٹ ہے احمر؟ (ارسم اس روم میں آیا جہاں وہ چاروں اس وقت کامران کے آفس سے ملنے والے ریکاڈ کی جانچ پڑتال کر رہے تھے)

"سر ان فائلز میں "بلیک سنیک" گینگ کا لوگو استعمال ہوا ہے ہر صفحے پر۔۔۔ اس کے علاوہ صرف کامران کے اپنے کالے دھندوں کی تفصیلات ہیں اور حیرت تو اس بات پر ہے کہ اس تمام کاغذی ریکارڈ پر کامران کے ایز این آنر دستخط ہیں کہیں ایز آ ہیڈ تو کہیں ایز آ ڈیلر، پارٹنر مگر اس "بلیک سنیک" کا ماسٹر مائنڈ کون ہے اس سے متعلق معمولی سی بھی انفارمیشن نہیں ملی اس تمام ریکارڈ میں۔ (احمر کے بریف کرنے پر ارسم کو مایوسی ہوئی پھر وہ شیر خان کی طرف متوجہ ہوا جو عبداللہ کے ساتھ مل کر کامران کے آفس سے ملنے والی ہارڈ ڈسک اینڈ لیپ ٹاپس پر کام کر رہا تھا)

"سیم سیچو نیشن ہے سر۔۔۔ سوائے کامران اور اس کے ساتھ ڈرگز کے کالے دھندے میں ملوث لوگوں کے کسی تیسرے کا ذکر نہیں

"گاڈ ڈیم اٹ۔۔۔ ہائو از اٹ پاسیبل (ارسم نے ایک ہاتھ کا مکہ دوسرے ہاتھ پر مار کر کہا۔۔۔ اس کی ٹیم اس کی کنڈیشن کو اچھے سے سمجھتی تھی۔۔۔ کچھ دیر یہاں سے وہاں غصے سے کھولتا کمرے کے چکر لگانے کے بعد وہ تیزی سے وہاں سے نکلا کوریڈور میں آیا اور اسی تیزی سے بائیں طرف چلتا گیا۔۔۔ آخر میں نیچے بیسمنٹ میں بنی سیڑھیوں کے دو دو اسٹیپ لے کر اسپید سے نیچے اتر۔۔۔ انوسٹیگیشن روم کے پاس آیا تو سپاہی نے جلدی سے دروازے کا لاک کھولا۔۔۔ ارسم نے آؤ دیکھنا تاؤ بھرے شیر کی مانند کامران کے پاس آیا جو آڑھا ترچھا دیوار سے ٹیک لگائے فرش پر بیٹھا تھا۔۔۔ ارسم نے ایک ہاتھ اس کی گردن کے پیچھے سے لا کر اسے شکنجے میں لیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے منہ اور پیٹ پر مکہ برسانے لگا۔۔۔ اس کے غصے اور ساتھ ہی ساتھ وحشیانہ تشدد کے برعکس کامران پہ ہنسی کا دورا پڑ گیا



"وہ میری ذمہ داری ہے جو کہا ہے ویسا کرو (وہ اٹل لہجے میں کہہ کر جس تیزی سے آیا اسی تیزی سے وہاں سے چلا گیا۔۔۔ احمر اسے اچھے سے جانتا تھا۔۔۔ یہ کوئی پہلی بار نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ وہ کیس کے دوران یونہی مجرموں کو مار دیتا تھا۔۔۔ کیونکہ عدالتوں کے چکر میں پڑنے سے اسے مجرم کے سزا پانے سے زیادہ رہا ہونے کے چانسز لگتے تھے۔۔۔ اس لیے یا تو وہ اندر ہی اندر مجرم کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ورنہ جھوٹا پولیس مقابلے سے لے کر جھوٹے ایکسیڈنٹس۔۔۔ مختصراً یہ کہ وہ ثبوت ملنے پر خود ہی جج بن کر مجرم کو سزا سنانے اور دینے کے اصول پر اپنی ڈیوٹی انجام دے رہا تھا۔۔۔ اور اس بات پر اکثر اس کے افسران اس سے نالاں رہتے۔۔۔ لیکن یہاں فکر کسے تھی۔۔۔ وہ بات بھی کرتا تو ٹھوس ثبوتوں اور دلائل کے ساتھ۔۔۔"

.....

"فاریہ کی بچی ی ی ی ی ی" (نور کی چنگھاڑتی آواز پر کوریڈور میں اپنی ہم جماعت سے اسائنمنٹ ڈسکس فاریہ نے پلٹ کر دیکھا اور اپنے پلان کی کامیابی پر دونوں بازو ہوا میں اٹھا کر اچھلتے ہوئے یاہو و و و کا نعرہ لگا کر کوریڈور کی دوسری طرف بھاگی جبکہ نور اسے پکڑنے کو اس کے پیچھے بھاگی) کوریڈور سے نکل کر بنک روڈ کی طرف بھاگتے ہوئے فاریہ نے پیچھے پلٹ کر دیکھا اور جل تو جلال تو کا ورد کرتے آگے دیکھ کر بھاگتی چلی گئی جبکہ نور اس کے پیچ اب فاصلہ کم ہی رہ گیا۔۔۔۔۔ تبھی گرائونڈ سے پہلے کی روڈ پر دائیں سمت سے آتی گاڑی کو دیکھ کر فاریہ کے بھاگتے پاؤں بریک لگانے پر

مجبور ہوئے۔۔۔ اور اس کے رہنے ہی دیر تھی کہ پیچھے سے آتی نور نے اسکی گردن دبوچ لی۔۔۔  
فارسیہ نے اوہ شٹ کہہ کر ہنستے ہوئے معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے اس سے پوچھا  
"کیا ہوا میری جان

"فٹے منہ تجھ پہ اور تیرے منہ سے نکلے ان الفاظ پر (پھولی ہوئی سانسوں کے بیچ بہ مشکل بولتی ہوئی  
نور نے اس کی گردن پر اپنی انگلیوں کی گرفت مضبوط کی اور فارسیہ نے اپنی پتلی گردن کو چھڑوانے کی  
ناکام سی کوشش)

"ہوا کیا ہے یار ررر (پھنسی پھنسی مسکین آواز میں فارسیہ کے پوچھنے پر نور نے دوسرے ہاتھ میں پکڑی  
اسائنمنٹ اس کے منہ پر دے ماری اور گردن چھوڑ کر سائیڈ پر بنے پتھر کے سنگی بیچ پر بیٹھ گئی)  
"ارے یہ تو اسائنمنٹ ہے۔۔۔ کیا ہوا میم نے مارکس کم دیے ہیں کیا (فارسیہ نے اسائنمنٹ کو الٹ  
پلٹ کرتے ہوئے جان کر انجان بنتے ہوئے اسی کے ساتھ بیٹھ کر کہا جس پر نور اسے دھکا دے کر  
چینی)

"مارکس تو تب دیتیں اگر وہ تمہارے میری اسائنمنٹ میں رکھے تحفے سے محفوظ رہ جاتیں (فارسیہ نے  
حتی الامکان ہنسنے کی کوشش ترک کرتے ہوئے کھڑے کر حیرانگی سے کہا)

"تحفہ اور وہ بھی میں نے رکھا اسائنمنٹ میں۔۔۔ ہیں ہیں یہ کب ہوا؟ (اور ساتھ ہی اسائنمنٹ کو چیک  
کیا جس میں ایک عدد ربڑ کی چھیلی کو اس نے بڑے سگھڑ انداز میں کاغذوں کے بیچ میں چھپا رکھا تھا)  
"اووووو میں تاں ڈر گئی (فارسیہ نے اسائنمنٹ کو ایک ہاتھ سے دور کر کے دوسرے ہاتھ کو ہونٹوں  
پر رکھ کر آنکھوں کو بڑا کرتے ہوئے ڈرامائی انداز میں کہا جس پر ناچاہتے ہوئے بھی نور کی ہنسی

چھوٹ گئی لیکن اس نے اپنا ہاتھ فاریہ کی سمت لکھ دی لعنت کے انداز میں کیا اور فاریہ نے اس کو قبول کیا)

"نہایت ہی کوئی ڈھیٹ چیز ہو تم کیا ملا تمہیں یہ جاہلانہ، گھٹیا گری ہوئی حرکت کا مظاہرہ کر کے (نور نے بازو سینے پر فولڈ کیے اور ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر منہ دوسری سمت موڑ کر کہا)

"وہی ملا جو تمہیں لاسٹ کونز میں میرے ساتھ دھوکے بازی سے ملا (فاریہ نے سیم اسی کا اسٹائل اپنا کر بیٹھتے ہوئے اسے لاسٹ ویک اقبالیات کے کونز کا حوالہ دیا جس پر نور نے فوراً سے چہرہ موڑ کر اسے دیکھ کر دانت پیس کر کہا)

"دھوکے بازی کس قسم کی جب میں نے تمہیں بتایا تھا کہ اقبال کی زندگی پر کونسیجین کا ٹیسٹ ہوگا تو تمہیں کس نے ان کے افیئرز کی جان پڑتال میں اپنی جان ہلکان کرنے اور میم کے غضب کو دعوت دینے کا بولا تھا" (نور کی بات پر فاریہ بھی اس کی طرف مڑ کر بیٹھی اور اپنا موقف واضح کرنا چاہا)

"یار اب اقبال شاعر مشرق ہیں اور مشرق میں کیا کیا ہے وہ سرچ کرتے ہوئے اللہ جانے گوگل نے کیا کیا کھول کر رکھ دیا

"شرم نام کی چیز سے نا تمہارا واسطہ پڑا ہے نا ہی تم نے کہیں سے ادھار میں شرم لینے کی کوشش کی دفع ہو جائو اب یہاں سے

"اچھا نا اب بس کرو یہ میلو ڈرامہ پلیز بہت ہوا پانچ نمبر ہی تو تھے میرے کونز میں کٹ گئے تمہارے اسائنمنٹ میں حساب برابر (فاریہ نے مسکرا کر ہاتھ جھاڑتے ہوئے بات ہی ختم کر دی)

"تو مارکس کی کس کو تکلیف ہے پورے اسٹاف روم میں جو میری شان میں میم نے قصیدے پڑھے ان پر جلی سڑی بیٹھی ہوں میں (نور نے اسے کندھے پر تھپڑ رسید کیا)  
"اوہ کم آن یار کونسا پہلی بار یوں اپنی تعریف میں میم سے کچھ سنا ہے اُس اوکے یار ویسے بھی لاسٹ سیمسٹر ہے سو کھل کر انجوائے کرو (نور نے اسے دیکھ کر آسمان کو دیکھ کر زیر لب کچھ کہا جس پر فاریہ نے آگر ہو کر سننے کی کوشش کی)

"تم میری شکایت کر رہی ہو خدا سے  
"نہیں نہیں میں تو کہہ رہی ہوں کہ ایسی قیمتی دوست صرف میری ہی ہو یا خدا ورنہ کسی اور کے پاس ایسا اینٹیک پیس دیکھ کر شاید میں جیلز فیل کروں گی  
"جھوٹی کہیں کی

"اچھا اٹھو اب اقراء کو دیکھیں چل کر وہ کب کی میم وردہ کے پاس گئی واپس نہیں پلٹی (نور اٹھی تو فاریہ بھی کھڑی ہوئی اور ساتھ ہی نور کو اسائنمنٹ تھماتے ہوئے بولی)  
"اسے تو پکڑو اپنی یادگار انڈہ مارکس اسائنمنٹ کو  
"زلیل انسان۔۔۔۔۔ بلکہ تم تو انسان کہلانے کے قابل ہی نہیں  
"صحیح کہہ رہی ہو مجھے تو فرشتہ ہونا تھا بس کیا کروں خدا نے انسانیت پر بھلائی کی خاطر مجھے انسانوں کی دنیا میں بھیج دیا

"بس کر دے یار تو بس کر دے ہر وقت اپنے منہ میاں مٹھو بنی رہتی ہے  
"1122 کو بلوانا پڑیگا

"وہ کیوں؟"

"بی کا ز کوئی جل رہا ہے"

"ہا ہا ہا نمونہ کہیں کی"

(وہ دونوں اب مین اسٹاف روم جا رہی تھیں جہاں اقراء کو میم وددہ نے بلایا ہوا تھا)

.....

"شکر ہے تمہارا دیدار نصیب ہوا ورنہ ہمیں تو لگا کہ ہماری زلفوں میں چاندی اترنے کے بعد ہی اب

تم ہمیں دکھائی دو گی (نور کے الفاظ پر اقراء آہستہ سے ہنس کر بولی)

"یار وہ میم نے نیکسٹ ویک چار روزہ پروگرام کی ہوسٹنگ کا کہا ہے مجھے اسی پر کام کر رہی تھی ان

کے ساتھ۔۔۔"

اقراء ایک بہت اچھی مقررہ ہے۔۔۔ اپنے انگلش ڈیپارٹمنٹ ہی نہیں بلکہ اس کے لب و لہجے کے خاص اور پر اثر اتار چڑھاؤ کو باقی ڈیپارٹمنٹس میں بھی کافی مقبولیت حاصل ہے۔۔۔ جس کی وجہ سے دوسرے ڈیپارٹمنٹ کے ایچ او ڈی خاص اسے ہوسٹنگ کا کہتے ہیں۔ اب میم وددہ نے اسے بی بی اے ڈیپارٹمنٹ کی ایچ او ڈی کی خاص تاکید پر نیکسٹ ویک ہونے والے سیمینار کی ہوسٹنگ کی ذمہ داری سونپی ہے۔

"یار رررررر (فارہ زچ ہوئی) قسم لے لو اس بار نہیں آؤں گی آڈی ٹوریم۔"

اقراء اگر ہوسٹنگ کرتی تو ان دونوں کو لازمی آڈی ٹوریم آنا پڑتا ورنہ پھر اقراء کی ناراضگی کون برداشت کرتا۔



"ہیں کیا کہا؟ (وہ دونوں نا سمجھی سے اسے دیکھتے ہوئے بولیں)

"ارے میری بھولی لیلی اینڈ ہیر اس سوہنی کو اب سموسہ چاٹ کھانی ہے (نور نے ملکہ کے انداز میں گردن اونچی کیے کمر پر بازو باندھے اعلان کیا تو فاریہ اور اقراء نے اسے دیکھ کر اوپر آسمان کو دیکھا۔۔۔۔۔)

"ہیلو؟ (موسیٰ نے تیزی سے موبائل پر آنے والی کال کو ریسیو کرتے ہوئے فائلز کو الٹ پلٹ کر کے دیکھتے ہوئے کہا)

"کیسا ہے میرے دوست (منصور کی آواز کانوں سے ٹکرائی)

"میں ٹھیک تم سناؤ مجھے کال وہ بھی تم نے خیریت؟

"ارے یار شکوے شکایتیں بعد میں کرنا پہلے میری خبر سن کیا؟

"تیرے بھائی نے ٹرپ پلان کیا ہے دراصل شوٹنگ کے لیے لندن جانے والا ہوں یہ کمنگ منڈے سے فرائی ڈے تک سوچا تجھے بھی دعوت دے دوں۔۔۔ ویسے بھی دونوں دوست کب سے اکٹھے ایسے کسی ٹوور پر نہیں گئے

"سیریلی اگر تو صبح میں فون کرتا تو میں ہنڈرڈ اینڈ ٹین پرسنٹ ریڈی ہو جاتا لیکن میری نیکس ویک لاہور میں ایک ہی یونیورسٹی میں چار روزہ پروگرام میں شرکت کا انویٹیشن آیا ہے جو میں ایکسپٹ کر چکا ہوں (موسیٰ نے اسے انکار کیا جس پر وہ منہ بنا گیا)

"ایک تو تیرے یہ لیکچرز چل خیر کوئی نہیں پھر کبھی سہی

"یہ لاسٹ پروگرام اس کے بعد تیرے ساتھ ٹرپ پر چلوں گا جہاں تو کہے گا جتنے دن کا کہے گا اب تو یہ کممنٹ کر چکا ہوں میں تو

"کوئی نہیں جانتا ہوں تجھے دو جمع چار کے شوقین

(منصور نے ہر بار کا جملہ کہا جس پر دونوں ہی ہنس پڑے)

\*\*\*\*\*

"خیریت آپ ابھی تک سوئی نہیں؟ (وہ آفس سے قریباً ساڑھے گیارہ بجے فارغ ہو کر گھر آیا تو ماما کو لاونج میں بیٹھا دیکھ کر تیزی سے ان کے پاس آتے بولا)

"ہاں بس ایسے ہی گھٹن ہو رہی تھی

"کیا مطلب طبیعت تو ٹھیک ہے آپ کی (اس نے جھٹ ان کے ماتھے پر بائیں ہاتھ کی پشت رکھ کر ٹمپریچر چیک کیا جس پر انہیں ڈھیروں پیار آیا)

"آئم فٹ اینڈ فائن مائی سن بس ایسے ہی کبھی انسان یونہی نا سمجھ آنے والی کیفیت کا شکار ہو جاتا ہے

"متم تو یہ بات ہے چلیں مجھ سے شیر کریں اپنی نا سمجھ آنے والی کیفیت (وہ وہیں ان کے پاس صوفے پر بیٹھ گیا۔۔ ایک بازو پشت سے ان کے گرد لپیٹ کر دوسرا ہاتھ اپنی گود میں رکھ کر بولا)

"تم کیا کرو گے سن کر

"شاید نا سمجھ کو سمجھ میں بدل دوں (اس نے مسکرا کر کہا)

"گھر کی خاموشی کاٹنے لگی ہے مجھے (انہوں نے بلا جھجک صاف بات کہ ڈالی جس پر فوراً جواب آیا)

"تو گھر میں سروئٹس ہیں تو سہی!

"سروئٹس سے گھر کی رونق ہوتی ہے؟ (اس کی بات پر وہ ہنس پڑیں پھر اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر بولیں)

"تو رونقیں لوگوں سے ہوتی ہیں (وہ اپنی بات پر مصر رہا)

"رونقیں لوگوں سے نہیں اپنوں سے ہوتی ہیں (انہوں نے تصحیح کی)

"تو کیا آپ میرے ساتھ آفس جانا چاہیں گی؟ (اس کی بے تکی آفر سن کر وہ اسے دیکھ کر رہ گئیں)

"نہیں میں باز آئی بزنس کی اے بی سی سے تمہارا آفس تمہیں مبارک۔۔

"پھر کیسے یہ گھٹن کم ہوگی آپ کی؟

"تم مجھے اجازت دو میں تمہارے کام خود اپنے ہاتھوں سے کیا کروں۔۔۔۔۔ نا کہ یہ سروئٹس تمہارا ہر کام کریں۔۔۔ مجھے تمہارے کام کر کے خوشی ملے گی (وہ کچھ اور سوچتے کچھ اور کہہ گئیں)

"نو نیور۔۔۔ آپ میری ماں ہیں اس گھر کی بڑی ہیں آپ کو کسی کام کو ہاتھ لگانے کی قطعاً ضرورت نہیں۔۔۔ آپ بس حکم کیا کریں اب کام کرنے کی عمر نہیں آپ کی بلکہ خدمت کروانے کی ہے (وہ اپنے فیصلوں سے کب پیچھے ہٹا تھا جو آج ان کی مان جاتا)

"اچھا ابھی تو ڈنر تیار ہے وہی ٹیبل پر چن دوں؟ (ماما نے آخری کوشش کرنا چاہی)

"ہرگز نہیں آپ ابھی اپنے روم میں جا کر ریٹ کریں گی۔۔۔ ڈنر مجھے اکبر (بٹلر) دے دے گا (اچانک سے اس کے لہجے میں نمایاں تبدیلی در آئی۔۔۔۔۔ پیار و فکر مندی سے چور لہجے کی جگہ ہٹ دھرم اور کھردرا لہجہ)

وہ کہہ کر اٹھا تو ماما نے اسے کچھ دیر دیکھا پھر گہرا سانس بھر کر صوفے سے اٹھیں اور چپ چاپ روم کی طرف چل پڑیں۔۔۔

"گڈ نائٹ اینڈ سویٹ ڈریمز (موسیٰ کا پھر سے وہی پیار بھرا میٹھا لہجہ)

ماما سن کر ان سنی کرتیں وہاں سے چلی گئیں۔

ان کے سوشل سرکل میں سب اس کی ماں سے اس قدر والہانہ محبت پر اس کی تعریف کرتے نہیں نکلتے۔۔۔ وہ اپنی ماں کو ملکہ بنائے ہوئے تھا۔۔۔ انہیں کسی بھی کام کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں تھی اور کبھی وہ کچھ کرنے کی کوشش کرتیں تو سرونٹس موسیٰ کی سخت ہدایات اور نا فرمانی پر ملنے والی سزا کو جانتے ہوئے انہیں منع کرتے۔۔۔ موسیٰ کی پرسنالٹی اس کی عادت و اطوار پر سبھی انگشت دنداں ہوتے کہ آج کل کے دور میں وہ اس قدر ڈیسنٹ، کئیرنگ اور خوش اخلاق کیسے ہے۔۔۔ اس کی شخصیت کا یہ سحر انگیز رویہ اسے اوروں سے ممتاز بنائے ہوئے ہے۔۔۔ اسی لیے اتنی ینگ اتج میں وہ

بزنس ٹائیکون بن چکا ہے بابا کے ہوتے ہوئے کمپنی نے وہ شہرت وہ نام کہاں کمایا تھا جو مقام موسیٰ کے ہوتے ہوئے ملا ہے۔۔۔ اسی لیے وہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔۔۔ ایک طرف خوش اخلاقی اور ماں کی خدمت تو دوسری طرف لوگوں سے اچھا برتاؤ۔۔۔

.....

"کل ہم بھائی صاحب کی طرف جائیں گے منگنی کی تاریخ طے کرنے (پانی پیتے ارسم کو اچھو کا لگا) کیا مطلب؟ (گلا کھنکھار کے سوال کیا)

"کیا؟ کیا مطلب رشتہ طے کر دیا تو بات آگے نہیں بڑھانی کیا (ماما نے اسکی پلیٹ میں شامی کباب رکھے)

"ماما پلیز اتنی جلدی کیا ہے آپ کو (وہ ہنوز اپنی سوچ کو کوئی خاص پہناوا نہیں دے سکا تھا) ایک تو مجھے تمہاری سمجھ نہیں آتی آخر تم چاہتے کیا ہو؟ اگر کوئی پریشانی کوئی الجھن ہے تو بتاؤ مجھے لیکن اگر اپنی جاب کا رونا رونا ہے تو مت رونا۔۔۔ تم اکیلے ڈی ایس پی نہیں ہو جو دن رات ملک کی خدمت میں مصروف ہے۔۔۔ کیا باقی سب ڈی ایس پی کنوارے ہیں۔۔۔ سو اپنا ماسنڈ بنا لو۔ دوبارہ نا کہنا پڑے مجھے (ماما نے اس کی اچھی خاصی کلاس لے ڈالی اور وہ کچھ نا کہہ سکا)

.....

طلحہ کو ابانے زبردستی کام کے سلسلے میں چند روز کیلیے دوسرے شہر بھیج دیا۔۔۔ یہ خبر اقراء کے لیے کسی نعمت سے کم نہ تھی۔۔۔ طلحہ کی غلیظ اپنے جسم کے آر پار محسوس ہوتی نظریں، گھٹیا ذو معنی باتیں اور گرے ہوئے برتاؤ سے اسے کچھ دن کا سکون جو مل گیا تھا۔۔۔ وہ اتنی خوش تھی کہ آج بڑھ چڑھ کر نور اور فاریہ کو دو بدو چھیڑ رہی تھی۔۔۔ اسے یوں چمکتے دیکھ کر وہ اسے سر تا پیر تفتیشی نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

"خیریت ہے محترمہ کو کس بات کی اتنی خوشی ہے؟ (نور نے اپنی کلائی پر بندھے مختلف رنگوں کے بنے بریسٹ کو اپنی کلائی پر گول گول گھماتے ہوئے پوچھا)

"ہاں سب خیریت ہے تم کیوں پوچھ رہی ہو؟ (وہ اپنے ہاتھوں میں پکڑے کاغذ کو زیر لب پڑھتے ہوئے بنا انہیں دیکھے رک کر بولی)

اقراء نے نور اور فاریہ کو اپنے گھر سے متعلق کبھی ایسی ویسی بات شنیر نہیں کی تھی جس سے اسے تکلیف پہنچتی ہو۔۔۔ انہیں اقراء کے سوتیلے باپ اور بھائی کے آگے کچھ نہیں معلوم تھا کہ سوتیلا باپ اسے بوجھ کہتا ہے اور اسی شخص کا بیٹا اقراء پہ ڈورے ڈالتا ہے۔۔۔ اقراء ایسی ہی ہے ہمیشہ سے اپنی بری یادوں، درد بھری باتوں کو دل کے سب سے اندر گہرے کنویں میں چھینک دینے والی۔۔۔ جن تک رسائی اس نے آج تک کسی کو نہیں دی تھی۔۔۔

"پچوووو بنو مت بولو کیا ہوا ہے؟ (فاریہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا)

"سیریلی یارر تم لوگ کتنے ویلے ہو سی آئی ڈی کیوں نہیں جوائن کر لیتے۔ پلیز زراب خاموشی اختیار کر لو میں زرا پروگرام کی تیاری کر لوں (اقراء نے ان دونوں کو دیکھ کر مفت میں مشورہ عنایت کیا پھر

کاغذ پر لکھے اہم پوائنٹس دہراتے ریہرسل کرنے لگی۔۔۔ نور اور فاریہ نے اکتاہٹ سے اس کے ہاتھوں میں پکڑے کاغذ کو دیکھا اور صبر کے گھونٹ بھرے)

.....

صبح ساڑھے چھ بجے کی فلائٹ لے کر وہ لاہور پہنچا۔۔۔ ویسے تو وہ بائے روڈ سفر کرنا پسند کرتا ہے لیکن وقت کی کمی کے باعث اسے بائے ایئر آنا پڑا۔

کراچی کی گرمی کے برعکس لاہور میں سورج کا پارہ بادلوں کی اوٹ سے جھانکتے ہوئے ہائی ہونے کی کوشش کرتا لیکن بادل آج سورج کی چلنے نہیں دے رہے تھے۔ خوشگوار ٹھنڈی ہوائیں بھی بادلوں کے سنگ تھیں۔

آج وہ بلیک کاٹن ہاف سلیوز ڈریس شرٹ کے ساتھ کریم کلر کی ڈریس پینٹ پہنے ہوئے تھا۔ پائوں میں براؤن cody shoes۔ کلائی پر قیمتی گھڑی بندھی ہوئی تھی۔ بالوں کو اچھے سے سیٹ کیے۔ سبز آنکھوں پر بلیک گگلز کا پہرہ۔ اس پر کسی ریاست کے شہزادے کا گماں ہو رہا تھا۔۔۔ ایئر پورٹ پر اسے لاہور میں قائم آفس برانچ سے ریسو کرنے ڈرائیور گاڑی سمیت موجود تھا۔۔۔ کتنے ہی نسوانی چہروں پر موسیٰ کے لیے پزیرائی واضح دکھائی دے رہی تھی۔۔۔ لیکن وہ ارد گرد سے بے نیاز اپنی سحر انگیز شاندار پرسنالٹی لیے اپنی گاڑی کی بیک سیٹ پر آبیٹھا اور ڈرائیور نے گاڑی کا رروازہ بند کیا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔۔۔ موسیٰ نے لیپ ٹاپ کے بیگ سے اپنا لیپ ٹاپ باہر نکالا۔۔۔ اس کے لیپ ٹاپ آن ہونے تک وہ ایئر پورٹ سے مین روڈ پر آچکے تھے۔

آج اس کا یہاں چار روزہ ویمن یونیورسٹی میں منعقد پروگرام کا پہلا دن تھا۔

.....

اقراء یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹس کے لیے بنی مختلف تنظیموں کی ہیڈ گرلز کے ساتھ محترم مہمان خصوصی کے استقبال کے لیے آڈی ٹوریم کے مین ڈور کے پاس دونوں اطراف میں بنی قطار سے ہٹ کر ان کی سربراہ کے طور پر ہاتھوں میں پھولوں کا گلہستہ پکڑے کھڑی تھی۔۔ سفید یونیفارم کے ساتھ گرین دوپٹہ میں ملبوس۔۔ ڈوپٹہ کو سینے پر پھیلائے دونوں شانوں سے پیچھے کی طرف گرائے۔۔ وہ اپنے سادہ سے حلیے میں بھی کافی پرکشش لگ رہی تھی۔

مہمان خصوصی یونیورسٹی پہنچ چکے تھے۔۔ بس اب سے کچھ دیر میں وہ آڈی ٹوریم آنے والے تھے۔

تمہیں کیا لگتا ہے غالب  
مجھے تو انتظار لمبا لگتا ہے

نور نے مہمان خصوصی کے استقبال کے لیے کھڑی اقرار کے پاس آتے ہوئے شعر کی ٹانگیں توڑیں۔

اقراء کے عقب سے آواز ابھری اور وہ ان کی طرف مڑی تو فاریہ کے ہاتھوں میں دو جوس کے ڈبے دیکھ کر بولی

"تھینکس یار مجھے واقعی بڑی پیاس لگی تھی"

"ابھی تک آئے نہیں تمہارے مہمان خصوصی؟ (فاریہ نے نور کی کلائی پر بندھی گھڑی پر ٹائم دیکھ کر پوچھا)

"یونیورسٹی پہنچ چکے ہیں ابھی بس یہاں آئے کے آئے (اقراء نے آڈی ٹوریم کے سائیڈ پر بنے گارڈن کی پتھروں سے بنی دو فٹ کی دیوار پر بیٹھ کر جوس پیتے ہوئے جواب دیا)

"جس کا تھا انتظار آگیا وہ شاہکار (نور نے چپس کا خالی پیکیٹ ڈیسٹ بن میں پھینک کر دوسری طرف درختوں کی اوٹ سے وائس چانسلر کے ساتھ آتے ہجوم کو دیکھ کر انہیں متوجہ کیا)

"چلو اب تم لوگ نکلو اور ہاں خبردار جو پروگرام کے بیچ سے اٹھ کر گئے تو (اقراء نے تنبیہ کی)

"کیا ایمر جنسی میں بھی نہیں؟ (فاریہ نے مسکین شکل بنائی)

"تو تم کنٹرول کر لینا نا

"میں وہ والی ایمر جنسی کا نہیں کہہ رہی (فاریہ نے دانت کچکچائے) میں اس کھائو پیو عیش کرو والی کے فیول کی کمی پر لگنے والی ایمر جنسی کا کہہ رہی ہوں (ساتھ ہی نور کو کھینچ کر اقراء کے سامنے کیا)

"یار فار گاڈ سیک جسٹ دو گھنٹے کا پروگرام اتنی یہ نازک جان اور ویسے بھی یہ اتنی معصوم نہیں کہ اس نے بیگ میں ایسے ویسے وقت کے لیے کچھ سٹور نا کیا ہو (اقراء نے ہاتھ آگے کر ہنستے ہوئے کہا)

جس پر فاریہ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے ہنس کر تائید کی)

"اچھا نا اب بس کرو اور چلو اندر چلیں۔ (نور نے کہا)

نور اور فاریہ دونوں آڈی ٹوریم کے طالبات کے لیے بنے دروازے سے اندر چلی گئیں اور اقراء بھی الارٹ ہو کر چہرے پر مسکراہٹ سجائے اب قریب پہنچتے مہمان کی منتظر تھی۔

.....

موسیٰ وجاہت جو نہی آڈی ٹوریم کے قریب پہنچا تو گلدستہ ہاتھوں میں پکڑے اقراء آگے بڑھی۔ سفید لباس میں ملبوس وہ موسیٰ کو اپسرا لگی۔۔۔ سادگی میں بھی قیامت ڈھاتی وہ پہلی ہی نظر میں موسیٰ کی نظروں کو بھاگئی۔ اقراء نے مسکرا کر اسے "ویلم سر" کہتے ہوئے گلدستہ پیش کیا۔۔۔ لیکن موسیٰ کے لیے تو وقت جیسے تھم سا گیا تھا۔۔۔ اسے یوں لگا جیسے وہ اس وقت اکیلا اس پری پیکر کے پاس ہے۔ دل ایک الگ ہی لے پر دھڑکنے لگا۔ بادلوں نے سورج کی کرنوں کو اپنے دامن میں چھپا لیا۔ ہلکی ہلکی من کے تار چھیڑتی ہوا۔ یوں لگا جیسے کوئی فلمی سین فرمایا جا رہا ہو۔ وہ دیس بدیس سے ہوتا ہوا شہزادہ۔ کئی شہزادیوں اور کنیزوں کے دل پروں تلے روندتے آج اس یونیورسٹی میں اپنے دل کی پسند کو پانے چلا آیا۔۔۔ آج اس کی مراد بر آئی تھی۔۔۔ وہی جسے دیکھ کر اس کی تھکان چٹکی میں ختم ہو جائے۔۔۔ وہی جس کو دیکھ کر وقت بھی رک جائے۔۔۔ آس پاس کا سب کچھ پس منظر میں چلا جائے۔۔۔ بیشک یہی وہ تھی۔۔۔ موسیٰ کی سوچ پر دل نے تیزی سے لبیک کہہ کر اس کے انگ انگ میں شانتی بھر دی

چہرہ اک پھول کی طرح شاداب ہے  
چہرہ اسکا ہے یا کوئی مہتاب ہے  
چہرہ جیسے غزل چہرہ جانِ غزل

چہرہ جیسے کلی چہرہ جیسے کنول  
چہرہ جیسے تصور بھی تصویر بھی  
چہرہ اک خواب بھی چہرہ تعبیر بھی  
چہرہ کوئی الف لیلوی داستاں  
چہرہ اک پل یقیں چہرہ اک پل گماں  
چہرہ جیسا کہ چہرہ کہیں بھی نہیں  
ماہ رو ماہ رو، مہ جبیں مہ جبیں

حسنِ جاناں کی تعریف ممکن نہیں  
آفریں آفریں  
آفریں آفریں  
تو بھی دیکھے اگر تو کہے ہمنشیں  
آفریں آفریں  
آفریں آفریں  
حسنِ جاناں کی تعریف ممکن نہیں

آفریں آفریں

آفریں آفریں

جانے کتنی ساعتیں یونہی وہ گہری نظروں سے اپنی شہزادی کا بغور مشاہدہ جاری رکھتا کہ اقراء کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے ساتھ میں تراشیدہ لبوں کی دلفریب حرکت نے اس کا طلسم توڑا۔

"سر؟ (اقراء نے اسے یوں بت بنا دیکھ کر کچھ حیرانگی سے سول کیا)

"واٹس یوور سویٹ نیم؟ (اس کے سوال پر اقراء پل بھر کو رکی پھر مسکرائی)

"اقراء اصغر

"تھینکس اقراء اصغر (گلدستہ پکڑ کر اس نے سر خم کرتے ہوئے کہا پھر وہ آگے چل پڑا)

اقراء حیرتوں میں گہری وہیں کھڑی رہ گئی۔۔۔ اب سبز آنکھوں کے سحر میں کھو کر دنیا کی سدھ بدھ کھونے کی باری اقراء کی تھی۔۔۔ کیسے وہ اسے گھورے جا رہا تھا۔۔۔ اقراء کو ایک دم سے سب عجیب لگنے لگا۔۔۔ اس کی چند ثانیوں کی محویت کو اقراء نے بہت اچھے سے نوٹ کیا تھا۔۔۔ اسے خود کو یوں ٹکٹکی باندھے دیکھنے پر اقراء کو سخت برا محسوس ہوا۔۔۔ موسیٰ کی سبز آنکھوں سے اچانک اس کے تصور میں طلحہ کی نگاہیں سامنے آئیں۔ اقراء کی زبان پر بے ساختہ گالی آئی لیکن وہ اپنے دل کے انکار پر ششدر ہی تو رہ گئی کہ موسیٰ کی خود پر مرکوز نگاہیں وہ تاثر نہیں دے رہی تھیں جو طلحہ کی نظروں میں اسے محسوس ہوتا ہے۔۔۔ موسیٰ کی نظروں میں تو دور دور تک بے باکی اور بے ہودگی کا

شائبہ تک نہ تھا۔۔۔ بلکہ موسیٰ کی نگاہوں میں تو ایک نرم سا تاثر تھا جسے وہ باوجود کوشش کوئی خاص معنی نہ دے سکی۔

"کیا عجیب انسان ہے ایسے بھی کوئی دیکھتا ہے کیا۔"

وہ زیر لب بڑبرائی پھر سر پر ہاتھ مار کر تیزی سے اندر کو بھاگی کیونکہ پروگرام کی ہوسٹنگ کی ذمہ داری جو اس کی تھی۔

.....

آڈی ٹوریم میں بھرپور تالیوں کی گونج میں مہمان خصوصی کا استقبال کیا گیا۔۔۔ ریزروڈ نشستوں پر وائس چانسلر کے ساتھ صوفے پر موسیٰ وجاہت اور باقی اساتذہ کا اپنی اپنی مخصوص نشستوں پر بیٹھنے کے بعد پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ اقرء اپنی سوچوں کو جھٹک کر اپنی ساری توجہ فی الحال پروگرام کے بنائے گئے پلان پر مرکوز کیے ہوئے تھی۔۔۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اقرء ڈائس پر واپس آئی اور اب آج کل کے ٹیکنالوجی کے دور میں عورت کے کردار پر بات کرنے لگی۔۔۔ خواتین کی اہمیت پر پہلے دلائل دیے پھر ساتھ ہی مثالیں بھی دیں۔

جبکہ عین سامنے بیٹھا شخص تو اب اسی پر فوکس کیے ہوئے تھا۔۔۔ اس وقت اگر وہ اسے خود کو یوں تکتا دیکھ لیتی تو اس کی اس ادا پر دنیا وار دیتی۔۔۔

اس کی آواز کے اتار چڑھاؤ، اس کا دل کش لب و لہجہ موسیٰ کو اپنے سے دھیان ہٹانے کو تیار نہیں تھا۔۔۔ سامنے پروجیکٹر کی روشن اسکرین پہ چلتی سلائیڈز پر تو اس نے ایک نگاہ غلط نہ ڈالی۔۔۔ نگاہیں تو سامنے ڈائس پر موجود اقراء اصغر کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔۔ پہلی بار اسے اپنے لیکچرز دینے کا فیصلہ بہترین لگا۔۔۔ اس کے دل نے اس لمحے شدت سے خواہش، وہ ایسے ہی اپنے دلکش اور سحر انگیز انداز میں ڈائس پر کھڑی بولتی رہے اور وہ یونہی اس کے سامنے بیٹھا اسے سنتا رہے۔ "کیا کوئی بولتے ہوئے اتنا حسین لگتا ہو گا جیسے اسے آج وہ لگ رہی تھی"۔ موسیٰ کے دل نے بے ساختہ سوچا۔

مختلف موضوعات پر مبنی پریزینٹیشن کے ختم ہونے پر اب پروگرام کا آخری حصہ موسیٰ وجاہت کے لیکچر کے لیے مخصوص کیا گیا۔

اقراء نے جیسے ہی اسے بلایا تو تالیوں کی گونج میں وہ اپنی نشست سے اٹھا سرشاری کے عالم میں مضبوط قدم رکھتا آہستہ آہستہ اس کے قریب چلتا ڈائس تک آیا۔ اس کے لیپ ٹاپ کو پروجیکٹر سے کنیکٹ کیے جانے کے بعد اب اس نے اپنی پریزینٹیشن والی فائل اوپن کی۔۔۔ پروجیکٹر کی اسکرین پر پہلی سلائیڈ واضح ہوئی۔۔۔ اس دوران وہ اپنے سامعین کو سلام کر کے بات کا آغاز کر چکا تھا۔ قریباً چالیس پینتالیس منٹ پر محیط لیکچر کے بعد سوالات کا وقفہ ہوا جس میں طالبات سمیت اساتذہ نے بھی حصہ لیا۔ اور وہ سب کو مختصر لیکن جامع جواب دینے لگا۔

"آخر میں میں بے حد شکر گزار ہوں میم تابندہ (وائس چانسلر) آپ کا کہ مجھے یہاں پر انوائٹ کیا گیا۔ اینڈ میرے بورنگ لیکچر کو اتنی خاموشی اور حوصلے سے سننے پر آپ اسٹوڈنٹس کا خاص شکریہ۔ (اس کی بات پر تالیوں کے ساتھ قہقہے بھی بلند ہوئے)

وہ ڈانس سے ہٹ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھتا کے آگے کو آتی اقراء سے ٹکرا گیا۔ اس اچانک افتاد پر لہ ساختہ ہاتھ اپنے ماتھے پر رکھ کر اقراء ایک قدم پیچھے ہٹی۔

آڈی ٹوریم میں دبی دبی ہنسی کی آوازیں سنائی دیں۔ باقی سب نے یہ منظر دیکھا کچھ ہنسنے کچھ یونہی جوں کے توں رہے لیکن وہ سی آئی ڈی کی ان امپلائڈ ٹیم ممبرز کی نظروں سے منظر گزرا اور نظروں میں ہی ٹھہر گیا۔

"اوہ سوری سر۔"

اقراء نے جلدی سے معذرت کی جس پر موسیٰ کا گھمبیر معنی خیز لہجہ اسے مسمرا کر گیا۔

تو میرے مقدر کی خزاں بن جا

میں زمانے کی بہاروں کو لات مارتا ہوں

اقراء تو اس کے کہے شعر کی بازگشت میں گرفتار ہوئی اس کی پشت کو دیکھنے لگی۔ پھر قریب بیک اسٹیج پر کو ہوسٹ نے اسے ہلکا سا گلا کھنکھار کر متوجہ کیا تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی۔

.....

"بس بھائی جان میں ہر رسم کرنا چاہتی ہوں ایک ہی ایک بیٹا ہے سارے شوق پورے کرنے ہیں مجھے (ماہی پھپھو کی اچانک آمد پر وہ سبھی خوش ہوئے جبکہ آج رسم وہیں ماما کے ساتھ بیٹھا رہا)۔  
"تم بھی تو کچھ بولو بر خودار سنائو کیسی جاب کیسی جا رہی ہے؟ (بڑے ماموں نے اس کی مسلسل خاموشی پر اسے کہا)

"اللہ کا شکر ہے ماموں جاب فرسٹ کلاس چل رہی ہے

"تو پھر اگلے جمعے کی تاریخ طے سمجھو؟ (ماہی پھپھو نے اجازت طلب لہجے میں کہا تو بڑے ماموں نے خوشی سے جواب دیا)

"اب تم فیصلہ کر چکی ہو تو ہمیں بھی کوئی اعتراض نہیں انشاء اللہ اگلے جمعے منگنی کا فنکشن ہوگا  
"انشاء اللہ خدا ہمارے بچوں کے حق میں یہ فیصلہ بہترین ثابت کرے (ماما نے صدق دل سے دعا کی تو سب نے آمین کہا)

بھائی جان نے بہن کا مان رکھ کر ان کی مرضی کو تسلیم کیا تو وہاں مبارکباد کا سلسلہ شروع ہوا پھر ماہی پھپھو نے ان دونوں کو بلوایا جو ان دونوں سے لان سے آکر پورٹیکو میں ملیں پھر کہیں غائب ہو گئیں۔

.....

نور کی ماما نے انہیں کمرے میں آکر منگنی کی تاریخ طے ہونے کی خبر سنائی تو نور بیڈ سے اتر کر اکیلے ہی اکیلے لڑی ڈالتے ہوئے خوشی کا جی بھر کے اظہار کرتی ان دونوں کو ہنسنے پہ مجبور کر گئی۔

ہو مبارک آج کا دن رات آئی ہے سہانی  
شادمانی اووووو شادمانی

ارے بنو رے بنو میری  
چلی سسرال وے وے وے  
اکھیوں میں پانی دے گئی

وہ دوسرے سے تیسرے گانے پر آتی کہ نور کی ماما نے انہیں جلدی سے حلیہ سیٹ کر کے ڈرائنگ روم میں آنے کا کہہ کر چلی گئیں۔

.....

وہ دونوں ایک ساتھ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئیں تو ماہی پھپھو نے فاریہ کو اپنے پاس بلایا۔ تو وہ خاموشی سے چلتی آئی اور ان کے پاس بیٹھ گئی۔ پرپل رنگ کے سادہ شلوار قمیض کے سوٹ میں فاریہ

خوبصورت دکھ رہی تھی پھر اس پر شرم و حیا جیسے قوس و قزح کے بکھرے رنگوں نے اسے مزید دیدہ زیب بنایا۔

"بہت بہت مبارک ہو پھپھو اور آپ کو بھی رسم بھائی۔

نور نے تائی جان کے پاس بیٹھتے ہوئے ان دونوں کو کہا۔ تب رسم کی نگاہ ماما کے پاس سر جھکائے خود میں سمٹی فاریہ کی بجائے لائٹ پنک رنگ کے گھیرے دار فراک کے ساتھ ہم رنگ چوڑی دار پاجامے اور پنک ڈوپٹہ کو اچھے سے سر پہ ٹکائے نور کی جانب اٹھی۔ رسم کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔ اس نے کن اکیوں سے فاریہ کو دیکھ کر نور کو دیکھا۔ کئی دنوں کی کشمکش نے اسے آج کس دوراے پر لا کھڑا کیا تھا۔۔۔ وہ اپنی سوچوں کو جھٹک کر فاریہ کے سنگ اپنا نام جڑنے کے فیصلے کو قبولیت کی سند بخش کر چائے کی پیالی اٹھالی۔

لیکن ایک فیصلہ زمین والوں کا ہوتا ہے تو دوسرا مالک حق مالک لوح و قلم مالک کن کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اور بے شک خدا بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

ڈرائنگ روم کے خوشگوار ماحول میں وہ سب خوش گپیوں میں لگن تھے۔ فاریہ خود پر بار بار اٹھتی رسم کی نگاہوں کو محسوس کرتی مزید خود میں سمٹی۔۔۔ پھر کچھ دیر بعد ہی پڑھائی کا بہانہ کر کے وہاں سے چلی گئی۔ رسم کے دل نے فاریہ کے جانے سے زیادہ نور کے وہاں سے اٹھ کے جان کو محسوس کیا۔ رشتہ طے ہوا اور اب منگنی۔ بچپن سے اب تک وہ ساتھ ساتھ رہے۔ فاریہ شرارتی سی چھیڑ

خانیاں کرنے والی اسے چڑانے والی۔ اس پر حق جتا کر اس سے اپنی فرمائش پوری کروانے والی لڑکی تو دوسری سمت ایک مناسب حد تک فاصلے پر رہ کر بات کرنے والی اسے بھائی کہنے والی نور۔

فارہ یا نور؟؟؟

نور یا فارہ؟؟؟

ایک طرف بات ڈن ہو کر آگے پہنچ چکی تھی لیکن دوسری طرف نور کا گول چہرے پر پھیلی مسکان اور اس کا مبارکباد دینے پر دل کی دھڑکن کا پل بھر کو تھم جانا۔  
خدا معلوم یہ اونٹ اب کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ ارسم کے دل نے اسے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے مگر اس نے فارہ کے حق میں فیصلہ دیا تو دماغ کو سکوں ملا لیکن دل نے اسے تاسف سے دیکھا۔

.....

"ایکس کیوزمی سر؟ (عبداللہ نے اس کی غائب دماغی کو نوٹ کرتے ہوئے کہا)

"آہاں کیا کہہ رہے تھے تم؟

"ان فائلز میں لاسٹ تھری منتھس کا مکمل آفس ریکارڈ ہے اور یہ ان دونوں فائلز میں ہماری آج تک کی بلیک سنیک پر مشتمل تمام کیس ہسٹری ہے۔  
"ہممم ٹھیک ہے عبداللہ یو مے لیو ناؤ۔۔۔"

اس نے مسکرا اسے کہا۔۔۔ اس کے اجازت دینے پر عبداللہ وہاں سے چلا گیا۔ تب ارسم وہ ریکارڈ چیک کرنے لگا۔۔۔ رات کے ساڑھے آٹھ بجے کا وقت تھا۔ وہ دن بہ دن اس بلیک سنیک نامی گینگ کی کھوج میں زیادہ ہی انوالو ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ کامران کو مارنے اور سارا ریکارڈ ملنے کے باوجود بھی وہ سنیک

مین نامی مافیا لیڈر اس کی پہنچ سے دور تھا۔۔۔ اسے کسی طور یہ ادھوری جیت کی خوشی نہیں تھی۔۔۔ اس پر جنونیت سوار ہونے لگی تھی۔ بس کہیں سے وہ سنیک مین اس کے سامنے آجائے پھر وہ کسی بھی قیمت پر اسے سزا دیے بغیر چھوڑے گا نہیں۔

.....

"باس آپ کے کہے کے مطابق کام ہو گیا ہے (اس اطلاع پر وہ جی بھر کے خوش ہوا)  
"اب پاکستان میں بہت جلد میرے نام کا ڈنکا بجے گا۔۔۔ بس کچھ وقت لگے گا اور یہاں کے کالے دھندوں کا بے تاج بادشاہ میں یعنی کہ "سنیک مین" کہلائوں گا (اسپیکر سے مشینی طرز کی قدرے عجیب بھاری آواز ابھری جس کا واضح مطلب یہی تھا کہ دوسری طرف موجود شخص وائس چینجر کے ذریعے کال کر رہا ہے... پھر چند ثانیوں کے وقفے کے بعد دوبارہ اسپیکر پر آواز ابھری)  
"کوئی ثبوت تو نہیں چھوڑا؟"

"باس میں نے ہر کام بڑی صفائی سے کیا ہے۔۔۔ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہونے دی۔" وکی "کا سارا مال اسی گودام میں تھا اور اب تک تو وہ گودام جل کر خاکستر ہو گیا ہو گا۔ سوائے سیاہ راکھ اور دھوئیں کے اس وکی کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا اور دوسری طرف اپنے تین لوڈڈ ٹرک بھی جلا دیے اس لیے ہمارے خلاف وہ ہرگز کھڑا نہیں ہو سکتا۔

(اس کی تفصیل پر سنیک مین کے قہقہے کمرے میں گونجے)

"بہت اچھے اب دیکھتے ہیں کہ وہی اگلی چال کیا چلتا ہے بہت جلد شیخ کو اسے راستے سے ہٹا کر میرا راستہ کلیئر کرنا ہوگا

(سنیک مین نے گھمنڈی انداز میں کہہ کر کال ڈسکنٹ کر دی)

.....

"بہت بہت مبارک ہو فاریہ۔۔۔۔۔ خدا آپ دونوں کو سلامت رکھے اور جوڑی قائم رہے دونوں کی (اقراء نے فاریہ کو گلے لگا کر اسے انگلیجمنٹ کی تاریخ طے ہونے پر مبارکباد کے ساتھ ڈھیر ساری دعائیں دیں)

"تھینکس مگر یہ خالی مبارکباد اور دعائوں سے کام نہیں چلے گا تم نے میری انگلیجمنٹ میں آنا بھی ہے (فاریہ نے گلے مل کر پیچھے ہوئی تو اسے وارن کیا تب وہ ہولے سے ہنس کر بولی)

"پوری کوشش کروں گی لیکن جو نا آسکی تو معذرت

"یار یہ کوشش والا لارا نہیں لگاؤ ہمیشہ کی طرح جب کہیں آؤٹنگ کا پلان بناؤ، یونیورسٹی میں فنکشن ہو تم یہی رٹا رٹایا کوشش کروں گی والا بہانہ کر کے سائیڈ پہ ہو جاتی ہو لیکن اب بس میں نے قسمے ناراض ہو جانا ہے اگر تم میری انگلیجمنٹ میں شامل نہ ہوئی تو (فاریہ نے اسے اچھی خاصی ڈانٹ پلا دی تو اقراء نے مدد طلب نظروں سے نور کو دیکھا لیکن نور نے بھی فاریہ کا ساتھ دیتے ہوئے مزید ڈانٹ پلائی)

"بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے یہ۔۔۔ تم عجیب مخلوق نہ بنو کہ دل نہیں چاہتا تیار ہونے کا بس خود میں سمٹ کے رہنا شور شرابہ رونق سے دور بھاگنا وغیرہ وغیرہ جیسی باتوں کو پرے کر دیا کھل کر جینا سیکھو زندگی کو۔۔۔ آج ہم ساتھ ہیں کل کو تم دونوں اللہ میاں کو پیاری ہو جاؤ گی تو میرے پاس اچھی یادیں تو ہوں نا (آخر میں وہ غیر سنجیدہ ہوئی تو وہ دونوں ہنس پڑیں ساتھ ہی اقراء نے اسکی کمر پہ دھپ رسید کی)

"تم تو سینچری کرو گی نا

"کیا پتا (اس نے شانے اچکائے)

"اچھا اب باقی باتیں بعد میں اٹھو شہباز فٹافٹ سے آڈی ٹوریم چلو میرے ساتھ

"ناٹ اگین ن ن ن (فارسیہ نے نور کے رجسٹر میں منہ چھپاتے ہوئے دہائی دی مگر چار نا چار انہیں گھسیٹ کر شرم دلاتی اقراء آڈی ٹوریم لے ہی آئی)

.....

آج اسکائی بلیو ہاف سلیوز کاٹن ڈریس شرٹ کے ساتھ لائٹ گرے ڈریس پینٹ پہنے ہوئے تھا۔ پائوں میں برائون naples اور سبز آنکھوں پہ بلیک گگلز کا پہرہ۔۔۔ وہ مردانہ وجاہت کا اعلیٰ شاہکار آج بھی جب پروگرام اٹینڈ کرنے آیا تو کل کی طرح دھیان بھٹک بھٹک کے اس بے خبر کی خبر گیری میں لگ جاتا۔۔۔ کل یونیورسٹی سے واپسی پر اور ہوٹل جا کر بھی موسیٰ کے حواسوں پر وہی دشمن جاں چھائی رہی۔۔۔ اس کی اٹھتی گرتی خم دار پلکوں کی جھالر کا دل موہ لینے والا نظارہ۔۔۔ اس پر سفید

لباس میں صبیح چہرے پر دھیمی مسکان کے ساتھ پر اعتماد لب و لہجہ۔۔۔۔۔ موسیٰ نے پہلی بار حسن اور ذہانت کا ایسا خوبصورت امتزاج دیکھا تھا۔۔۔۔۔ اب یہ محض پسندیدگی تھی یا اس سے آگے کی بات۔۔۔۔۔ اس کا فیصلہ وہ ابھی کے لیے نہیں کر سکا۔۔۔۔۔ شاید یہ فی الوقت اس کی پسندیدگی ثابت ہوتی۔۔۔۔۔ یا حقیقتاً وہ پہلی نظر کی محبت میں مبتلا ہو بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ اس کا فیصلہ تو آنے والا وقت ہی بتا سکتا ہے۔

اقراء نے پروگرام کے آخر میں موسیٰ کو لیکچر کے لیے اسٹیج پر آنے کی دعوت دی اور خود اسٹیج کی بیک سائیڈ پر چلی گئی۔۔۔۔۔ کل کی طرح آج وہ موسیٰ سے ٹکرائو کی متحمل نہیں ہو سکتی کیونکہ کل باقی کا ٹائم اقراء کو وہ سبز آنکھیں اتنی یاد نہ رہیں لیکن نور اور فاریہ بارہا اسٹیج پر اس کا یونانی شہزادے سے ٹکرائو یاد دلا کر اسے چھیڑتی رہیں۔۔۔۔۔ لیکن یونیورسٹی سے واپسی پر وہ سارے رستے اسی سحر انگیز شخصیت کے حامل موسیٰ وجاہت کو سوچتی پھر خود ہی اپنی سوچوں پر لگام ڈالتی دل کو ڈپٹی۔

.....

"اقراء یار کب سے تلاش کر رہی ہوں تمہیں کالز بھی کیں اتنی زیادہ (میٹھس ڈیپارٹمنٹ کی آصفہ نے اسے نور، فاریہ کے ساتھ گرائونڈ کی سیڑھیوں پہ بیٹھے دیکھ کر دور سے آواز لگائی)

"یار موبائل کی بیٹری ختم ہو گئی ہے۔۔۔ کیا ہوا سب خیریت؟ (اقراء نے استفسار کیا)

"وہ میم نے بلا بھیجا ہے تمہیں ہیڈ آفس جلدی جائو (وہ کہہ کر وہیں سے پلٹ گئی تو اقراء کوفت کا شکار ہوئی)

"کیا یار ابھی فنکشن ہو تو گیا اب کیا کہنا باقی ہے

"اور بنو جی میم لیس میم۔۔۔ انسانوں کی طرح نہیں رہا جاتا نا تم سے ہم بھی تو ہیں بس ایک حد تک رکھتی ہیں ٹیچرز سے میل ملاپ۔۔۔ ایسے ہر وقت کی دوڑ نہیں لگائی جاتی ہم سے (نور نے کہا)  
"کیا کروں یار اب ٹیچرز کام بولیں تو بندہ سر جھاڑ منہ پھاڑ انکار تو نہیں کر سکتا نا خیر تم دونوں بیٹھو  
میں بات سن کر آتی ہوں

"بیٹے اگلا پیریڈ ہے پریمیٹکس کا۔۔ تو ہم کلاس میں جائیں گے اب تم وہیں آنا (نور نے اپنا بیگ پکڑا  
تو اقراء نے اسے اپنا بیگ دیا تو وہ بھی پکڑ لیا)  
"چلو ٹھیک ہے پھر آتی ہوں میں میم کی بات سن کر (اقراء وہاں سے قریباً بھاگتی ہوئی ہیڈ آفس چلی  
گئی تو نور نے فاریہ کو اٹھنے کا کہا جس پر اس نے اپنا بیگ اس کی جانب بڑھایا)  
"کیا؟؟

"دوست کم کزن بیگ اٹھا لے میرا مجھے بڑی گرمی لگ رہی ہے (فاریہ نے دوپٹہ کے پلو سے خود کو  
ہوا دیتے التجا کی جسے نور نے سختی سے رد کیا)  
"اوو ونازک اندام حسینہ تم پیدائشی اسی ملک کی رہنے والی ہو۔۔ اتنی تم گرمی میں پگھلنے والی اٹھو اور  
اپنا بوجھ اٹھاؤ

"بھول گئی میرا تم سے پیار۔۔ بھول گئی وہ دن جب تمہارا رجسٹر میں پکڑ لیا کرتی ہوں۔۔ بھول گئی  
جب جب تم نے کہا میں نے تمہارے لیے میکرونی بنائی  
"جھوٹی مکار تم نے جھانک کر کچن میں دیکھا تک نہیں کہ کونسی چیز کہاں رکھی ہے وہ تو تم آرڈر دے  
کر بنواتی ہو میکرونی

"فارہ نے انکار کر دیا تو فارہ پھر کسی کی نہیں سنتی

نور نے دو بدو جواب دیا۔۔۔ ان کی یہ تکرار کلاس روم میں داخل ہونے تک جاری رہی۔

.....

**Whatsapp : 03335586927**

"آتم سوری سر۔۔۔"

اقراء نے کھل کر غلطی کا اعتراف کیا اور سر اٹھایا تو سامنے کھڑے موسیٰ کو دیکھ کر شدید حیرت ہوئی۔۔۔ دل میں خود کو خوب برا بھلا کہ ڈالا۔۔۔ موسیٰ پھر سے اقراء کے طلسم میں کھو کر ارد گرد سے بیگانہ ہو گیا۔۔۔ وہی سیاہ آنکھوں پہ خم دار پلکوں کی چھائوں۔۔۔۔۔ خوبصورت کٹاؤ دار لب۔۔۔ اس بلا کے حسن پر نظر پڑی تو پھر اسی کا جائزہ لینے لگی۔۔۔ چٹیا میں مقید زلفوں سے نکلتی آوارہ لٹ پر اب کی بار نگاہ اٹھی تو دل نے اس آوارہ لٹ کو چھونے کی ضد کی۔۔۔ دل کو ڈپٹا مگر دل چل اٹھا۔۔۔۔۔ وہ سیڑھیوں کے عین وسط میں راستہ ہلاک کیے کھڑا اقراء کے لیے بلائے جان بن گیا۔۔۔۔۔ موسیٰ نے موبائل کان سے ہٹا کر نیچے کیا اور دوسرا ہاتھ اس کی طرف بڑھا کر اس کی آوارہ لٹ کو کان کے پیچھے اڑسا۔۔۔۔۔ دل کو گو نہ سکون ملا۔۔۔۔۔ یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ اقراء کچھ سمجھ نہ سکی۔۔۔ اس کی انگلیوں کا لمس کان کی لو پر محسوس ہوا۔۔۔ اس کی اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی۔۔۔ آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔ ہونٹ ساکت۔۔۔ وہ چاہ کر بھی اسے کچھ نا کہہ سکی۔۔۔ موسیٰ نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔۔۔ اور دلچسپ نگاہوں سے اس کی گھبرائی ہوئی اڑی اڑی رنگت کو دیکھ کر محفوظ ہوا۔۔۔۔۔ دل نے وقت کو رک جانے کی استدعا کی۔۔۔ یونہی وہ اور اقراء آمنے سامنے سیڑھیوں پر اوپر نیچے قریب ہوئے کھڑے رہیں۔۔۔ موسیٰ کا دل جانے کونسے گیت گنگنانے لگا۔۔۔۔۔ لبوں پر جاندار مسکراہٹ نمودار ہو کر معدوم ہوئی کہ وہ پری پیکر اب سنبھل چکی تھی۔

"ایکس کیوز می؟ (اقراء نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے کی کوشش کرتے آواز میں رعب کا عنصر شامل کیا لیکن موسیٰ نے سنی ان سنی کرتے ہوئے موبائل فون پاکٹ میں ڈالا۔۔۔۔۔ بلیک گالز آنکھوں پر

سے ہٹا کر شرٹ میں اٹکا کر وہیں بت بنا کھڑا رہا۔۔۔۔۔ اقرء نے سبز آنکھوں پر سے پہرہ ہٹا دیکھا تو ان آنکھوں میں جانے ایسا کونسا احساس محسوس ہوا کہ اس کا دل ان سبز آنکھوں میں ڈوب کر ابھرا۔۔۔۔۔ اس کا یہ اچانک سے اس کی آنکھوں میں کھو جانا موسیٰ سے منفی نہ رہا۔

"اقرء اصغر (سرگوشی نما آواز میں زیر لب کہا جو کہ اقرء نے بخوبی سن لی۔۔۔۔۔ اس کا ارتکاز ٹوٹا تو وہ چونکی۔۔۔

اقرء کے لیے اس صورتحال سے غمنا کافی مشکل تھا۔۔۔۔۔ وہ سیڑھیوں کے بیچ میں کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ اطراف سے اگر وہ گزرتی تو موسیٰ سے مس ہونا لازم تھا۔

"مجھے لگا تھا کہ آج ٹکرائو ممکن نہیں لیکن آپ سے ملاقات ہو تو ٹکرائو بھی لازم ٹھہرا (وہ ایک قدم اس کے پاس رکھ کر نیچے ہوا۔۔۔ اقرء کے کان کے قریب بھاری گھمبیر آواز ابھری)

"کانڈلی مجھے اوپر جانا ہے راستہ چھوڑیں (اقرء نے بے تحاشہ دھڑکتے دل سمیت حتی الامکان لہجہ سخت نہ ہونے کی کوشش کی۔۔۔ تب موسیٰ چپ چاپ راستہ چھوڑ کر سائیڈ پر ہوا۔۔۔ اقرء نے بنا دیکھے اوپر کی جانب قدم بڑھائے مگر پھر وہی بھاری گھمبیر نرم سی آواز نے اس کے قدم جکڑ لیے)

شاید ہم انہیں وہ ہمیں راس آگئے  
اسی واسطے تو دوبارہ سے وہ پاس آگئے  
غازی سنو مرے لیے اب سب ہوئے عام  
کہ مرے دل کے مکیں مہماں خاص آگئے

اقراء کا چہرہ تپ اٹھا۔۔۔ کان کی لو پر اس کی مضبوط انگلیوں کا لمس پھر سے جاگا۔۔۔ دل کی دھڑکنیں منتشر ہوئیں۔۔۔ یوں لگنے لگا کہ دل پسلیاں توڑ کر باہر آنکے گا۔۔۔ موسیٰ کو خوب علم تھا اس کی حالت کا۔۔۔ کپکپاتا نازک سراپہ دل و دماغ کی ڈری سہمی حالت کا آئینہ تھا۔۔۔ وہ موسیٰ کی جانب پشت کیے کھڑی رہی کہ موسیٰ کے سیڑھیاں اترنے کی آواز پر اس کے تنے اعصاب ڈھیلے ہوئے۔۔۔ لیکن دل کی رفتار تیز ہی رہی۔۔۔ ماتھے پر پسینے کی ننھی بوندیں نمایاں ہوئیں۔۔۔ کتنی ساعتیں یوں ہی گزریں۔۔۔ لیکن وہ پیچھے مڑنے کی ہمت نا کر سکی۔۔۔ پھر منہ ہی منہ میں اسے خوبصورت القابات سے نوازی دھڑا دھڑا سیڑھیاں چڑھتی گئی۔

.....

موسیٰ باہر نکلا جہاں ڈرائیور گاڑی کے پاس کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ موسیٰ کو دیکھ کر بیک سیٹ کا دروازہ کھولا۔۔۔ وہ بلیک گاگلز آنکھوں پر چڑھا کر گاڑی میں آبیٹھا۔ موسیٰ کھڑکی کے شیشے کے پار دکھائی دیتا ہیڈ آفس دیکھتا رہا۔۔۔ پھر گاڑی یونیورسٹی سے نکل کر روڈ پر آگئی۔

"کسی سے محبت ہونے کی کیا نشانی ہے؟ (اس کے اچانک سے غیر متوقع سوال پر ڈرائیور کو حیرانگی ہوئی)

"کیا سر؟ (اسے لگا شاید سننے میں غلط فہمی ہوئی ہو)

"میں نے کہا اگر ہمیں کسی سے محبت ہو جائے تو کیسے پتا چلتا ہے کوئی نشانی کوئی طریقہ یا کچھ بھی؟  
(موسیٰ نے اپنا سوال گھوما پھرا کر دہرایا تو ڈرائیور جھجھکتے ہوئے ہنسا)  
"سر پتا نہیں مجھے کبھی کسی سے محبت ہوئی تو نہیں لیکن فلموں میں جب کسی کو کسی سے محبت ہو تو وہ  
نشانیاں بتا سکتا ہوں

"اچھا تو وہی بتادو (موسیٰ کے لب مسکرائے)

"ہارٹ بیٹ تیز ہو جاتی ہے، آنکھوں کا سائز بڑا ہو جاتا ہے، اسکن ریڈ ہو جاتی ہے، آپ کو ارد گرد کا  
ہوش نہیں رہتا، محبوب آپ کو چاروں اور دکھائی دینے لگتا ہے، وہ چیزیں ہونے لگتی ہیں جو پہلے کبھی  
نہیں ہوتیں۔ وغیرہ وغیرہ (اس نے کھل کے محبت پر تجزیہ پیش کیا)  
"ہممم (موسیٰ نے نظریں روڈ پہ چلتی گاڑیوں پر رکھیں)  
"سر؟

"یس آئم لسننگ

"کیا آپ کو کسی سے محبت ہو گئی ہے؟

"تمہیں کیا لگتا ہے؟

"میں کیا کہہ سکتا ہوں سر

"شاید ہو گئی ہے یا شاید ہو رہی ہے

"یعنی دونوں صورتوں میں آپ دل ہار بیٹھے ہیں

اس کی بات پر موسیٰ کا قہقہہ بلند ہوا۔

پھر وہی چھم سے ذہن کے پردے پر اقراء کی شبیہ لہرائی۔۔۔ تراشیدہ لبوں کی دلفریب جنبش۔۔۔ گھبراہٹ سے کپکپاتا وجود۔۔۔ اس پر ضبط کے کڑے پہرے۔۔۔ وہ محبت کر بیٹھا تھا۔۔۔ اب اقرار کرنے میں وقت لے رہا تھا۔۔۔ جس دل پر محبت کی مہر لگ جائے وہ دل پھر اپنی سدھ بدھ کھو دیتا ہے۔

جب کسی دل پہ راز محبت آشکار ہوا ہے  
پور پور اس شخص کا فقط لے قرار ہوا ہے  
جی نہیں بھرتا محبوب کو جی بھر کے دیکھتے  
غازی عاشقوں کے ساتھ ایسا کئی بار ہوا ہے

.....

وہ اپنے ہوٹل روم کی گلاس ونڈو کے پاس رکھی لکڑی کی راکنگ چیئر پر وائٹ اینڈ ریڈ ٹراؤزر شرٹ پہنے ہوئے کر اس لیگ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ اپنے ہاتھوں میں پکڑی اردو شاعری کی کتاب پڑھنے میں مشغول وہ اپنا فارغ وقت اپنے پسندیدہ شوق کو دے رہا تھا۔۔۔ موسیٰ کو شاعری سے خاص شغف ہے۔۔۔۔۔ وہ اکثر و بیشتر ادبی فیسٹیول اور محفلوں میں شرکت کیا کرتا ہے۔۔۔ اس نے اپنا ذوق و شوق کافی بہترین کر رکھا ہے۔۔۔ اسی لیے اسے صرف بزنس کی دنیا میں ہی نہیں بلکہ ادبی حلقوں

میں بھی کافی مقبولیت حاصل ہے۔۔۔ وہ ابھی شاعری پڑھنے میں مگن تھا۔۔۔ زیر لب اشعار دہراتے ہوئے زہن کے پردے پر ایک ہی تصویر لہرا رہی تھی۔۔۔ مسکراتے کٹاؤ دار لب۔۔۔ چٹیا میں سمٹی زلفیں۔۔۔ متناسب سراپہ کی حامل اقراء اصغر۔۔۔ اس کا پور پور موسیٰ کو اپنی جانب کھینچتا محسوس ہونے لگا۔۔۔ ان دو دنوں کی مختصر ملاقاتوں پہ موسیٰ نے اپنا دل اس کی محبت میں وار دیا تھا۔۔۔ وہ اسی دل کی میسوں کو سوچتے شاعری پڑھتے ہوئے ہلکی مسکراہٹ چہرے پر پھیلانے ہوئے مگن تھا کہ موبائل پر کال آنے لگی۔

اس نے چونک کر کتاب کو بند کیا اور موبائل اٹھا کر کال ریسیو کر لی۔  
"اسلام و علیکم سر

"وعلیکم السلام کہو کیا بنا؟

"سر آپ نے جس کی انفارمیشن نکلوانے کا کہا تھا میں نے وہ ساری انفارمیشن آپ کو واٹس ایپ کر دی ہے ہوم ایڈریس، فیملی اور باقی ڈیٹیلز بھی  
"تھینکس بدر

"موسٹ ویلکم سر

"لسن بدر۔۔۔ یہ بات میرے اور تمہارے بیچ رہے

"آپ بے فکر رہیں سر مجھے نہیں یاد پڑتا کہ میں نے کسی کی انفارمیشن نکلوائی ہو آپ کے کہنے پر  
(بدر کی یقین دہانی پر وہ مطمئن ہوا۔ دوبارہ سے بدر کا شکریہ ادا کر کے کال ڈسکنٹ کر دی)

اس نے واٹس ایپ اوپن کیا۔۔۔ بدر کی چیٹ اوپن کی اور پی ڈی ایف فائل کو کلک کیا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ تمام انفارمیشن موسیٰ کو از بر ہو چکی تھی۔

.....

"اوائے تم بھول گئی ہو کیا۔۔۔ ماما اور چچی نے سختی سے منع کیا ہے پھپھو کی طرف جانے سے آفٹر آل میں مشرقی لڑکی ہوں اور اب وہ میرا ہونے والا سسرال ہے (نور نے گاڑی میں بیٹھنے کے ساتھ ہی ڈرائیور کو ماہی پھپھو کی طرف چلنے کو کہا تو فاریہ نے اسے ٹھوکا دیا ساتھ ہی شرمانے کی کمال ایکٹنگ کی)

"جیسے میں نہیں جانتی تمہیں۔۔۔ کہ اندر سے کتنی خوش ہو تم (نور اس کے اعتراض کو کسی خاطر میں نہ لائی)

"نہیں جی مجھے کوئی خوشی نہیں (فاریہ نے اپنی کلائی پر بندھے بینڈ کو کلائی پر گول گول گھماتے ہوئے سادہ سے لہجے میں کہا)

"یعنی تمہیں پھپھو کے گھر جانے پہ خوشی نہیں ہو رہی یعنی تمہیں ارسم بھائی سے رشتہ طے ہونے پر اعتراض ہے یعنی تم اس شادی سے ناخوش ہو یعنی تم کسی اور میں

"بسس کر دے میری ماں۔۔۔ بسس فل اسٹاپ لگا دے اس چلتی زبان پہ یہ میرے بندھے ہاتھوں کو دیکھ (فاریہ نے سر جھکا کر اس کے آگے ہاتھ باندھے تو نور کی پٹر پٹر چلتی زبان کو تالا لگا لیکن تالے کو فوراً سے چابی لگا کر کھولتی وہ گویا ہوئی)

"آہم آہم سنیاں کے گھر ہے جانا میری بنو کو ووو

"اففففف یا اللہ کدھر پھنسا دیا مجھے۔۔۔

فارہ کانوں میں انگلیاں پھنسا کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔۔۔ لیکن نور پھپھو کے گھر پہنچنے اور وہاں جا کر بھی اسے چھیڑنے سے باز نہ آئی۔۔۔۔۔ لیکن یہ ہنسی مزاق یہ نوک جھونک بہت جلد ماند پڑنے والی تھی۔۔۔ آنے والے وقت میں کیا کیا ہونے والا تھا سبھی انجان تھے۔۔۔ ایک طوفان برپا ہونے کو۔۔۔ ایک درد ملنے کو تھا۔۔۔۔۔ کس کے نصیب میں طوفان تھا۔۔۔۔۔ کس کے نصیب میں درد۔۔۔۔۔ اور کون تھا اس طوفان اور اس درد کا موجب۔۔۔۔۔ کوئی واقف نہ تھا۔

.....

وہ دونوں پھپھو کے ساتھ خوش گپیوں میں مگن پھپھو کے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔ فارہ بیڈ کے ساتھ رکھی کرسی پر جبکہ نور بیڈ پر پھپھو کے ساتھ۔۔۔ نور نے سامنے سے ہئیر بینڈ اسٹائل بنا کر بال پیچھے سے کھلے چھوڑ رکھے تھے۔ پشت پر لائٹ براؤن بال بکھرے ہوئے تھے۔ جبکہ فارہ نے دوپٹہ گلے میں لپیٹا ہوا تھا ساتھ میں کلائی پر طرح طرح کے رنگ برنگے بینڈز۔۔۔ اور سیاہ بالوں کو جوڑے میں قید کیے ہوئے وہ اپنے روٹین کے حلیے میں تھی۔۔۔

"اسلام و علیکم خواتین (ارسم کمرے میں داخل ہوا تو باجماعت ان تینوں کو سلام کیا جس پر تینوں نے جواب دیا۔

"ڈی ایس پی صاحب سنائیں کیا بنا آپ کے ہائی پروفائل کیس کا؟ (فاریہ نے جھٹ سے پوچھا تو ارسم تھکاوٹ سے چور ماما کے پائوں کے پاس بیٹھ کر بولا)

"کیس چل رہا ہے کوئی سراہاتھ نہیں آرہا

"انشاء اللہ ارسم بھائی میں دعا کروں گی خدا آپ کو کامیابی عطا کرے گا (نور نے مسکرا کر اسے کہا۔۔۔ ارسم کی نگاہیں نور کی جانب اٹھیں اور نور کی نگاہیں اس کی طرف اٹھیں۔۔۔ نور پھپھو کی کسی بات پر ان کی طرف متوجہ ہوئی تو ارسم بھی ہوش میں آیا)

"ہاں یہ میری کزن کم دوست پارٹ ٹائم پیرنی ہے (فاریہ نے کہا تو نور نے اسے گھورا)

"ویسے ارسم بھائی انگلیجنٹ پر کیسا ڈریس پہنیں گے آپ؟؟؟ آئی مین میچنگ کریں گے فاریہ بلکہ فاریہ کے ڈریس کی ہم رنگ واسکٹ یا پھر کوٹ پہن لینا شلوار سوٹ پہ کیا کہتے ہیں آپ؟ (نور نے اچانک سے زہن میں آئے سوال کو اس کے سامنے رکھا تو وہ سپاٹ لہجے میں بولا)

"میرے پاس تو بالکل بھی فری ٹائم نہیں ماما ہی ڈیپائڈ کریں گی

"منگنی کا تو ٹائم ہے نایا انگھوٹی پہنوانے ہم اپنی لڑکی آپ کے پولیس اسٹیشن بھیجیں گے (نور کی بات پر وہ کھسیانی ہنسی ہنسا۔۔۔ پھر وہاں سے اٹھ جانے میں عافیت جانی)

"اچھا ماما میں فریش ہو کر اب ریٹ کروں گا (وہ اٹھ کھڑا ہوا)

"بیٹا کھانا کھا کر سو جانا

"نہیں ماما میں نے تھانے میں چائے کے ساتھ کیک رس کھائے تھے ابھی زرا بھی بھوک نہیں

"چلو بیٹے جیسے تمہاری مرضی۔۔۔ جائو میرا بچہ ریٹ کرو خدا تمہیں سلامت رکھے اور میری فاریہ کو بھی۔۔۔ بس جلدی سے وہ وقت آئے میں اپنی بیٹی کو باقاعدہ طور پر اپنے گھر لے آؤں (وہ جاتے جاتے ماں کے الفاظ پر رکا۔۔۔ دروازے میں ایستادہ کھڑا۔۔۔ پلٹا اور ماما کے ساتھ بیٹھی کسی بات پر ہنستی نور کو دیکھا۔۔۔ دل نے اک بیٹ مس کی اور تبھی فاریہ نے اسے یوں کھڑا دیکھ کر متوجہ کیا

"کیا ہوا ارسم؟

"کیا کہا؟ (ارسم اسے ابھی نگاہوں سے دیکھ کر پوچھا)

"کیا ہوا یوں کھڑے کیوں؟ کوئی بات کہنی ہے؟ ہممم (فاریہ نے اس کی ایک ایک حرکت کو اچھے سے نوٹ کیا)

"آ نہیں کچھ نہیں۔۔۔ آپ تینوں باتیں کریں۔۔۔

وہ گڑبڑا کر بولتا تیزی سے باہر نکل گیا۔۔۔ فاریہ کو وہ کچھ الجھا ہوا لگا اور یہ الجھن کسی کیس سے متعلق نہیں بلکہ ذاتی نوعیت کی الجھن تھی۔ ارسم کا نور کو دیکھنے کا انداز۔۔۔ پھر رشتہ طے ہونے کے بعد سے اب تک نو آؤٹنگ نو ٹریٹ نو ہنسی مزاق۔۔۔ فاریہ نے ارسم کا بدلا انداز دیکھ کر اپنے دماغ کے گھوڑے دوڑائے۔۔۔

"کہیں ارسم میری جگہ نور سے تو (اپنی سوچ کی خود ہی نفی کرتی وہ توبہ کرنے لگی تو نور نے اسے کھویا ہوا پا کر کشن دے مارا جو اس کے منہ پر لگا)

"اوئی ی ی ی ی ی ماں میرا منہ توڑ دیا نور کی بچی (فاریہ نے کشن فرش سے اٹھا کر اسے دے مارا لیکن نور نے کچھ کر لیا)

"کن سوچوں میں گم بیٹھی ہو کس کی یاد ستائے (نور نے گانا گنگنایا تو فاریہ سمیت نور اور پھپھو بھی ہنس پڑیں)

.....

یونیورسٹی سے واپسی پر وہ گرمی سے بے حال۔۔۔ پسینے میں شرابور تھی۔ ماں نے کھانے کا پوچھا تو انہیں منع کیا کہ کھانا بعد میں پہلے وہ نہائے گی۔۔۔

نہا دھو کر فریش ہوئی تو کچھ سکون ملا۔۔۔ سادہ کاٹن کا لائٹ گرین شلوار سوٹ پہنے وہ گیلے بالوں کو تولیے میں لپیٹے باتھروم سے برآمد ہوئی۔۔۔ ڈوپٹہ بیڈ کی پائنٹی پر دھرا تھا۔۔۔ تولیہ اتار کر کرسی پہ پھیلا یا تو ڈریسنگ ٹیبل پر سے ہئیر برش اٹھا کر گیلی بکھری ہوئی زلفوں کو سنوارنے لگی۔۔۔ دھیرے دھیرے بالوں کو سنوارتی وہ شیشے میں اپنے عکس کو دیکھتی کہیں دور خیالوں کی دنیا میں کھو گئی۔۔۔ کشادہ پیشانی، سبز آنکھیں، بالوں کا مخصوص ہئیر اسٹائل، شہابی چہرے پر سچی مسکراہٹ، دراز قد و قامت کا مالک، پھر اس کے ڈریس سے لے کر رسٹ وائچ، گگلرز، ایئر بڈز اور جوتے سب چیزیں اس کے رئیس ہونے کی دلیل تھیں۔۔۔ اس پر اقراء کی طرف اس کا یوں دیکھنا۔۔۔ محبت سے لبریز دلکش لب و لہجے میں کہی خوبصورت اور ذو معنی باتیں اور عشقیہ اشعار۔۔۔

کہیں اس امیر زادے۔۔۔ حسن کے بنائے گئے تمام اصولوں پر پورا اترتا، مردانہ وجاہت کا اعلیٰ شاہکار۔۔۔ 'موسیٰ وجاہت' کا مجھ پر دل تو نہیں آگیا؟

اقراء کا ہاتھ آہستہ آہستہ اس کے بالوں میں حرکت کر رہا تھا۔۔۔ خیالوں کی دنیا میں کھوئی اقراء کو شیشے میں دکھائی دیتے اپنے عکس کی پشت پر موسیٰ وجاہت کا عکس دکھائی دیا۔۔۔ وہی نرم تاثر لیے

سبز آنکھیں۔ لبوں پر دلفریب مسکراہٹ۔۔۔ اقرء نے اسے دیکھا تو بالوں میں کنگھی کرتا ہاتھ رک گیا۔۔۔ موسیٰ نے جھک کر اس کے کندھے پر ہاتھ دھرے اور اس کے کان قریب سوگوشی کی۔  
"کیسی ہو میری پیاری اقرء۔۔۔"

اس کے سوال پر اقرء کے چہرے پر حیا کے کئی رنگ بکھر گئے اس نے یونہی کھوئے کھوئے انداز میں دوسرے ہاتھ کو آہستہ سے شیشے میں دکھائی دیتے عکس کی جانب بڑھا کر زیر لب آہستگی اس کا نام لیا۔

"موسیٰ"۔۔۔

اس کی بے آواز سرگوشی پر عکس میں موسیٰ وجاہت کی جگہ آنکھوں میں ہوس لیے طلحہ نے لے لی۔  
۔۔ اور وہ جھٹکے سے بیٹھے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ آنکھوں میں خوف ہر اس سمٹ آیا۔۔۔ طلحہ کو دیکھا جو اس کے یوں ہٹنے پر برا مان گیا۔

"ارے مجھے لگا تم خوش ہوگی مجھے دیکھ کر لیکن تم تو ڈر گئی۔۔۔ (اقرء نے کوئی جواب نہ دیا اور طلحہ نے اسے سرتا پیر دیکھ کر اپنی شرٹ کے کھلے بٹنوں سے جھانکتے سینے پر ہاتھ پھیرتے خباثت سے کہا)

"کیا قیامت ڈھا رہی ہو میری بلبل۔۔۔ قسم لے لو میں تو دل و جان سے فدا ہو گیا اس حسن پر (اقرء کو اپنی پوزیشن کا خیال ہوا اور طلحہ سے نظریں ہٹا کر بیڈ پر دھرے ڈوپٹہ کو دیکھا۔۔۔ اس کی نظروں کے تعاقب میں طلحہ نے دیکھا اور قدم قدم چلتا اس کا دوپٹہ اٹھا کر اسے دکھا کر کہا)

"یہ لو اپنا دوپٹہ آؤ لے لو (اقراء کو شدید تائو آیا اسے دیکھ کر لیکن وہ بے بس تھی تبھی منت بھرے لہجے میں بولی)

"میرا دوپٹہ دیں

"لے لو نا آؤ۔۔۔۔

طلحہ نے سپاٹ لہجے میں کہا تو اقراء نے سوچتے ہوئے ڈرتے ڈرتے ایک قدم اٹھایا پھر دوسرا اور تیسرا قدم اٹھا کر اس کے قریب ہوئی کے ڈوپٹہ کے دونوں سرے طلحہ نے ہاتھوں میں پکڑ کر اس کے سر سے گزار کر اس کا گھیراؤ کر کے اسے کھینچ کر اپنے قریب تر کر لیا۔۔۔ اقراء کٹی شاخ کی مانند اس کے سینے سے آگئی۔۔۔ گیلی لٹوں سے پانی کے چھینٹیں طلحہ کے چہرے پر گریں۔۔۔ اقراء کی زلفیں بکھر گئیں۔۔۔ اور طلحہ پر نشہ سا طاری ہونے لگا۔ اقراء کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔۔۔ دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔۔۔ اقراء نے اپنی نرم ہتھیلیوں کو اس کے سینے پر رکھ کر پیچھے ہونے کی کوشش کی مگر ڈوپٹہ کے سرے طلحہ نے سختی سے پکڑے ہوئے تھے۔۔۔ نرم ہتھیلیوں کو اس کے سینے پر رکھتے اقراء کے پورے جسم میں کراہیت کا احساس جاگا۔۔۔ اس نے بے بسی سے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔

"چھوڑیں مجھے (آواز بھرا گئی۔۔۔ آنسوؤں نے گال بگھودے)

"آج تو اس قربت کو کوئی رنگ چڑھائے بغیر نہیں چھوڑنے والا تمہیں (طلحہ نے خم دار پلکوں پر سے شبنم کے شفاف قطروں کو بہہ کر گالوں پر بکھرتے دیکھا، پھر سرخ و سپید چہرے کو خوبصورت بناتے لبوں کو دیکھا اور مبہوت رہ گیا۔۔۔ شدت سے ان لبوں کو چھونے کی خواہش دل میں ابھری جس پر وہ نیچے جھکا لیکن اقراء نے دھکا دے کر اسے خود سے دور کیا اور اس کا بنایا گھیرا توڑ کر اس کے

چہرے پر تھپڑ جڑ دیا۔۔۔ اچانک سے جانے کہاں سے اتنی طویل آگئی اس میں۔۔۔ طلحہ چہرے پر ہاتھ رکھے دم بخود رہ گیا۔۔۔ وہ خود اپنی اس دیدہ دلیری پر حیران تھی۔ جانے کیسے وہ اتنی ہمت کر پائی۔۔۔ اور طلحہ نے نا آؤ دیکھنا تاؤ اسے دبوچ کر شدید طیش کے عالم میں بولا)

"اب تو اپنی خیر منا تیرے اس تھپڑ کا جواب بہت جلد تجھے سود سمیت چکائوں گا یاد رکھنا (اقراء کو اس کی مضبوط انگلیاں اپنی کھال ادھیڑتی محسوس ہوئیں۔۔۔ دھواں دھار بھیگا چہرہ لیے وہ نظریں جھکائے ہوئے تھی۔۔۔ طلحہ کی بات نے اس کی روح فنا کی۔۔۔ اس نے جھکا سر اٹھایا لیکن وہ اسے دھکا دیتے چھوڑ کر وہاں سے جا چکا تھا۔۔۔ وہ فرش پر گری اور وہیں بیٹھی رہ گئی۔۔۔ کافی دیر بعد سکتا ٹوٹا تو لرزنے لگی۔۔۔ رونے میں شدت در آئی۔۔۔ خود سے اس کے اتنے قریب ہونے پر گھن آنے لگی۔۔۔ وہ اپنی ہتھیلیوں کو آپس میں رگڑتی خود سے جیسے اس کے لمس کو مٹانے پر تلی تھی۔ کبھی ہتھیلیاں آپس میں رگڑیں تو کبھی اپنے چہرے پر کو انگلیوں سے رگڑا وہ جیسے خود کو طلحہ کی نظروں سے ہٹانا چاہتی تھی۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے تک وہ انوکھے خوبصورت دل کے تار چھڑنے والے احساسات کا شکار تھی۔۔۔ کسی کی نرم سبز آنکھوں کو یاد کرتے دل میں سکون اترتا محسوس کر رہی تھی۔۔۔ اور اب وہ خود کی موت کی دعا کرنے لگی۔۔۔ جنونی انداز میں خود کو نوچتی وہ کہیں سے ایک قابل اور ذہین یونیورسٹی اسٹوڈنٹ نہیں لگ رہی تھی۔ کہیں سے وہ تمام ٹیچرز کی فیورٹ اپنی دوستوں سمیت اپنی کلاس کی فیورٹ پرسن اقراء اصغر نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

اور زندگی یونہی تو ہے۔۔۔ بعض اوقات ہمیں جو لوگ ہنس مکھ، مضبوط، ہر مشکل کو یوں چٹکیوں میں حل کرتے دکھائی دیتے ہیں اکثر وہی لوگ اندر سے ٹوٹے ہوتے ہیں۔ وہ جو ہمیں سہارا دیتے ہیں وہ

خود بے سہارا ہوتے ہیں۔ وہ جو ہمارے آنسوؤں کو اپنی پوروں پر چن لیتے ہیں ان کی کتنی راتیں تنہائی میں اشک باری کرتے گزریں کوئی نہیں جانتا۔ بے شک ہمیں لوگوں کو جج نہیں کرنا چاہیے۔ بے شک ہمیں کسی کو پرکھنا نہیں چاہیے۔ کیونکہ کسی کے ہنستے یا روتے چہرے کے پیچھے چھپے درد یا تکلیف سے ہم بالکل انجان ہوتے ہیں۔ پھر ہمیں کوئی اختیار نہیں کہ کسی کے انداز پر اپنے فتویٰ جاری کریں۔

وہ دونوں پھپھو کے گھر سے مغرب کے قریب واپس آئیں اور دونوں خواتین نے انہیں آڑے ہاتھوں لیا۔ ماما اور چچی کے آگے نور کو کھڑا کر کے فاریہ یہ جا وہ جا۔۔۔ اور نور نے کمال حوصلے سے تائی اور ماما کی میٹھی میٹھی ڈانٹ سنی۔۔۔ پھر ان دونوں کے آگے ہاتھ جوڑ دیے۔

"اففففف تو بہ پھپھو کا گھر نا ہوا نیو کلیئر ہتھیاروں کا اڈا ہو گیا کہ ادھر جانا ممنوع ہے اب بس کریں نا (نور نے دہائی دی تو وہ دونوں بھی خاموش ہوئیں)

"سچی آپ دونوں جب جب کسی بات پر ہمیں باتیں سناتی ہیں ہمارے کانوں میں سے دھواں نکلنے لگتا ہے (نور نے جان چھوٹ جانے پر ان کے پاس سے اٹھتے کہا)

"اچھا جی اور جو تم لوگ ہماری حکم عدولی کرتے ہو وہ (ماما نے اسے کہا اور نور نے انہیں واپس ڈانٹنے کا موڈ بناتے دیکھا تو جھٹ سے معذرت کی)

"بس بس آپ بڑے ہیں دانا ہیں ہم چھوٹے ہیں نادان ہیں آئندہ نہیں جائیں گے وہاں منگنی تک اب خوش (پھر انہیں چھوڑ کر وہ اوپر والے پورشن میں فاریہ کے پاس بھاگ گئی)

.....

"چپ چپ بیٹھے ہیں سرکار میرے۔۔ کیا ہوا؟ (نور نے کافی دیر بعد کتاب سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا جو صوفے پر بیٹھی گود میں لیپ ٹاپ رکھے کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔۔ نور کی آواز پر بھی وہ متوجہ نہ ہوئی تو نور کتاب وہیں چھوڑ کر بیڈ کی پائنٹی کی طرف آئی اور دائیں کروٹ لیٹ کر اس کی بیڈ پر دھری ٹانگ پر ہاتھ مارا تو وہ چونکی۔

"کیا ہوا ایسے کیا سوچ رہی ہو؟ مجھے بھی تو بتایا جائے

"نہیں کچھ خاص نہیں ایسے ہی دھیان بھٹک گیا (وہ دوبارہ سے اپنا ایم ایس ورڈ پر میم کا دیا ہوم ٹاسک مکمل کرنے لگی)

"ارسم بھائی کو سوچ رہی ہونا سچ بولو

"نہیں جی بالکل غلط (فارہ صاف مکر گئی)

"تو پھر؟؟

"پھر کیا؟

"اچھا چھوڑو۔۔ ماما کہہ رہی تھیں کل جائیں گے ہم شاپنگ پہ اور میں نے انہیں کہا ہے ارسم بھائی

اور تمہاری میچنگ کریں۔۔ بتائو کیسا؟

"جو انہیں ٹھیک لگے (فارہ نے سپاٹ انداز میں کہا اور نور نے اسے ٹوکا)

کیا یار میں اتنی ایکسائیڈڈ ہوں اور تم یوں سڑی بیٹھی ہو۔۔۔ کیا تکلیف ہوئی ہے بتاؤ مجھے؟ (فاریہ نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا اور پھر سے اپنا کام کرتی بولی)

"سڑی ہوئی؟۔۔۔ کیا مطلب سیدھی بات کر رہی ہوں تم سے اور تم مجھے سڑی ہوئی کہہ رہی ہو

"یہی تو میں کہہ رہی ہوں نا میڈم صاحبہ سیدھے سیدھے جواب دے رہی ہیں جبکہ تمہارا خاص دن ہے اور اتنی فرمانبرداری اور تابعداری

"اچھا یعنی میں فرمانبرداری اور تابعداری سے ناواقف ہوں یا مجھ پر یہ دونوں حرام ہیں (وہ ہنوز ٹائپنگ کر رہی تھی)

"تو پھر وہ شوخی کہاں غائب ہو گئی جناب کی (نور کے سوال پر فاریہ نے لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کر کے سائیڈ پر رکھا اور صوفے پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ کر گلا کھنکھار کر بولی)

"کتنی بار کہوں تم سے میں مشرقی لڑکی ہوں اور مشرقی لڑکی رشتے کی بات اور اس کے بعد کے معاملات پر دل ہی دل میں ایکسائیڈڈ ہوتی ہے

"بس کردو جھوٹی عورت میں تمہاری نس نس سے واقف ہوں کوئی نا کوئی بات ہے ضرور جو تم مجھ سے اب چھپا رہی ہو (نور نے اسے گھورتے ہوئے پرسوچ انداز میں اپنا تجزیہ پیش کیا جس پر فاریہ ہنس پڑی)

"اگر ایسی ویسی کوئی بات ہو تو میں تمہیں ضرور بتاتی ہوں (فاریہ کے کہنے پر نور کے انداز میں زرا تبدیلی نا آئی تب فاریہ پھر سے بولی)

"تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے کیا؟

"ٹھیک ہے بیٹا مان لی تمہاری بات کہ کوئی بات نہیں لیکن شک میرا ابھی بھی قائم ہے جوں کا توں (نور واپس اپنی چھوڑی جگہ پر بیٹھ گئی اور اپنی کتاب پکڑی لیکن کو شکی نگاہ سے دیکھنے سے باز نا آئی۔۔۔ فاریہ نے اسے دیکھ کر دل ہی دل میں جان چھوٹنے پر شکر کا کلمہ پڑھا پھر اپنے دماغ پر چھائی ارسم سے متعلق منفی سوچوں کو اپنا وہم سمجھ کر پرے جھٹکا)

.....

"ہمممم سنائو کیا خبر ہے؟ مال ڈیلیور ہو گیا؟ (یہ ایک ہال نما کمرے کا منظر ہے جہاں وسط میں دروازے کی جانب رخ کیے صوفے پر ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھا پچاس پچپن کے لگ بھگ عمر کا بھاری بھر کم مرد کسی سے کال پر بات کر رہا ہے)

"کیا بکواس ہے یہ۔۔۔ آگ کیسے لگ گئی (اس کی چیختی آواز پر گارڈز کا خون خشک ہوا۔۔۔ کیونکہ سو فیصد آگ کا تعلق ہونا ہو باس کے اسی مال کو لگی ہے جو دوہئی میں مقیم کسی شیخ کو بھجوانا تھا)

"تم کتوں کو کس لیے ہڈی ڈالتا ہوں میں۔۔۔ میرا سارا مال جل گیا اور تو مجھے اب بتا رہا ہے (گالی)

(اس کی آواز پہلے سے زیادہ بلند اور دھاڑنے والی تھی)

"اب شیخ کو کیا راہ بھجوں گا میں تیری (گالی) (وہ مسلسل طیش میں کال پر دوسری طرف موجود شخص کو برا بھلا کہتا اپنے نقصان کو کسی طور قبول کرنے پر راضی نہیں تھا)

"اسی سنیک کا کیا دھرا ہے یہ سب جانتا ہوں میں وہ کل کا لونڈا میری گھات لگائے بیٹھا ہے۔۔۔ وہ جانتا نہیں مجھے۔۔۔ میں بھی وکی ہوں وکی۔۔۔ اپنے دشمنوں کو نیست و نابود کر دیتا ہوں پھر یہ کیا چیز ہے میرے سامنے (اس کی رگیں تن گئیں۔۔۔ غصہ تھا کہ کسی طور کنٹرول نہیں ہو پا رہا تھا) کال اینڈ کر کے اس نے موبائل پاس کھڑے ملازم کا پکڑا یا اور مٹھیاں بھینچ کر تصور میں سنیک مین کو دیکھ کر بڑبڑایا

"تو جانتا نہیں تو نے کس سے پنگا لیا ہے اب تو بچ کر دکھا مجھے۔۔۔ اتنی آسانی سے اپنا نقصان بھولنے والا نہیں وکی

۔۔۔ شیخ سے میٹنگ فکس کرواؤ میری جتنی جلدی ہو سکے (اچانک سے اس نے اپنے خاص آدمی کو کہا تو وہ وہاں ہاں کیں سر ہلا کر وہاں سے ہٹ گیا۔۔۔ ادھر وکی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کہیں سے سنیک مین اس کے ہاتھ لگ جائے تو وہ اسے کھڑے کھڑے زمین میں گاڑ دے)

.....

"اقراء اصغر۔۔۔ (زیر لب ہولے سے دہرایا۔۔۔ موبائل کی روشن اسکرین پر دکھائی دیتی اقراء کی تصویر کو وہ محبت پاش نظروں سے دیکھتا اس وقت پروگرام کا تیسرا روز اٹینڈ کرنے جا رہا تھا۔۔۔ اس نے کل شام اپنے پرسنل اسسٹنٹ بدر کو اقراء اصغر کی الف سے لے تک کا تمام ریکارڈ مثلاً ہائوس ایڈریس فون نمبر فیملی سمیت ہر چیز کی رپوٹ مانگی تھی جو بدر نے رات میں اسے واٹس ایپ کر دیں اور تب سے موسیٰ وجاہت صرف اسے ہی سوچے جا رہا تھا)

اس سے بڑھ کر اور کتنا قریب لائوں تجھے  
دل میں رکھ کر بھی تجھے، میرا دل نہیں بھرتا

موسیٰ وجاہت پر محبت کا پہلا وار کاری ثابت ہوا اور وہ محبت کے رنگوں میں رنگنے لگا ہے۔۔۔ ادھر  
موسیٰ وجاہت پر محبت کی مہر ثبت ہوئی اور ادھر وہ ہر سو چار سو اقراء اصغر کو دیکھنے لگا۔۔۔ سوچنے  
لگا۔۔۔ اور لبوں پر آپ ہی مسکراہٹ نے احاطہ کر لیا۔۔۔ لیکن یہی محبت اقراء اصغر کے دل پر دستک  
دینے سے کتر رہی ہے۔۔۔ ادھر موسیٰ وجاہت کو وہ جا بجا دکھائی دیتی ہے۔۔۔ جبکہ ادھر اقراء کی  
زندگی میں طلحہ جیسے گھٹیا مرد کی موجودگی۔۔۔ ادھر یہ موسیٰ وجاہت۔ رئیس زادہ تو ادھر معمولی سے  
گھر میں اپنی ماں اور سوتیلے باپ اور اس کے انتہائی گرے ہوئے کمینے کم ظرف بیٹے کے ساتھ رہنے  
والی اقراء۔

جانے تقدیر نے ان دونوں کے لیے آنے والے وقت میں کیا لکھ رکھا ہے۔۔۔ دونوں ہی آنے والے  
وقت سے بے خبر ہیں۔

.....

"باس وکی نے شیخ سے میٹنگ فکس کرنے کا بولا ہے

"کر لینے دو اسے یہ شوق بھی پورا۔۔۔ کیونکہ بہت جلد وہ منظر سے ہٹنے والا ہے (مشرقی بھاری آواز میں قہقہہ لگا کر کہا گیا)

"تمہیں جس چیز پر نظر رکھنے کو کہا بس وہ کرو باقی اس کی کہانی بہت جلد دی اینڈ کرنے والا ہے سنیک مین (کہہ کر کال ڈسکنٹ کر دی گئی)

.....

سر پر دوپٹہ کیے ماما کے ساتھ بیٹھی نور کے ہنستے ہوئے چہرے کو سوچنے میں لگن وہ چھت پر رات کے اس پہر یہاں سے وہاں کش کش کا شکار ہوا بے چینی میں چکر کاٹ رہا تھا۔۔۔ ایک طرف فاریہ کا چہکتا کھکھلاتا روپ تو دوسری سمت نور کی مدھم مسکان اور ریزروڈ انداز۔۔۔

ماما سمیت ماموں لوگوں کی طرف ہر کوئی خوش تھا لیکن اسے جانے کیوں خوشی کی بجائے گھٹن کا احساس ہونے لگا تھا۔۔۔ جوں جوں منگنی کا دن قریب آرہا تھا وہ چڑچڑا سا ہونے لگا۔۔۔ اپنے اسٹاف کے ساتھ بھی اس کا بی ہیوئیر ان دنوں عجیب سا تھا۔۔۔ چڑچڑا اور بد مزاج۔۔۔ پھر وہ اچانک سے رک کر گرل کے پاس آیا اور دونوں ہتھیلیاں گرل پر ٹکا کر سامنے دکھائی دیتی اسٹریٹ لائٹ کی روشنی میں روڈ کو دیکھنے لگا لیکن ذہن کی الجھن برقرار تھی۔۔۔ پھر جیسے تھک ہار کر ارسم نے بہت سوچ بچار کے بعد بالآخر فیصلہ کر ہی لیا۔ اب اس فیصلے کو ماما تک پہنچانے کی دیر تھی۔

\*\*\*\*\*

اقراء کو کسی پل چین نہیں آرہا تھا پتا نہیں اب طلحہ کیا کرے گا اس کے ساتھ۔۔۔ اس وقت تو اس نے کمال جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے طمانچہ رسید کر دیا لیکن اب وہ اندر سے ڈر رہی تھی۔۔۔ کہیں وہ اس کی تعلیم پر پابندی نا لگوادے یا وہ اسے گھر سے ہی نکلوادے۔ لیکن پھر خود ہی خوف سے کانپتے دل کو تسلی دی کہ جو خدا اسے یہاں تک لے آیا وہ آگے بھی اس کی مدد کرے گا۔۔۔ ہر طرح کی منفی سوچ کر دماغ سے جھٹک دیا۔۔۔ اور یہی خود کو دی تسلی کی وجہ سے سوچا کہ جو کیا وہ صحیح کیا آخر کب تک وہ اس کے سامنے ڈری سہمی بن کر رہتی۔۔۔ ہاں اب سے وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرے گی۔۔۔ اب وہ ڈٹ کر بنا خوف کھائے اس کی اینٹ کا جواب پتھر سے دے گی۔۔۔ اسے یہ حوصلہ کرنا ہی پڑے گا۔۔۔ ساری عمر ماں کی طرح خوف و ہراس کا شکار ہو کر رہنے سے لاکھ درجے بہتر ڈٹ کر، لڑ جھگڑ کر ہی سہی اپنی بات منوانا اچھا ہے۔۔۔ لیکن اقراء اس بات سے قطعاً بے خبر تھی کہ اگر مرد کی انا کو ٹھیس پہنچائی جائے تو عورت کے حق میں یہ نہایت برا ہوتا ہے۔ مرد کی انا پر کیا وار اپنے ہاتھوں اپنی بربادی کا سامان کرنے کے مترادف ہے۔

.....

آج لاسٹ ڈے تھا پروگرام کا اور موسیٰ وجاہت کی نگاہیں اسے دیکھنے کی تمنائی تھیں جو اس کے دل و جاں میں رچ بس چکی ہے۔۔۔ اس کے دیدار کو پل پل ترستی نگاہوں کو کسی طور قرار نہیں آرہا تھا۔۔۔ وہ لائٹ گرین ڈریس شرٹ کے ساتھ آف وائٹ ڈریس پینٹ پہنے اور پائوں میں لائٹ براؤن

McTavish شوز پہنے ہوئے اپنی چھا جانے والی شاندار پرسنالٹی کے ساتھ آڈی ٹوریم میں وائس چانسلر کے ساتھ صوفے پر براجمان تھا۔ ج ہوسٹنگ اقراء کی بجائے بی بی اے ڈیپارٹمنٹ کی فائنل ایئر اسٹوڈنٹ کنول کر رہی تھی۔۔۔

موسیٰ کا دل عجیب سا ہونے لگا۔۔۔ شدید کوفت میں مبتلا اسے وہاں بیٹھے آدھا گھنٹہ سے اوپر ہوا اور اقراء کہیں دکھائی نہیں دی اس دوران۔ اور آخر میں قسمت کو اس پر رحم آیا اور اقراء بیک اسٹیج سے سامنے کو قدم قدم چلتی ڈانس پر آئی اور وہیں سے بات شروع کی جہاں سے پچھلی ہوسٹ نے ختم کی۔۔۔

موسیٰ کے بجھے دل پر ٹھنڈی پھوار برسی اور وہ ہوائوں کے سنگ ہو چلا۔۔۔ مسکراہٹ خود بخود لبوں پر بکھر گئی۔۔۔ سبز آنکھوں میں جلت رنگ ہوئی۔۔۔ اچانک سے ایک خیال دماغ میں عود آیا۔۔۔ آج پروگرام کا آخری دن تھا یعنی اس کے بعد وہ واپس اپنے شہر۔۔۔ اقراء اصغر سے یہ اس کی آخری ملاقات تھی۔۔۔ پھر وہ یہاں نہیں آئے گا۔۔۔ پھر یہ مسکراتا ہوا دنیا بھلا دینے والا چہرہ اسے دیکھنے کو نہیں ملے گا۔۔۔ اس خیال کے آتے ہی وہ دوبارہ سے پہلی والی کیفیت کا شکار ہوا اور پہلے سے بڑھ کر اسے کوفت ہوئی۔۔۔ اس نے وقت کے رک جانے کی دعا کی۔

جیسے جیسے سامنے لگی وال کلاک پر سوئیاں ہندسوں کے بیچ گردش کر رہی تھیں ویسے ویسے موسیٰ کے دل کی دھڑکن رفتار پکڑ رہی تھی۔

.....

اپنے لیکچر سے فارغ اور آخری سلام دعا کے بعد وہ اسٹیج کی سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا اور پیچھے اقرء تمام حاضرین کو اس پروگرام میں شرکت کرنے پر شکریہ کے الفاظ ادا کر رہی تھی۔۔۔ موسیٰ کو سوائے اقرء کے کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔۔۔ وہ بوجھل قدموں اور بجھے دل کے ساتھ بہ مشکل آڈی ٹوریم سے باہر نکلا اور وائس چانسلر کے ساتھ ان کے آفس گیا۔۔۔ اسے وائس چانسلر سمیٹ باقی اسٹاف ممبرز کی کئی گئی باتوں میں اس وقت زرا بھی دلچسپی نہیں تھی۔۔۔ لاکھ جتن کرنے کے بعد اس نے دل کو راضی کیا اور پھر وہاں سے رخصت چاہی۔۔۔ لیکن وہ وہاں سے جاتے وقت اپنا دل وہیں اقرء کے پاس چھوڑ کر چلا گیا۔

.....

"مائی سویٹ لیڈی مے آئی کم ان؟ کھلے دروازے سے اندر کو جھانکتے ہوئے فاریہ نے با ادب با ملاحظہ والا انداز اپنا کر اجازت طلب نظروں سے اسے دیکھا اور نور نے نوٹس پر سے نظریں ہٹا کر اسے سر تا پیر دیکھا اور نفی میں سر ہلایا۔

فاریہ اپنے دانتوں کی بھرپور نمائش کرتی اندر آگئی اور سیلپر اتار کر تیزی سے جمپ کرتے ہوئے بیڈ پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔

"کیا کر رہی ہو کزن کم بیسٹی؟

"وہی جو تمہیں کرتے ہوئے موت آتی ہے؛ اسائنمنٹ بنا رہی ہوں۔"

نور نے نوٹس پر ہائی لائٹر سے کچھ لائنز انڈر لائن کرتے ہوئے جواب دیا جس پر فاریہ نے پہلے تو قہقہہ لگایا پھر اس کے ساتھ بیڈ پر دھرے کاغذوں کے پلندے کو اٹھانا چاہا جس پر نور نے اس کے بازو پر تھپڑ رسید کیا اور وہ پیچھے ہوئی

"ظالم انسان مار کیوں رہی ہو میں تو صرف دیکھ رہی ہوں کہ صحیح سے بنا رہی ہو یا نہیں"

"جیسے میں جانتی نہیں تمہیں!! نور کے سولہ آنے درست کہنے پر فاریہ منہ کے زاویے بگاڑتی بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور سلپر پہننے کے بعد اچانک کچھ یاد آنے پر پلٹی

"اوہ سچ یاد آیا چاچی نے تمہیں بلایا تھا میں اسائنمنٹ کے چکر میں یہ بتانا تو بھول ہی گئی

"ماما نے مجھے بلایا خیریت؟ نور نے سر ہانے پر رکھا ڈوپٹہ اٹھا کر سر پہ اوڑھا اور فاریہ کے ساتھ ہی کھڑی ہوئی

"اللہ نوز" فاریہ نے شہادت کی انگلی اوپر کی سمت کر کے شانے اچکائے

"اچھا چلو چلتے ہیں"

"تم جائو میں تو چلی پزا آرڈر کرنے" فاریہ یہ کہہ کر کمرے سے باہر نکلی جبکہ نور نے اس کی معیت میں باہر نکل کر سیڑھیوں پر قدم رکھ کر پوچھا

"کیوں آج پھر یہ پزا کا دورا کیوں پڑ گیا محترمہ کو؟"

"کیونکہ اوپر نیچے جیٹھانی دیورانی نے "یوم بیکہتی برائے ٹنڈے کا سالن" منایا ہے اور فاریہ اپنے ٹیسٹ بڈز خراب ہونے سے بچانے کی خاطر پزا آرڈر کروائیں گی اور ہاں ایک اور بات جو کزن کم دوست اسائنمنٹ کو اپنے پروں تلے چھپا کر گھٹیا فعل سر انجام دیتے ہوں ان کا میرے آنے والے پزا میں

کوئی شئیر نہیں ہوگا؛ مائنڈ اٹ؟ فاریہ کی انگلی اٹھا کر دی گئی وارنگ پر نور نے اگنور کا لیبل چہرے پر سجا کر قدم اوپر والے پورشن کی طرف بڑھائے۔ لیکن فاریہ نے نور کو اپنے پورشن میں بھیج کر فٹافٹ سے اس کے کمرے میں رکھی اسائنمنٹ کو چیک کیا۔ پھر اپنے ٹراؤزر کی جیب سے موبائل نکالا اور دھڑا دھڑ سے اسائنمنٹ کی تصاویر کھینچ کر اپنی مخصوص مسکراہٹ جو وہ ہر الٹا کام کرنے کے بعد چہرے پر سجالیتی وہی شیطانی مسکراہٹ اپنے چہرے پر سجالینے کے بعد اس نے منہ سے مدہم آواز میں سیٹی بجاتی اب پزا آرڈر کرنے لگی۔

-----

"تم دونوں نے اسائنمنٹ بنالی" نور نے ان دونوں سے کلاس میں جاتے ہوئے سوال کیا جس پر ان دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور بیچ میں چلتی نور کو فاریہ نے ہاتھ میں پکڑی پیپر فائل اس کے سامنے لہراتے ہوئے کہا

"آف کورس یار اب کیا ہم دونوں اتنے نالائق ہیں کہ ہر بار linguistics کی اسائنمنٹ تم سے ہی بنوائیں گے الحمد للہ ہمارے ہاتھ ابھی سلامت ہیں"

نور متاثر ہوئے بغیر نارہ سکی تبھی اقراء سے فائل لینے کیلئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فاریہ نے اس کا ہاتھ روک لیا

"کل یاد ہے تم نے مجھے اپنی اسائنمنٹ نہیں دیکھنے دی تھی تو اب ہماری محنت کو بھی نظر نا لگاؤ"

اور اسی لمحے نور نے رک کر دو قدم پیچھے کو لیے اور سینے پر بازو فولڈ کر کے ان دونوں کو باری باری گھورا

"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے؟"

"میں نے کہا تھا نا یہ پھپھو کٹن ہمارے پر شک نا کرے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" (فارہ نے اقراء کے کان میں سرگوشی کی اور اقراء نے ہنس کر اسے ٹوکا)

"پھپھو نہیں بیٹا پھپھے کٹن"

"کیا فرق ہے دونوں ایک ہی ہیں میری نظر میں" فارہ نے کہا اور دونوں ہنس پڑیں

"آہم آہم پھپھو کو خبر ہوگئی تو"

"او کوئی نہیں یار میں نے پولیٹیکل اسٹیٹمنٹ دی ہے (فارہ نے شان بے نیازی سے کہا)

"اگر یہ طوطا مینا کی بکواس ہو چکی تو میں کچھ عرض کروں؟" نور نے انہیں ٹوکا

"جی جی پھوٹو جو پھوٹنا ہے" اقراء نے کہا اور نور نے مطالبہ کیا

"یہ تم دونوں اپنی اسائنمنٹ مجھے دکھائو"

"کیا مطلب دکھائو سے تمہارا ہیں بولو۔۔۔ نہیں مطلب کیا ہے کل تم نے ہی کہا تھا نا کہ اب ہم تینوں اپنا اپنا کام خود کیا کریں گی تو اب جو جیسا کام کیا میم کو چیک کرنے دو" فارہ کی بات پر اقراء نے سر ہلا کر تائید کی۔

پھر تبھی پیچھے سے میم کوریڈور میں داخل ہوئیں اور وہ تینوں بھی کلاس میں چلی گئیں جبکہ نور کا شک جوں کا توں تھا۔

-----

اقراء کو وہ صحن میں اپنی بانیک کو دھوتے نظر آیا تو خدا سے مدد طلب کرتی وہ اندر کی طرف آئی لیکن طلحہ کی آواز نے اسے روک لیا

"سنو اقرار (وہ ڈرتے ڈرتے مڑی تو اس نے سائیڈ پر اسٹول پر رکھے موبائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے کہا)

یہ میرا موبائل چارجنگ پر لگا دو (جبکہ پھر سے مڑ کر اب وہ بانیک کی طرف متوجہ ہو گیا)

اقراء کو اس کے رویے پر شدید حیرت ہوئی۔۔۔ کوئی بیہودہ جملہ نہیں کسا۔۔۔ وہ آنکھوں میں دکھائی دیتی غلاظت بجی مفقود تھی۔۔۔ گرے ہوا لہجے کی جگہ سپاٹ لہجے نے لے لی۔

اقراء نے دل ہی دل میں خود کو تسلی اور شاباشی دی کہ ایک تھپڑ کے بعد وہ اتنا بدل گیا کہ اسے دیکھنا بھی گوارا نہ کیا تو یہ تھپڑ کاش وہ پہلے ہی مار دیتی۔ کاش یہ ہمت اس نے پہلے دکھا دی ہوتی۔ اور یوں آج تک جتنا وہ اس سے ہراس ہوئی وہ نا ہوئی ہوتی۔

اپنی سوچوں پر بندھ باندھ کر وہ جلدی سے طلحہ کا موبائل اٹھا کر اندر چلی گئی کجا کہ وہ پھر سے اپنی اصلیت نادکھا دے۔

پچھے بانیک کے پاس دو زانوں بیٹھے طلحہ نے کن اکھیوں سے اسے جاتے دیکھ کر جبرے بھینچ کر اپنے آپ کو کسی بھی قسم کی معمولی سی ایسی ویسی حرکت کرنے سے باز رکھنے کی سعی کی۔ اس کے اندر کا

اپنے دشمن سے ہوشیار رہنا چاہیے پھر خاص ایسے لوگوں کی خاموشی سے چوکنا ہونا لازم ہے جو کل تک آپ کی جان کے در پہ ہوں اور آج آپ کو دراز عمری کی دعائیں دینے لگیں۔

"یہی تو اس کا پلان ہے اپنا نقصان اسی وجہ سے کروایا ہے تاکہ آپ کی نظر میں سرخرو ہو سکے ورنہ ایک ساتھ ہم دونوں کا کونسا دشمن پیدا ہو گیا (اس کا لہجہ پھٹ پڑا شیخ نے اسے ٹوک دیا)

"آواز نیچی

"میں جو کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے آپ تفتیش کروالیں (وہ معذرت خواہ متلجی لہجے میں بولا)  
"میرے بندے کی رپورٹ کے مطابق یہ کسی تیسرے کا کام ہے اور وہ کون ہے اس کا بھی بہت جلد  
میں پتا لگواؤں گا اب مزید بکواس نہیں سنی مجھے (شیخ نے کال دی اینڈ کردی تو مغلظات بکتا وکی آپے  
سے باہر ہو گیا۔۔۔ موبائل کو صوفے پر پٹخ کر اپنا سر صوفے کی پشت سے ٹکا کر وہ اندر ہی اندر پیچ و  
تاب کھاتا اب سنیک مین سمیت شیخ کو بھی گالیاں دینے لگا)

.....

"کیا ہوا؟ کیا کہہ رہے تھے ارسم بھائی؟ (کال سن لینے کے بعد فاریہ کو گم سم دیکھ کر نور نے پوچھا)  
"کیوں جی تمہیں کیوں بتاؤں تم تو ناراض ہو نا اسائنمنٹ کاپی کرنے پر مجھ سے  
"بھاڑ میں گئی اسائنمنٹ تم بتاؤ کیا کہہ رہے تھے ارسم بھائی  
"کہہ رہا تھا بات کرنی ہے کوئی ضروری۔۔۔ ملنا چاہتا ہے اکیلے میں  
"آہم آہم اس پر گانا تو بنتا ہے

سانوں تیرے نال پیار ہو گیا ۱۱

ساڈا دل بے قرار ہو گیا ۱۱

نی سوہنیے

سانوں تیرے نال پیار ہو گیا ۱۱

ساڈا دل بے قرار ہو گیا ۱۱۱

"اللہ توبہ کس نے اس پھٹے ڈھول کو بجنے پر مجبور کیا (اقراء ان کے پاس آئی تو کانوں کو ہاتھ لگا کر بولی)

"ایویں پاگل ہے یہ تو (فاریہ نے اسے ٹالا لیکن نور کے آنکھوں ہی آنکھوں میں کیے اشاروں پر اقراء نے پر تجسس انداز میں کہا)

"ایسے ہی تو یہ مرا سی نہیں بنی کچھ تو وجہ ہے۔۔ کیا یاد ستارہی ہے ہونے والے ان کی؟ (اقراء نے باہیں فاریہ کے کندھے پر پھیلا ہنستے ہوئے چھیڑا)

"ارے انہیں نہیں ان کے ہونے والے ان کو ان کی یاد ستارہی ہے اور اکیلے میں دیدار کی درخواست کی ہے (نور نے بیچارگی سے منہ بنا کر اپنا حصہ ڈالا اور فاریہ ان کو باری باری دیکھتی مسکراہٹ چہرے پر سجائے خاموش رہی)

"اوہ اوہ کیا واقعی؟؟؟ واہ اوہ بھی کمال ہے ابھی سے دیوانے بن گئے ہمارے جیجا جی آگے کیا حال ہوگا (اقراء کی بات پر فاریہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی)

"شرما گئی بنو میری ی ی (نور اور اقراء اسے گدگدی کرنے لگے۔۔ تینوں کی زندگی سے بھرپور کھکھلاہٹوں اور خوشی میں ان کا گھیرا کیے سر سبز پودے اور اونچے گھنے درخت بھی شامل ہوتے ہوا کے دوش پر محور قص ہوئے۔۔

"کال آئی ہے آئی ہے کال آئی ہے (نور نے چٹھی کی بجائے کال کا لفظ لگا کر گانا گنگنایا تو اقراء نے اسے ہاتھ جوڑ کر آگے کچھ کہنے سے روک دیا)

"نا کیا کر نور قسم سے تیری بے سری آواز کو سن کر جو سر درد ہوتا ہے نا وہ کسی گولی سے تو کیا ٹینک کے گولے سے بھی ختم نہیں ہوتا (نور منہ بسور کر بازو سینے پر ر فولڈ کر کے ترچھی ہو بیٹھی تو اقراء فارسیہ کی طرف متوجہ ہوئی)

"کیا؟ (فارسیہ اس ابرو اچکانے پر نا سمجھی سے بولی)

"تم اتنی معصوم ہر گز نہیں بتاؤ نا کیا بات ہے جو اس پھٹے ڈھول کا بار بار بجنے کا من کر رہا (نور کی گھوری کو نظر انداز کرتی اس نے فارسیہ کو لتاڑا)

"کچھ خاص نہیں۔۔ ابھی کال آئی ہے ارسم کی۔۔ اینڈ مجھ سے اکیلے میں ملنے چاہتا ہے۔۔۔ کہہ رہا کے کچھ ضروری بات کرنی ہے

"اکیلے میں ملنے کی خواہش اور تمہارے لیے خاص بات نہیں (اقراء کے کہنے پر فارسیہ نے بہ مشکل اپنی مسکان چھپائی لیکن گالوں پہ بکھرتے شرم و حیا کے رنگ کسی سے مخفی نہ رکھ پائی)

"اچھا نا بس کر دو اب تم دونوں اور مجھے مشورہ دو کہ کیا کہوں اسے

"ہیں مشورہ مطلب جائو نہ مل لو اس سے (اقراء نے فٹافٹ جواب دیا)

"لیکن آکورڈ نہیں لگے گا ایسے منگنی ہونے والی ہے اور یوں ملنا

"یار تمہاری مت ماری گئی ہے عجیب لڑکی ہو۔۔۔ ارسم بھائی کزن بھی ہیں تمہارے ویسے تو آج سے پہلے اکیلے ہو ٹلنگ شاپنگ کرتے کوئی عذر پیش نہیں کیا اور اب ایویں کے بہانے (نور نے اپنی زبان کھولی اور اقراء اسکی بات سے متفق ہوئی)

"بالکل صحیح کہہ رہی ہے یہ۔۔۔ بھئی کزن ہے اور کل کو تم لوگ ایک ہونے ہی والے ہو تو مل لو ایک بار اٹس او کے

"لیکن سب بڑے کیا کہیں گے

"انہیں میں سنبھال لوں گی آفر آل کزن کم بیسیٹی جو ہوں (نور سیدھی ہو کر فاریہ کو تسلی دیتی اپنے کالر کھڑے کرتی بولی)

"چلو اب تم لوگ کہہ رہے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ میرا ذرا بھی دل نہیں (فاریہ نے کاتھ کھڑے کیے)

"بنو مت جانتیں ہیں ہم دونوں دل میں لڈو پھوٹ رہے ہیں اور یہ چہرے پر آتے جاتے رنگوں کی ہولی بھی تمہارے دل کی حالت کی عکاسی کر رہی ہے (اقراء کی بات پر وہ بری طرح بلش ہوئی اور نور نے اسے دیکھ کر یونہی سدا خوش رہنے کی دعا دی)

"انشاء اللہ خدا ہم تینوں کے نصیب اچھے کرے اور ہم تینوں کے ہونے والے وہ صلح جو معاملہ فہم اور قدر کرنے والے ثابت ہوں۔ آمین (فاریہ نے باہیں واکیں تو دونوں اسکے گلے آگئیں)۔

تینوں کی اس مثالی دوستی پر فضا بھی جھوم اٹھی۔

.....



"کیا کیا کیا؟۔۔ تم اور کراچی کے علاوہ کہیں اور رکنا چاہو۔۔ کیا واقعی میں نے صحیح سنا؟؟؟ (موسیٰ) نے ہنس کر سائیڈ مرر سے پیچھے سے آتی گاڑیوں کو دیکھ کر کہا)

"وقت کے ساتھ ساتھ انسان میں تبدیلی آنا قدرتی عمل ہے

"انسان میں تبدیلی آنا نارمل ہے لیکن جناب کس دن انسانوں کی فہرست میں شمار ہونے لگے۔۔! بقول آپ کے آپ تو ہیں ہی روبوٹ اور روبوٹ بھی ایسا ویسا کہ کراچی سے باہر نا دنیا اچھی لگی نا لوگ اور اچانک سے ایسی خوشگوار تبدیلی کی کوئی خاص وجہ؟ (منصور نے سامنے روڈ پر نظریں جمائے ڈرائیونگ پر فوکس کیے سوال کیا)

"پیار ہو گیا ہے مجھے! (موسیٰ نے بغیر لمبی چوڑی بحث کے جذب کے عالم میں سیدھا مدعے کی بات کرتے ہوئے منصور کے سر پر بم پھوڑا اور وہ گاڑی کو مصروف شاہراہ پر ٹریفک کے بیچ بریک لگا گیا۔۔ گاڑی کے ٹائر چرچرائے اور ایک جھٹکے سے رک گئی)

"کیا کیا کیا؟ کیا کہا تو نے پھر سے کہہ؟ (منصور کی آنکھیں پھٹ گئیں۔۔ منہ کھلا رہ گیا)

"تم پاگل تو نہیں ہو ابھی ایکسیڈنٹ ہو جاتا تو؟ (موسیٰ نے اس کی حد درجہ بے وقوفی پر اسے تندہی سے کہا۔۔ پیچھے مسلسل ہارن دیتیں گاڑیوں کا جم غفیر تھا۔۔ لیکن منصور کے تاثرات میں تبدیلی نہ آئی)

"تجھے محبت ہو گئی (وہ کھوئے ہوئے انداز میں ٹھہر ٹھہر کر بولا)

"او بھائی صحیح سلامت گھر پہنچا دو پھر سن لینا ساری تفصیل اب اسٹارٹ کرو (موسیٰ نے اس کے چہرے کے آگے چٹکی بجا کر اسے ہوش میں لانے کی سعی کی)

"سنو دنیا والوں میرے دوست کو محبت ہوگئی ہے (اور ٹیک کرتی آہستہ اسپید میں پاس سے گزرتی گاڑی کو دیکھتے منصور نے خوشی سے اونچی آواز میں کہا جس پر گاڑی کو ڈروائیو کرتے درمیانی عمر کے مرد نے اس کی بات ان سنی کرتے واپسی پر اچھا خاصا غصے میں جواب دے کر اس کے چمکتے اور خوشگوار موڈ پر ٹھنڈا بر فیلا

"بیڑا غرق تیرا اور تیرے دوست کا جاہل انسان روڈ کے بیچ میں کون ایسے بریک لگاتا ہے بگڑے امیر زادے بے غیرت کہیں کے (موسیٰ پر ہنسی کا ایسا دورہ پڑا کہ کہ ہنس ہنس کر بے حال ہوا۔۔۔ سبز آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں۔۔۔ تو دوسری اور منصور نے جواب دینا چاہا لیکن وہ گاڑی یہ جا وہ جا بہت آگے نکلتی چلی گئی اور انہیں آگے سے رائٹ ٹرن لینا تھا)

"کیا زمانہ آگیا لوگ زرا سی بات بھڑک جاتے ہیں عجیب ہے یار (منصور نے ساتھ ہی گالیاں بھی دیں تب موسیٰ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے ریلیکس کیا)

"اچھا نابلس کر دو اب پھر گھر پہنچ کر سن لینا میری رام کتھا

"اوہ یس۔۔۔ چل تب تک سو نگز لگا لے بندہ آپس میں ہی انجوائے کر لے دنیا والوں کو بھاڑ میں جھونک کر

موسیٰ نے میوزک پلیئر آن کر دیا۔۔۔

تیرا مجھ سے ہے پہلے کا ناٹھ کوئی  
یو نہی نہیں دل لبھاتا کوئی

تیرا مجھ سے ہے پہلے کا ناٹھ کوئی  
یو نہی نہیں دل لبھاتا کوئی

جانے تو یا جانے نا، مانے تو یا مانے نا

دیکھو ابھی کھونا نہیں کبھی جدا ہونا نہیں  
دیکھو ابھی کھونا نہیں کبھی جدا ہونا نہیں  
اب کہ یو نہی ملے رہیں گے دونوں  
وعدہ رہا یہ اک شام کا

جانے تو یا جانے نا، مانے تو یا مانے نا

گانے کے بول موسیٰ وجاہت کے دل کے تار چھیڑنے لگے۔۔۔ وہ خیالوں کی دنیا میں ایسا کھویا کہ گھر  
پہنچ کر منصور نے اس کا شانہ ہلا کر ہوش کی دنیا میں لایا۔

.....

لائٹ سے نیچرل میک اپ، جیولری اور بالوں کو کیچر لگائے وہ واقعی بہت پیاری اور بہت ڈفرینٹ لگ رہی تھی۔ اس پر چہرے پر کھلی لالی نے اسے مزید نکھار دیا۔ وہ شرماتی ہوئی اندر سے سخت بے چینی میں مبتلا تھی۔

"افف لڑکی یہ فراک تو کتنا کھل رہا ہے تم پر (نور نے اس کا سر تاپیر آئینے میں دکھائی دیتے عکس کا جائزہ لیتے کہا)

"نور مجھے عجیب سا لگ رہا ہے (فاریہ نے پھر سے وہی جملہ دہرایا جو وہ تیار ہونے سے پہلے کہنے لگی اور اب تیار ہو لینے کے بعد پھر سے کہہ دیا)

"یا خدا!!!۔۔۔ (نور نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مار کے اوج دیکھتے دہائی دی)

"کچھ نہیں ہوتا سگے کزن ہیں۔۔۔ یہ فطری جھجک تو ہونا نیچرل ہے ایسا ویسا کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں انجوائے کرنا خوب اینڈ پلزز یہ چہرے کے تاثرات چنچ کر ایسی شکل نہ بناؤ کہ لڑکا رشتے سے مکر جائے

"پتا نہیں کیوں میرا دل گھبرا رہا ہے بہت (وہ اضطراری انداز میں ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتی بولی۔۔۔

۔۔۔ اب کی بار اس کے لہجے میں تنائو، بے چینی واضح تھی جسے نور نے بخوبی محسوس کر لیا)

"تو میں کہہ تو رہی ہوں کہ یہ گھبراہٹ فطری جھجک ہے ظاہر ہے اچانک سے رشتے کی نوعیت بدلنے پر احساسات و جذبات میں تبدیلی آتی ہی ہے یہ کوئی انوکھی یا انہونی والی بات نہیں۔۔۔ تم یونہی وہموں و سوسوں کا شکار ہو رہی ہو۔ ہر طرح کی منفی سوچ کو پرے دھکیلو اور ہنستی مسکراتی ہوئی جاؤ۔

-- خدا تمہیں اور ارسم بھائی کو اپنے حفظ و امان میں رکھے چلو شاباش (نور نے اسے شانوں سے تھام کر تسلی آمیز لہجے میں کہا تو فاریہ نے فرط جذبات میں اسے گلے لگا لیا)

"تھینک یوو سوچ۔۔۔۔ آئی ایم بلیسڈ ٹو ہیو یوو

"یہ اپنا مکھن اپنے پاس رکھو اور میرے لیے واپسی پر کے ایف سی سے نگٹس لیتی آنا

"تم اور تمہارا ہر وقت کا کھانا

"اچھا بعد میں سنانا یہ سنا سنایا لیکچر ابھی چلو بھی ارسم بھائی آتے ہی ہوں گے۔

پھر دونوں کزن کم سہیلیاں کمرے سے نکل گئیں)۔

.....

"ہاں بھی ہمیں بتاؤ تو سہی کہ کون ہے وہ کیسی ہے کیا کرتی ہے اور سب سے بڑھ کر خاندان کیسا ہے

(ماما نے ایک ہی سانس میں اس پر سوالوں کی بوچھاڑ کر کے اسے پزل کر دیا)

"ریلیکس موم۔۔ ایک ایک کر کے سوال کریں۔

"یار تو نے سوال سن لیے ہیں نا تو اب ایک ایک کر کے جواب دے دے چل جلدی کر اب مزید

صبر کی امید نارکھ مجھ سے (منصور نے چائے پینے کے بعد کپ ٹیبل پر رکھ کر آرام دہ انداز میں

بیٹھتے ہوئے اس سے کہا)

"او کے۔۔ تو چلیں سنیں۔۔۔۔ اقراء اصغر ہے ان کا نام۔ بی ایس انگلش لٹریچر کی فائنل ایئر

اسٹوڈنٹ۔ قابل ہیں ذہین ہیں۔ پہلی ہی نظر میں دل کو بھاگئیں۔ انہیں جب جب دیکھا یوں لگا جیسے

برسوں کی شناسائی ہو۔ میری بھٹکتی نگاہوں کو ان کی دید سکت کر دے۔ میرے دل کے ہر ایک کونے میں انہی کے نام کی تکرار ہے۔ آئی ڈونٹ نو کہ انہیں کیسے متعارف کروائوں شاید الفاظ نہیں میرے پاس کے جو ان سے وابستہ میری محبت کو بیاں کر سکیں۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ ہر انسان کی زندگی میں کوئی نا کوئی روشن ستارہ ہوتا ہے اور میرے نصیب کا روشن ستارہ اقراء اصغر ہیں۔

"واہ واہ کمال کیا کہنے مزہ آگیا (منصور نے متاثر ہوتے تالیاں بجا کر اسے خوب داد دی)  
"کیا اسے بھی تم سے؟ (ماما نے پیار سے اسے دیکھ کر سوال کیا)

"نہیں ابھی یہ محبت کا وار مجھ ہی پر ہوا ہے۔۔۔ وہ ابھی اس وار سے محفوظ ہیں۔ (موسیٰ صوفی سے پشت ٹکا کر انہیں دیکھ کر بولا)

"تو کب تک بھابھی جی کو گھر لانے کا ارادہ ہے (ماما اور موسیٰ کے دیکھنے پر اس کی چلتی زبان نے فوراً ٹریک بدلا)

"آئی مین ہونے والی بھابھی کو کب تلک خبر کرنے کا ارادہ کیے بیٹھے ہیں میرے دوست محترم؟؟؟  
"کننگ سنڈے ہم ان کے گھر رشتہ لے کر چلیں گے اینڈ ڈیس انف فار ٹو ڈے اب میں ریسٹ کروں گا (وہ اچانک سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ اپنا موبائل، اور لیپ ٹاپ بیگ صوفی سے اٹھا کر سائیڈ سے ہو کر ٹیبل کی دوسری سمت آیا)

"لیکن میرے سوال رہ گئے بیچ میں (منصور نے اسے جاتے دیکھ کر روکنا چاہا)  
"باقی کے سوالات لکھ کر کل میرے آفس بھجوا دینا اوکے سی یو سوون بائے (وہ اپنی نرم آواز میں کہتا وہاں سے چلا گیا اور پیچھے بیٹھے دونوں نفوس ہکا بکا رہ گئے)

"کمال انسان ہے آپ کا بیٹا اور میرا دوست۔۔۔ مجال ہے جو ہمیں بھی سن لیا کرے بس موڈ ہوا تو ٹھیک ورنہ ٹاٹا بائے بائے

"شروع دن سے ایسا ہی ہے یہ (ماما نے مسکرا کر کہا)

"ویسے آپ نے خاص رد عمل نہیں دیا یعنی آپ کا اکلوتا بیٹا لڑکی پسند کر چکا ہے اور آپ نے کوئی اعتراض نہیں کیا ایسا کیوں؟؟ (منصور نے ان کے مثبت رویے کو بہت نوٹ کیا)

"میں نے اپنے بیٹے پر کبھی پابندی نہیں لگائی ان فیکٹ وجاہت بھی اس بات کے حق میں نہیں تھے کہ بچوں پر بے جا سختی یا کسی قسم کی پابندی لگائی جائے۔ اور زندگی اسی نے گزارنی ہے تو کیوں نا ویسی گزارے جیسا اس کا دل چاہتا ہے (ماما نے اسے تفصیل سے اپنا موقف پیش کیا تو اس نے تائید میں سر ہلادیا)

.....

"اسلام و علیکم (گاڑی میں بیٹھی تو ارسم نے سلام کیا جس پر فاریہ کے دل کی دھڑکن کانوں میں سنائی دینے لگی)

"وعلیکم السلام (وہ جواب دے کر خاموش ہو گئی۔۔۔ کچھ دیر کو گاڑی میں خاموشی چھا گئی جسے ارسم کی گھمبیر بھاری آواز نے توڑا)

"تمہارا آنے کا شکریہ

"مائی پلئیر (وہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے کی کوشش میں ہلکان بہ مشکل اتنا ہی کہہ پائی)

ارسم نے اسے گاڑی کی سمت آتے ہوئے دیکھ کر سر تا پیر جائزہ لیا۔۔۔۔۔ بلاشبہ وہ بہت خوبصورت دکھ رہی تھی۔ اور اپنے روٹین کے حلیے سے یکسر الگ۔۔۔ رسم کی حالت بھی فاریہ کی دلی حالت سے مختلف نہ تھی۔۔۔ دونوں طرف بے چینی اور گھبراہٹ نمایاں تھی۔۔۔ رسم نے اسٹیرنگ سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھتے ہوئے مدھم لہجے میں کہا)

"کیا تم خود تیار ہوئی ہو؟ (ارسم جانتا تھا ایسے ڈریسز پہننے سے اس کی جان جاتی ہے اور میک اپ تو وہ سوائے خاص فنکشنز یا دن کے علاوہ مجال ہے جو کرتی۔ اور اسے آج اپنے معمول کے حلیے سے ہٹ کر سجا سنوارا دیکھ کر استفسار کیا اور فاریہ پر گھڑوں پانی پڑ گیا وہ ہڑبڑا کر بولی)

"نہیں قسم لے لو نور نے کیا ہے میں نے اسے لاکھ منع کیا لیکن اس نے میری ایک ناسنی کہتی ہے اب ہم دونوں بہت جلد میاں بیوی۔۔۔

فاریہ لے زبان بے ساختہ دانتوں تلے دبائی جس پر رسم کا قہقہہ بھی بے ساختہ تھا

"نور کا شکریہ۔۔۔ تم واقعی اچھی لگ رہی ہو (کئی لمحوں کے گزرنے پر گاڑی میں چھائی خاموشی کو رسم کی سرگوشی نے توڑا جس پر فاریہ جھینپ۔۔۔ یونہی روز مرہ کی باتیں کرتے فاریہ کا موڈ بھی فریش ہونے لگا۔۔۔ پھر وہ باقی کے راستے ایسی ہلکی پھلکی گپ شپ کرتے رہے۔

.....

وہ لوگ شہر سے قدرے پرسکون اور خاموش ایریا میں بنے ریستورنٹ میں آئے۔ گاڑی کو پارکنگ میں پارکڈ کرنے کے بعد وہ رسم کی معیت میں ریستورنٹ کی طرف بڑھی۔ رسم اور وہ سیڑھیاں

چڑھتے اوپر کی طرف بڑھ رہے تھے کہ ایک فیملی ریسٹورنٹ سے نکل کر اب سیڑھیاں اترتی نیچے آرہی تھی۔ میاں بیوی اور ساتھ میں چار پانچ کا بچہ جو ان دونوں کے آگے تیزی سے سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ بچے کی ماں اسے آوازیں دے کر آہستہ چلنے کی تلقین کر رہی تھی اور یونہی تیزی میں بچے کا پیر سلپ ہوا اور وہ نیچے گرا۔ بچے کے والدین سے پہلے ارا مسم نے بھاگ کر اس شرارتی نونہال کو اٹھا کر پوچھا

"بیٹے آپ ٹھیک ہو؟ چوٹ تو نہیں لگی؟"

"میں ماما کا بریو brave بوائے ہوں مجھے چوٹ نہیں لگتی (ارسم نے اسے یونہی اٹھائے کھڑا باتیں کرنے لگا کہ اس کے والدین تب تک تیزی سے نیچے ان دونوں کے قریب آ پہنچے)

اس دوران فاریہ نے ارسم کو بغور دیکھا۔۔۔ ہنس مکھ فرینڈلی نیچرڈ ارسم۔۔۔ ہلکے آسمانی رنگ کے شلوار سوٹ میں ملبوس وہ اونچا لمبا شاندار مرد اس کے نصیب میں لکھا گیا۔۔۔ کسی بھی قسم کی بری عادت سے پاک۔۔۔ ہوش سنبھالنے سے اب تلک وہ دونوں ساتھ ساتھ رہیں ہیں۔ اس کی رگ رگ سے وہ واقف ہے۔ کسی قسم کی بری لت یا علت سے پاک ایک سلجھا سمجھدار اور زمہ دار ہمسفر کے ملنے پر فاریہ نے بے ساختہ الحمد للہ کہتے اپنی خوش قسمتی پر رب کا شکر ادا کیا۔

.....

اقراء کچن میں کھڑی رات کا کھانا بنانے میں مصروف تھی کہ اچانک سے اس کے دل کی دھڑکن تھمی یوں جیسے دل کسی نے مٹھی میں لیے جکڑا ہو۔۔۔۔۔ عجیب سی گھبراہٹ ہونے لگی۔۔۔ پچھلے دنوں کئی

روز ہلکی پھلکی بارشوں کی وجہ سے گرمی کا زور ٹوٹا ہوا تھا۔۔۔ لیکن اس کے پسینے چھوٹ گئے۔۔۔ نا جانے کیوں عجیب گھٹن اور قید کا احساس ہونے لگا۔۔۔ شیف پر ہاتھوں کی ہتھیلیاں جما کر آگے کو جھک کے وہ گہرے لمبے سانس لینے لگی۔۔۔

دل کسی بڑی مصیبت کی پیش گوئی کرنے لگا۔۔۔ کچھ بہت برا ہونا ہو جیسے۔۔۔ اپنی کیفیت کو سمجھنے سے وہ قاصر تھی۔۔۔ اماں اور ابا دونوں کسی جاننے والے کے گھر گئے ہوئے تھے۔۔۔ طلحہ ابا کی دکان پر تھا۔۔۔ وہ اکیلی گھر ہر موجود تھی۔۔۔ وہ کچھ دیر ٹوٹی بکھرتی سانسوں کو سنبھالنے کے بعد فریج کے پاس آئی تیزی سے دروازہ کھول کر پانی کی بوتل نکالی اور پیچھے رکھے اسٹول پر بیٹھ کر بوتل منہ سے لگائے غٹا غٹ کئی گھونٹ بھر گئی۔۔۔ حالت سنبھلی تو آنکھیں موند کے شیف سے سر ٹکا لیا۔ پانی کی بوتل ہنوز ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی۔۔۔ ڈھکن شیف پر رکھا تھا۔۔۔ وہ یوں ہی اسٹول پر بیٹھی شیف سے سر ٹکائے بیٹھی درود شریف کا زیر لب ورد کرنے لگی۔۔۔ دل کی بے کلی و بے چینی حد سے سوا تھی۔ خدا سے خیر کی طلبگار وہ اپنے اوپر آنے والی آزمائش سے انجان تھی۔

"میں ذاتی طور پر آنا نہیں چاہتی تھی لیکن پھر اب اپنا آنا اچھا لگ رہا ہے (فاریہ نے چائے کا کپ نیچے رکھتے آہستہ سے اعتراف کیا تو ارسم نے پوچھا)

"اور نہ آنے کی وجہ؟

"ایسے ہی گھبراہٹ سی ہو رہی تھی اسوقت یوں جیسے کچھ برا ہو جائے گا ناؤ آئم آل رائٹ

"گھبراہٹ کی وجہ؟

"ایسے ہو جاتا ہے اکثر کہ دل بے چین ہونے لگتا ہے، طرح طرح کے واہے اور وسوسے آپ کو ستانے لگتے ہیں۔ ایک ایسی بے نام ناقابلِ بیاں عجیب گھٹن زدہ کیفیت کہ جو پل بھر ہمیں چین نہ لینے دے۔ کہ جو ہم سمجھ نہ سکیں۔ لیکن اب چھوڑو یہ ایسے ہونا تو قدرتی ہے سب کے ساتھ ایسا ہوتا ہے تمہارے ساتھ بھی ہوتا ہوگا ہیں نا؟؟؟ (فاریہ نے آخر میں اس کی رائے طلب کی)

ارسم اسے دیکھتے ہوئے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنے لگا۔ لیکن دل اپنے اقرار کو انکار میں بدلنے پر قطعاً راضی نہ تھا۔ رسم اضطراری انداز میں ٹیبل کی سطح پر دائیں ہاتھ کی انگلیاں رگڑنے لگا اور فاریہ کے سوال پر جی کڑا کر حوصلہ کرتے ہوئے بالا آخر اپنی آج کی اس ملاقات کا مقصد بتانا چاہا۔

"فاریہ میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں (اس کے یوں سپاٹ چہرے کے ساتھ کہے الفاظ پر فاریہ نے اسے بات جاری رکھنے عندیہ دیا)

"ہاں ضرور

"تم جانتی ہو ہمارا رشتہ اچانک سے طے ہوا ماما نے بیٹھے بٹھائے تمہیں میرے لیے مانگ لیا جبکہ ہماری زندگی کا اتنا اہم فیصلہ اور ہم دونوں کو خبر نہ ہوئی۔ یعنی ہم دونوں انجان تھے پھر بات ڈن ہوئی اور اب منگنی پھر آف کورس شادی۔۔۔ ایسے یہ سب اچانک سے ہو رہا نہیں مطلب ہونے والا ہے۔۔۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ

"مجھے اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں۔ ہوا تو اچانک ہی ہے مگر میں دل سے اس رشتے پہ راضی ہوں تمہیں میری رائے کو لے کر فکر مند ہونے کی بالکل ضرورت نہیں (فارہ نے اپنے تئیں اس کی بوکھلاہٹ اور بے ربط باتوں کو سمجھ کر مناسب جواب دیا)

"میں تم سے کچھ اور کہنا چاہتا ہوں (اس نے نئے سرے سے خود کو مضبوط بنا کر کہا)  
"تو کہہ بھی چکو ایسے تمہید کیوں باندھ رہے ہو ڈائریکٹ بات کرو کیا تم ابھی شادی نہیں کرنا چاہتے؟  
"نہیں شادی تو کرنی ہے اس پر اعتراض نہیں  
"تو پھر مسئلہ کیا ہے؟  
"شادی پہ!

"اوہ خدا۔۔۔ ابھی تو تم کہہ رہے ہو شادی پر اعتراض نہیں اور ابھی (فارہ کے ذہن میں کچھ کلک ہوا اور وہ پل بھر کو رک کر تصدیق طلب لہجے میں ٹھہر ٹھہر کر بولی)  
"کہیں تمہیں مجھ سے شادی پہ اعتراض تو نہیں (ارسم کو اس سے اس سوال کی ہرگز توقع نہیں تھی)  
"کون ہے وہ؟ (اس کی مسلسل خاموشی پر فارہ نے سر جھکا کر چائے کے کپ کے کنارے پر شہادت کی انگلی پھیرتے دھیرے سے ڈوبتے لہجے میں استفسار کیا)

"نور! (لفظی جواب فارہ پر بجلی بن کے گرا۔۔۔ جھٹکے سے جھکا سر اٹھایا تو ارسم کا اٹھا سر جھک گیا۔۔۔ خاموشی نے ان دونوں کے گرد باڑ لگائی۔۔۔ ریسٹورنٹ کے پر رونق ماحول سے اچانک وحشت ٹپکنے لگی۔۔۔ فارہ کا اندازہ سچ ثابت ہوا۔۔۔ رشتہ ڈن ہونے کے بعد ارسم کے رویے میں بدلاؤ ٹھیک ہی محسوس کیا تھا فارہ نے۔۔۔۔۔ فارہ کی زخمی نگاہوں میں دیکھنے کی سکت ارسم کے پاس نہیں تھی۔ فارہ

کی کانچ سی آنکھوں کے کنارے بھیگ گئے۔ ناچاہ کے بھی وہ جبرے بھینچ کر اپنے آپ کو بکھرنے سے روکنے کی خاطر آس پاس کے ہنستے کھکھلاہٹوں سے مزین چہروں کو دیکھنے لگی۔۔۔ لیکن یہ کوشش رائیگاں گئی۔ اپنا پیر کے پاس دھرا پرس اٹھا کر وہ کرسی دھکیل کر اٹھی اور ریسٹورنٹ کے گلاس ڈور کی طرف چلنے لگی۔

"فاریہ!۔۔۔ فاریہ رکو۔۔۔ میری بات تو سنو۔

فاریہ بے ساختہ اُٹنے والے اپنے آنسوؤں کو بہنے سے روکتی تیز تیز قدم اٹھاتی آگے چلتی رہی۔ دل کا درد شدید تھا۔۔۔ فوراً سے اس درد کی دوا ممکن نہ تھی۔

ارسم نے اپنے والٹ سے ہزار کے کئی نوٹ ٹیبل پر رکھ کر اسے روکنے کی سعی کی جو اب گلاس ڈور پیش کرتی باہر نکل رہی تھی۔۔۔ رسم بھاگ کر اس کے پیچھے ہولیا۔۔۔

"نور! نور! نور!

فاریہ کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔ قدم کہیں رکھتی اور پڑتا کہیں۔ اسی دوران عین ریسٹورنٹ کی سیڑھیوں کے سامنے موٹر بائیک رکا جس پر دو نقاب پوش افراد سوار تھے۔۔۔ پیچھے بیٹھے نقاب پوش نے اپنی چادر میں چھپائے پستول کا رخ رسم کی طرف کیا۔

ارسم فاریہ سے تین سیڑھیوں کی دوری پہ اس کے پیچھے تیزی سے سیڑھیاں اتر رہا تھا۔

"ٹھاہ! (فضا میں فائر کی آواز گونجی ساتھ ہی فاریہ کی دلدوز چیخ بھی)

"ارسم! (کانپتے ہوئے ہونٹوں سے اسے پکارا)

"فاریہ! رسم نے زیر لب کپکپاتے لبوں سے اس کا نام لیا

.....

تیز رفتار ٹرک موٹر سائیکل کو ٹکرا کر موقع سے فرار۔۔۔ موٹر سائیکل سوار مرد اور خاتون، دونوں ہی موقع پر جاں بحق ہو گئے۔۔۔ لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت نعشوں کو سول ہسپتال منتقل کر دیا۔۔۔ جہاں پولیس بھی پہنچ چکی تھی۔۔۔ میتیوں کی شناخت کے بعد ان کے سامان سے برا ہونے والے موبائل فون سے ان کے ورثاء سے رابطہ کیا گیا۔ مرنے والوں کی شناخت مختار احمد اور رضیہ اصغر کے نام سے ہوئی۔

.....

یہ ہال نما کمرات جہاں ہر طرف سفیدی چھائی ہوئی تھی۔۔۔ ہر طرف عجب سفید دھوئیں کے بادل چھائے تھے جن میں اقراء اکیلی گھبراہٹ میں کبھی ایک دروازے کی طرف لپک کر اسے کھولنے کی کوشش کرتی ساتھ میں صدا دیتی

"امی؟؟؟ امی؟؟ کوئی ہے کیا؟ امی؟؟؟"

تو کبھی دوسرے دروازے کی طرف لپک کر یونہی آوازیں لگاتی۔ مگر اس گہری تنہائی اور وحشت زدہ خاموشی میں کوئی اس کی پکار پر لبیک کہنے کو نہ آیا۔۔۔ وہ کتنی ہی دیر تڑپتی بلکتی رہی مگر وہاں اکیلے میں کوئی اس کا اپنا نہ آیا۔۔۔ چار سو ہو کا عالم اس پر اس کا اکیلا پن۔۔۔ وہ جائے تو جائے کہاں۔۔۔ اس چار دیواری سے رہائی بھی ممکن نہ تھی۔

اچانک سے سس کی آنکھ کھلی اور خود کو سر شلف سے ٹکائے اسٹول پر بیٹھے پایا۔۔۔ جانے کیسے اسے اونگھ آگئی اور وہ یوں ہی بیٹھے بیٹھے سو گئی۔

اس کا سارا بدن پسینے میں شرابور تھا۔۔۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ یہ صرف خواب تھا۔۔۔ بے ساختہ جھرجھری لی۔۔۔ اللہ نہ کرے وہ یوں کبھی بے یار و مددگار ہو۔ خود کو تسلی دلا سہ دینے کے بعد سیدھی ہو کر اپنے بالوں کو ہاتھ مار کر پیچھے کیا جو اس کی چوٹی سے نکل کر پسینے سے بھگے ماتھے پر چپک گئے تھے۔۔۔ پھر وہ اٹھی اور فریج سے پانی کی بوتل نکال کر گلاس میں انڈیلا اور ابھی وہ پہلا گھونٹ بھرتی کے دروازے پر نیل ہوئی اور گلاس وہیں اسٹول پر تیزی سے رکھ کر وہ باہر بھاگی۔

"کون ہے؟ (دروازے پر آواز دی تو ساتھ پڑوسن خالہ نصرت کی آواز سنائی دی)

"اقراء دروازہ کھولو!

اقراء نے جھٹ سے دروازہ کھولا اور سامنے کا منظر اس کا دل چیر گیا۔۔۔ پیروں تلے زمین نکل گئی۔۔۔

-ایمبولینس سے چارپائی پر منتقل ہوتی میتیوں کو دیکھ کر بہت زور سے دل کی سائیڈ پر درد اٹھا جسے بے ساختہ اپنا ہاتھ رکھ کر سہنے کی کوشش کی۔

خون میں لت پت اس کی جان سے پیاری ماں! اس کی زندگی کا واحد اثاثہ۔۔۔ اس کے جینے کی امنگ۔

اس کا اکلوتا خونی رشتہ۔ اکیلا ایسا رشتہ جو اس سے مخلص تھا اس گھر میں۔ ایک ایسا سہارا کہ جس کی بدولت وہ اس گھر میں پناہ گزیر تھی۔ واحد چھائوں جو زمانے کے سرد و گرم سے اسے بچائے ہوئے تھی۔ وہ دامن جو اسے اپنے آپ میں چھپائے اس کا محافظ تھا۔ وہ محافظ وہ سہارا وہ جان سے عزیز ہستی اس دار فانی میں اس بھیڑیوں کی دنیا میں اسے تنہا چھوڑ کر چلی گئی۔ اسے جیتے جی مار گئی۔

وہ سناٹوں میں گھری یک ٹک ساکت لب خاموش نگاہوں اور رکی رکی سانس لیے من من بھاری پائوں کو بڑی ہمت سے گھیٹتے ہوئے اس چارپائی کے قریب آئی جس پر اس کی ماں کے مردہ جسم کو لٹایا گیا۔ وہ یوں ہی بے بسی ہی تصویر بنی خاموشی کی چادر اوڑھے اس صدمے کو سہنے اس غم کو برداشت کرنے اور سب سے بڑھ کر حقیقت کو تسلیم کرنے کے قابل نہیں ہوئی تھی۔ دوپٹہ سے سے ڈھلک کر کندھے پر آٹھرا لیکن وہ اپنے آپ سے اس وقت قطعاً انجان تھی۔

محلے داروں نے مل کر دونوں میتیں گھر کے آنگن میں رکھ دیں۔ گھر کے دونوں بڑے یوں اچانک سے داغ مفارقت دے کر اس دنیا سے کوچ کر گئے جس پر ہر آنکھ نم تھی۔ عورتیں بین کرتی ہوئی اور مرد ایک دوسرے سے تعزیت بھرے کلمات کہہ رہے تھے۔ طلحہ اپنے باپ کی میت کو آنگن میں رکھ کر باہر گلی میں مرد حضرات کے پاس چلا گیا۔

اقراء صورتحال سمجھنے کی کوشش میں تھی۔ کان سائیں سائیں کرتے کسی لہجے آواز کو پہچاننے سے انکاری ہوئے۔ سب آوازیں آپس میں گڈ مڈ ہو رہی تھیں۔ در پہ کھڑے ہو کر اقراء نے مڑ کر سیدھ میں آنگن میں دھری چارپائی کو دیکھا۔۔۔ آس پاس میں کچھ کھڑی کچھ بیٹھی اداس اور غمزدہ چہرے لیے خواتین کو دیکھتے دیکھتے آنکھیں دھندلا گئیں۔ اس دھندلاہٹ میں وہ ساکت رہی۔ اپنی جگہ سے زراٹس سے مس نا ہوئی۔ یونہی جانے وہ کب تلک کھڑی رہتی کہ محلے کی چند خواتین اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔ اسے یوں پتھر بنا دیکھ کر اسے اس کی غائب دماغی کا احساس ہوا تو اسے تھام کر میت کے قریب کرنا چاہا جس پر وہ ہنستے ہوئے پیچھے کو ہو کر اپنا آپ ان سے چھڑوانے لگی۔

"نہیں نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ امی مر نہیں سکتیں (اس کی بڑبڑاہٹ پر سب کا دل مٹھی میں آیا)

"آجا میرا بچہ ماں کے پاس بیٹھ اب یہ کچھ دیر کی مہمان ہے جی بھر کے دیکھ لے ماں کی صورت (کسی محلے دار خاتون نے اسے پچکارتے ہوئے ساتھ لگا کر کہا لہکن وہ بدک گئی)

"میری امی نہیں ہیں یہ میری امی تو زندہ ہیں ابھی ابھی وہ واپس آجائیں گی ابھی وہ بس دیکھنا آپ سب (اقراء کا ذہن کسی طور اس صدمے کو سہنے کے حق میں نہ تھا۔ نہ ہی اس میں یہ درد و غم برداشت کرنے کی سکت تھی۔ وہ اس حقیقت سے انکاری رنج و الم کی تصویر بنی اپنی جگہ کھڑی اور خواتین نے اسے کھینچ کر چارپائی کے قریب کیا اور چارپائی کے نزدیک ہونے پر جب اس نے ماں کو پاس سے دیکھا تو ایک لمحے کو وقت رک گیا۔ سب چیزوں پر سکتا ہوا اور وہ دھڑام سے گھٹنوں کے بل زمین پر ماں کے چہرے کے پاس گری۔ اور سختی سے ان کے چہرے کو خود میں بھینچ کر ماہی لے آب کے جیسے تڑپی

"امی !!! (اس کی دردناک چیخ پر گھر کے در و بام لرز اٹھے۔ محو بقا و غم گسار لوگوں کے رونے میں شدت در آئی)

"امی ! امی آنکھیں کھولیں دیکھیں میں ہوں اقراء امی آنکھیں کھولیں سنیں نا میری بات۔۔۔"

وہ ماں کے چہرے کو دیوانہ وار چومتی تو کبھی ان کے چہرے کو سینے سے لگائے ان کے سر کے بوسے لیتی۔ کیسی قیامت اس پر ٹوٹ پڑی تھی۔ اب وہ کس کے سہارے یہ زندگی جیتی۔ ایسا درد لا دوا وقت کسی دشمن کو بھی نہ ملے جو اس وقت اقراء پر آیا تھا۔ وہ روتی تڑپتی اپنی ماں کی میت سے دھاڑیں مار مار کر روئی۔

ہر انسان کو یہ منظر رولانے کو کافی تھا۔ جواں سالہ بیٹی ماں کی میت سے لپٹی روتی بلکتی ہوئی بے جان وجود کو جھنجھوڑ کر اسے اٹھانے کی سعی کرتی۔ ہر آنکھ پر نم تھی ہر شخص سوگوار تھا۔ فضا میں بو جھل پن اور یاسیت کی آمیزش واضح تھی۔

"حوصلہ کرو بیٹا ایک دن سب کو جانا ہے (کسی خاتون نے اسے دیوانہ وار ماں کو بوسے دیتے خود سے چمٹا کر انہیں چیتے ہوئے صدا دینے سے باز کرنا چاہا)

"نہیں نہیں امی نہیں جا سکتیں مجھے چھوڑ کر یہ مجھے اکیلا نہیں چھوڑ سکتیں۔

"بس بیٹا حوصلہ رکھو (ایک اور آواز کانوں سے ٹکرائی)

"میں انہیں بہت پیاری ہوں ابھی میری آواز سن کر اٹھا جائیں گی۔ امی امی اٹھیں نا دیکھیں یہ سب کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔"

اقراء کو تسلی حوصلے دینے والے سب یہ بھول بیٹھے تھے کہ جانے والوں کا غم جیتے جی مر دیتا ہے۔ جانے والوں کے ساتھ جایا تو نہیں جاتا لیکن ان کے بغیر جیا بھی نہیں جاتا۔ مرنے والوں کا غم انسان کو اندر ہی اندر کھا جاتا ہے۔ جو چلا جائے اس کا لہجہ، اس کی سرگوشیاں اس کی باتیں اس کی یادیں آپ کو مرتے دم تک یاد رہتی ہیں اور آپ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پاتے سوائے اشک باری کے۔ دل تڑپ سا جاتا ہے۔ چلے جانے والوں کے پیچھے رہ جانے والے اکثر کہیں کے نہیں رہتے۔

\*\*\*\*\*

"یار ایک تو یہ لڑکی مجال ہے کبھی وقت پڑنے پہ کال ریسیو کر لے۔"

نور جی بھر کے بدمزہ ہوئی۔ کب سے وہ اقراء کو کال کر رہی تھی لیکن بیل جا رہی تھی اور جواب ندارد۔ نور نے تنگ آکر موبائل بیڈ پر پٹخ دیا اور اپنی کتاب کو پرے ہٹا کر بیڈ سے نیچے اتری، پاؤں میں سلیپر پہننے کے بعد بیڈ پر دھرا ڈوپٹہ اٹھا کر سینے پر پھیلانے وہ باہر نکل آئی۔ نیچے لائونج سے ماما اور تائی جان کی باتوں کی آوازیں آرہی تھیں وہ بھی نیچے چلی آئی۔

"کیا ہوا ہماری چڑیا یوں گم سم بجھی بجھی سی کیوں ہے؟ (تائی جان نے اسے صوفے پر کچھ دیر خاموشی بیٹھا دیکھ کر کہا)

"تائی جان مجھے ٹاپک نہیں سمجھ آرہا اور فاریہ گھر پہ نہیں اور اقراء کال پک نہیں کر رہی (نور نے ان کے پوچھنے پر منہ بسور کے کہا)

"اوہ ہو تو کوئی نہیں ابھی کچھ دیر تک فاریہ واپس آجائے تو اس سے کہہ دینا وہ سمجھا دے گی

"اب چھوڑیں ویسے بھی کل تو منگنی ہے اور پرسوں ہم دونوں آف کریں گی، تو اب سوموار تک راوی چین ہی چین لکھتا ہے (اس کا موڈ فریش دیکھ کر وہ دونوں مطمئن ہو گئیں)

"فاریہ کی شادی کے بعد میرا کیا بنے گا میں تو اکیلی ہو جاؤں گی (وہ پھر سے اداس ہوئی)

"تو ہم جلد سے جلد تمہارے ہاتھ بھی پیلے کر دیں گے (تائی جان کے مشورے پر وہ چونکی پھر سنبھل گئی)

"نہیں اب ایسا بھی نہیں۔ میں نے ابھی کوئی شادی وادی نہیں کرنی۔۔۔ پہلے میں اپنی ڈگری مکمل

کروں گی پھر جاب پھر، اس دوران اچھے سے لائف انجوائے کرنے اور پھر سیٹل ہونے کے بعد ہاتھ

پیلے کرواؤں گی (نور نے اپنے فیوچر پلانز سے ان دونوں کو آگاہ کیا تو وہ دونوں اسے دیکھ کے رہ گئیں)

"اللہ لڑکی کتنے سال ہمارے سر پہ مسلط رہنے کا ارادہ کیے بیٹھی ہو میں تو کل ہی تمہارے بابا کو کہہ رہی تھی کہ اب نور کے لیے بھی رشتہ دیکھنا شروع کریں تو کچھ عرصے تک اسے بھی اپنے گھر کا کریں (ماما کے انکشاف پر وہ آنکھیں کھولے ہکا بکا تاثرات لیے انہیں دیکھے گئی)

"کیا اا؟ آپ نے بابا کو کہہ بھی دیا۔۔۔ ماما میں بتا رہی ہوں ابھی نہیں کرنی مجھے شادی (وہ ایسے اچھل کے کھڑی ہوئی جیسے ابھی کچھ دیر میں رشتہ والے آنے والے ہوں اور بات طے ہونے والی ہو)

"یہ ہم بڑے فیصلہ کریں گے کب کیا کرنا ہے۔ تم اس بارے میں پریشان نہ ہو (ماما نے اسے ٹوک دیا تو تائی جان نے اس کی سائیڈ لی)

"اب ایسی بھی بات نہیں جب تک ہماری بیٹی کی رضا شامل نہیں ہوگی ہم کوئی فیصلہ نہیں کریں گے" یہ ہوئی نابات۔۔۔ لو یوو تائی جان (وہ ان کے گلے سے لگ کر ان کے گال سے اپنا گال لگا کر خوشی سے چہکتی آواز میں بولی)

"ہیلو بابا اسلام و علیکم (نور نے ماما کے نمبر پہ آئی بابا کی کال پک کر لی)

"کیا؟؟؟ (چہرے کے تاثرات یلخت بدلے)

"وہ دونوں ٹھیک تو ہیں نا؟ (نور کی آواز بھرا گئی۔۔۔ دونوں کو ہول اٹھے کہ جانے کس کے متعلق خبر ہے۔ کیا ہوا؟ ان دونوں خواتین نے اشارہ سے اسے پوچھا لیکن وہ بابا سے بات کرتی رہی)

"اچھا ٹھیک ہے ہم ابھی نکل رہے ہیں (نور نے کال کاٹ دی)  
"کیا ہوا؟ سب خیریت ہے نا؟ (تائی جان نے پوچھا مگر وہ اپنی جگہ سن سی بیٹھی رہی)  
"نور تم سے بات کر رہے ہیں بتاؤ کیا ہوا کیا کہہ رہے تھے بابا؟ (ماما نے اس کا شانہ ہلا کر ہوش دلایا)  
"وہ بابا کہہ رہے تھے وہ (اس نے خشک لبوں پر زبان پھیری تائی جان کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھیں)

"بولو نا بیٹا کیا ہوا میرا دل گھبرا رہا ہے (تائی جان نے اسے ہمت دلائی)  
"فاریہ اور ارسم  
"ہائے اللہ کیا ہوا سب خیریت ہے نا وہ دونوں ٹھیک ہیں نا (تائی جان کے دل پر ہاتھ پڑا)  
"ارسم بھائی پہ قاتلانہ حملہ ہوا ہے اور دونوں زخمی ہوئے ہو گئے (نور نے بالا تھوک نکل کر ہمت سے کام لیتے ہوئے آنکھیں بند کیے تیزی سے کہہ دیا)  
"کیا؟ (ماما صدمے سے اپنی جگہ جم گئیں)  
"ہائے میرے اللہ میری فاریہ --- میرا ارسم ہائے میرے بچے وہ دونوں زندہ ہیں نا نور نور وہ زندہ ہیں نا (تائی جان نے اس کے ہاتھوں کو تھام کر کسی قدر ہمت سے پوچھا)  
"وہ دونوں زخمی حالت میں ہسپتال منتقل کر دیے گئے ہیں بابا اور بڑے بابا وہاں پہنچ گئے ہیں ہمیں بھی بلایا ہے (نور نے ان کے ہاتھوں پر گرفت سخت کر لی)  
"میری بیٹی میری فاریہ

"باجی حوصلہ رکھیں انشاء اللہ خدا ہمارے بچوں کو سلامت رکھے کچھ نہیں ہوگا انہیں (ماما نے انہیں خود سے لگالیا اور ان کی کمر تھپتھپا کر حوصلہ دیا)

"انشاء اللہ انہیں کچھ نہیں ہوگا دیکھنا آپ وہ دونوں ٹھیک ہوں گے (نور نے بھرائی آواز اور بھیگی آنکھوں کے کنارے صاف کرتے انہیں ڈھارس بندھائی)

.....

ارسم کے کندھے اور سینے پہ ایک ایک گولی جبکہ فاریہ کے بازو پہ ایک گولی لگی تھی۔۔۔ دونوں اس وقت آپریشن تھیٹر میں تھے۔۔۔ سبھی گھر والے اس وقت ویٹنگ ایریا میں پریشانی اور بے بسی کے عالم میں، خدا سے ان دونوں کی زندگی کی دعائیں کر رہے تھے۔۔۔ کافی دیر گزر جانے کے باوجود انہیں کوئی انفارمیشن نہیں دی گئی تھی۔۔۔ وہ سب انتظار کی سولی پہ لٹکے کانپتے دل اور روتی آنکھوں سے تڑپ تڑپ کے خدا سے التجائیں کر رہے تھے۔

.....

"اوائے تیری تو لاٹری نکل آئی۔ (طلحہ کے دوست نے اس کے کان میں سرگوشی کی)

"چپ کر بیغیرت میرا باپ مر گیا اور تجھے ہری ہری سوچھ رہی ہے (اس نے طلحہ کو ڈپٹا)

"لیکن میری بات تو سن

"بس کر اب میں گھر چلوں۔۔۔ وہ بھی اکیلی ہے (طلحہ کے اٹھنے پر دوست نے اسے روکنا چاہا)

"اویار تجھے کب سے اس حسینہ کی فکر ہونے لگی کہیں کوئی اور چکر تو نہیں ہیں بتا دے (اس کی گری ہوئی بات پر طلحہ نے ایک ہاتھ کی کلائی دوسرے ہاتھ سے مروڑتے ہوئے سخت لہجے میں دانت پیس کے کہا)

"چکر تو تیرے بھائی نے چلا دیا اب دیکھنا یہ ہے کہ کب تک وہ اپنی خیر منائے گی  
"اویے نا کر۔۔ کہیں تو نے وہی تو نہیں کیا جو میں سوچ رہا ہوں (اس کے اندازے کو سو فیصد درست کہنے پر وہ اچھل پڑا)

"پھر کیا بنا؟ معاملات طے پا گئے؟  
"بس تو دیکھتا جا بہت جلد تیرے یار کے دن پھرنے والے ہیں (طلحہ کی کمینگی سے کہنے پر دونوں نے قہقہہ لگایا)۔

.....

جنازے کے بعد کھانا کھا کر آدھے سے زیادہ افراد گھروں کو واپس جا چکے تھے۔۔۔۔۔ لیکن اقراء کی حالت میں بدلاؤ نہ آیا۔۔ وہ یونہی گم سم ساکت برآمدے میں رکھے صوفے پر بے حال سی بیٹھی ہوئی تھی۔ پاس میں کچھ محلے دار خواتین براجمان تھیں۔

"حوصلہ رکھو بیٹا ایک نہ ایک دن ہم سب نے اپنے خالق حقیقی سے جا ملنا ہے صبر کرو خدا تمہارے والدین کی مغفرت فرمائے آمین  
"خدا تم دونوں کو صبر جمیل عطا کرے

"اللہ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور تم دونوں کو صبر دے۔"

سبھی خواتین اسے گلے لگاتیں۔۔۔ ہمت دلاتیں۔۔۔ تعزیتی کلمات کہہ کر رخصت ہوتی گئیں۔۔۔ اب وہ تھی اور ماں کی یادیں۔۔۔ جانے کتنی ہی دیر وہ ماں کی یاد میں کھوئی چپ چاپ آنسو بہاتی رہی کہ بلب کی روشنی میں ایک سایہ سا لہرایا۔۔۔ اور پھر دو قدموں کو دیکھ کر اس نے سہم کے سر اٹھایا۔۔۔ سامنے طلحہ کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ اقراء کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر اتری۔۔۔ دل کی دھڑکن کانوں میں سنائی دینے لگی۔۔۔ بے ساختہ ٹانگوں کے گرد بازوؤں کا گھیرا بنا کر خود کو سمیٹا۔۔۔ طلحہ اس کی ایک ایک حرکت کو اچھے سے نوٹ کر رہا تھا۔

پھر وہ قریب آیا اور صوفے پر زرا فاصلے سے بیٹھ گیا۔ اقراء خوف سے پیچھے کو ہٹی۔۔۔ بلب کی زرد روشنی میں گہرے سناٹوں کے بیچ وہ دونوں تنہا تھے۔۔۔ اقراء پہ یہ کیسی قیامت کا وقت تھا۔۔۔ دنیا میں اس کا اپنا حقیقی سگا سہارا بھی نکچھڑ چکا تھا۔۔۔ اب وہ مکمل طور پر تنہا رہ گئی تھی۔ اب وہ ایسے شخص کے رحم و کرم پر تھی کہ جس کی آنکھوں سے غلاظت ٹپکتی ہے اور جو کردار کا ہلکا ہے۔ لیکن وہ اب اس گھر کو چھوڑ کر جاتی بھی تو کہاں جاتی۔۔۔ لاچار، لاوارث اور بے سہارا لڑکی۔ کون اس کا محافظ رہ گیا تھا۔۔۔ کون اسے چھت دے گا۔۔۔ اس پر گندی نگاہ نہیں ڈالے گا۔۔۔ اسے نوچ کھانے کو نہیں مچلے گا۔۔۔ دل میں ہول اٹھنے لگے۔ وہ اندر ہی اندر آنے والے وقت سے خوف کھائے سکڑی سمٹی ہوئی بیٹھی تھی۔ گھڑی سے بنی اقراء اپنے آپ کو یوں محسوس کر رہی تھی کہ جیسے

بیچ سڑک پہ بھرے مجمع میں کھلے آسمان تلے وہ بے پردہ کھڑی ہو۔ اور دور دور تک تماشبین میں سے شناسا چہرہ دکھائی نہ دے رہا ہو۔

.....

"شکر ہے کا خدا کا لاکھ لاکھ جس نے میری بیٹی کو نئی زندگی بخشی (بھگی آنکھوں سے نمناک لہجے میں پھپھو نے اس کے ماتھے پہ بوسہ دے کے کہا)

"میری بیٹی میری جان اب کیسا فیل کر رہی ہو درد تو نہیں ہو رہا (ماما نے آگے بڑھ کر اس کے سر سے پیسے وار کر ساتھ کھڑے جمال احمد کو پکڑائے پھر اس کے ماتھے پہ بوسہ دیا اور ہاتھ کو چوما)

"ارسم ٹھیک ہے؟ (اس نے ان کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے فکر مندی سے پوچھا)

"ہاں ابھی وہ انڈر آبزرویشن ہے کچھ دیر تک اسے بھی روم میں شفٹ کر دیں گے (بابا نے اس کے ہاتھ پر اپنا رکھ کر کہا)

"تم دونوں نے تو ہم سب کی جان ہی نکال دی لیکن کرم ہے مالک کا کہ دونوں سلامت ہو (چاچی نے اسے دیکھتے ہوئے پیار سے تشکر بھرے انداز میں کہا)

وہ سب اس وقت اس کے بیڈ کے پاس کھڑے ہوئے تھے سوائے نور کے بابا کے جو ارسم کی رپورٹس کے سلسلے میں ڈاکٹر سے بات کرنے گئے ہوئے تھے۔

فاریہ کو ہوش میں آتا دیکھ کر سبھی اس کی طرف لپکے مع سوائے نور کے جو آرام سے اٹھ کر بیڈ کے قریب آئی اور چپ چاپ ایک سائیڈ پہ تایا جان کے ساتھ کھڑی رہی۔



لگی۔۔۔ فاریہ کا اندازہ سچ ثابت ہوا۔۔۔ رشتہ ڈن ہونے کے بعد رسم کے رویے میں بدلاؤ ٹھیک ہی محسوس کیا تھا فاریہ نے۔۔۔۔۔ فاریہ کی زخمی نگاہوں میں دیکھنے کی سکت رسم کے پاس نہیں تھی۔ فاریہ کی کانچ سی آنکھوں کے کنارے بھیگ گئے۔

"تم نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ اتنی انرجی ویسٹ کروادی میری وہ بھی چند گھنٹوں کے اندر اندر (نور نے بھرائی آواز میں اس کے نزدیک ہو کر سوس سوس کرتی آواز میں شکوہ کیا۔۔۔ پھر اس کے شانے پر اپنے بازو پھیلا کر اسے سینے سے لگالیا)

تبھی فاریہ کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا اور وہ ہوش میں آئی۔۔۔ نور نے اسے کچھ لمحے خود سے لگائے رکھا۔ پھر آنسوؤں سے تر ہوتی نگاہوں کو ہتھیلی سے صاف کرتی پیچھے ہٹی

"تمہاری اس چہیتی دوست نے زندگی میں پہلی بار اتنے گھٹنے گزرنے کے باوجود کچھ کھایا پیا نہیں (ماما نے اپنی بیٹی کو آگاہ کرتے ہوئے محبت سے نور کو خود سے لگالیا)

"اس کی بس ایک ہی رٹ تھی دونوں صحیح ہوں ورنہ نور یونہی بھوکی رہے گی

"ہمارے بچوں کا آپس میں پیار بھی تو بہت ہے بس اللہ پاک انہیں سلامت رکھے اور ان کی خوشیاں دیکھنا نصیب کرے ہمیں آمین

"مسٹر رسم کو ہوش آگیا ہے آپ لوگ ان سے مل سکتے ہیں (دروازے سے نرس اندر آئی اور انہیں اطلاع دے کر واپس چلی گئی)

"شکر ہے یا میرے مالک میں ابھی اسے دیکھ لوں میرا بیٹا (پھپھو ان سے کہہ کر فوراً باہر بڑھیں اور پیچھے سبھی ان دونوں کو اکیلا چھوڑ کر چلے گئے)

"مجھے بھی ارسم سے ملنا ہے (فاریہ نے اٹھنے کی کوشش کی پھر درد کی شدت سے ہونٹ بھینچ کر واپس لیٹ گئی)

"تم پاگل واکل ہو کیا زخم تازہ ہے ابھی اور تم اٹھ رہی ہو کھانا بابا نے کہ کل مل لینا ارسم سے آج مکمل ریٹ زرا سا بھی نہیں ہلنا جلنا آئی سمجھ (نور نے اسے ڈپٹا پھر اسی کے ساتھ بیڈ پر جگہ بنا کر ترچھی ہو کر بیٹھ گئی)

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟ (نور نے اسے خود کو کافی دیر خاموش نگاہوں سے دیکھتے ہوئے استفسار کیا) "کچھ نہیں بس ایسے ہی۔۔۔ آنکھیں پیاری لگ رہی ہیں تمہاری شاید حد سے زیادہ روئی ہو تم "اب خیر ایسی بھی کوئی بات نہیں وہ تو ارسم بھائی کا سوچ سوچ کر زیادہ رونا آیا مجھے "اور وہ کیوں؟

"یار اب ہونے والی زوجہ یوں اچانک سے داغ مفارقت دے کر چلی جاتی تو سوچو وہ کتنے دکھی ہوتے "پھر تمہیں بیاہ دیتے ان کے ساتھ نو پر اہلم

"اللہ نہ کرے بھائی ہیں وہ میرے اور ویسے بھی اب چھوڑو یہ فضول باتیں خدا تم دونوں کو سلامت رکھے اور جلد سے جلد تم دونوں کی شادی کے چاول کھانے کو نصیب ہوں مجھے (نور نے باقاعدہ دعا مانگ کر ہاتھوں کو چہرے پر پھیرا)

"حد ہے یار یعنی تمہیں شادی کے چاولوں سے مطلب ہے بسبس

"ہاں تو ہر انسان کی خوشی اور غم کے ترازو الگ الگ ہوتے ہیں۔ اب مجھے کھانے پینے سے خوشی ملتی ہے اور تمہیں مجھے ستانے سے

"اچھا جی اور جو تم مجھے ستاتی ہو اس کا کیا (وہ دونوں یہ بھول گئیں کے اس وقت وہ ہسپتال میں موجود ہیں اور آپس میں تو تو میں میں شروع کر دی)

"نہیں تو تم چھیڑا ہی نا کرو مجھے تو میں بھی نہیں چھیڑوں گی تمہیں سمپل (نور نے شان بے نیازی سے جواب دے کر اس کی بولتی بند کروادی وہ بھی آنکھیں موند گئی)

"ایک بات کہوں؟ (کچھ دیر توقف کے بعد کمرے کی خاموش فضا میں نور کی آواز ابھری)

"ممم (فاریہ نے آنکھیں ہنوز بند رکھیں)

"کل مجھے شدت سے یہ احساس ہوا کہ تم واقعی بہت بہت زیادہ عزیز ہو مجھے اگر خدا نخواستہ تمہیں کچھ ہو جاتا تو یہ سوچ سوچ کر ہی میری جان نکلی جا رہی تھی (نور سر جھکا کر اپنے آپ کو رونے سے روکتی بھرائی آواز میں دھیرے دھیرے بولی تو فاریہ کو اپنا دکھتا سر اور بازو کے زخم سے اٹھتی ٹیسیں بھول گئیں۔۔۔ جھٹ سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تو خوشگوار حیرت ہوئی)

"یہ تم رو رہی ہو نور؟ (فاریہ نے اس کے بازو کو پکڑ کر حیرانگی سے کہا تو اپنے آنسوؤں پہ بند باندھتی نور نے فاریہ کے سینے پر سر رکھ دیا)

"تم جانتی تو ہو مجھے مجھ سے کسی کی زرا سی تکلیف برداشت نہیں ہوتی تو تمہیں یوں اس حال میں کیسے دیکھ سکتی ہوں میں (وہ ہمیشہ سے اپنی فیلنگز کو خود میں چھپا کر رکھنے والی لڑکی آج اسے یوں ہسپتال کے بستر پر دیکھ کر تڑپ اٹھی)

"ری لیکس نور میں بالکل ٹھیک ہوں (فاریہ اسے یوں روتا دیکھ کر دم بخود رہ گئی۔۔۔۔۔ یوں آج تک وہ کبھی نہیں بکھری تھی۔۔۔۔۔ فاریہ نے بہ مشکل درد کو سہتے ہوئے نور کے سر پہ ہاتھ پھیر کے نرمی سے کہا)

"یار کیوں ہسپتال کو اپنے آنسوؤں کے سونامی سے ڈوبونا چاہتی ہو اب بس کرو شاباش نور (فاریہ کے دوبارہ کہنے پر نور سو سوں کرتی اٹھی اور فاریہ کی بیڈ سائیڈ پر ٹیبل پر رکھے ٹشو باکس سے ایک ساتھ تین چار ٹشو نکال کر ناک صاف کی البتہ آنسوؤں کے نشان نہیں مٹائے)

"ویسے آپس کی بات ہے (فاریہ نے پر تجسس آواز میں سرگوشی کی تو نور نے اس کے قریب ہو کر ابرو اچکائے)

"ایمان سے تم روتی ہوئی نہایت بری لگتی ہو (فاریہ کی شرارت پر نور نے اس کے پیٹوں میں جکڑے ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے چیلنج کیا)

"تم نا انسان کہلانے کے قابل ہی نہیں ایک تو میں یہاں رو رو کر ہلکان ہو رہی ہوں اور تمہیں میرے روتے چہرے کے تاثرات پر ہنسی آرہی ہے ایک ہاتھ مارنا ہے تو چیخیں نکلیں گی تمہاری (نور نے ہونہر کر سخت نگاہوں سے اسے دیکھا جو دانتوں کی نمائش کرتی اسے تائو دلا رہی تھی)

"تم ہاتھ لگا کے دکھائو پورا ہسپتال سر پہ نہ اٹھا لیا تو میرا نام بدل دینا (فاریہ نے اسے چڑایا تو وہ بڑا بڑائی جس پر فاریہ نے پوچھا)

"یہ کیا بولی ہو ابھی تم؟

"تمہارا نیا نام

"وہ کیا؟"

"ڈھیٹ بے شرم"

"ہاہاہا شکریہ شکریہ مہربانی (فارہ نے قہقہہ لگایا اور اسی ہنسنے کے چکر میں اپنا بازو اٹھایا اور کراہتے ہوئے نیچے بیڈ پر رکھا)

اور تبھی نرس فارہ کے چیک اپ کے لیے اندر آئی تو فارہ نے جان کر بلند آواز سے واویلا شروع کر دیا)

"ہائے میرے بازو میں درد کروایا ہائے ظالم (فارہ کو گولی بائیں پر لگی تھی جبکہ نور بیڈ کی دائیں طرف بیٹھی تھی)

"کیا ہوا انہیں؟ (نرس تیزی سے اس کے پاس آئی)

"کچھ نہیں ہوا سسٹر میں تو یہاں بیٹھی ہوں اس طرف۔۔۔۔ میں نے تو قسم لے لیں اسے چھیڑا بھی نہیں یہ خود ہی اپنا بازو چھیڑ رہی ہے

"انفج جھوٹی عورت نے میرا زخم دکھا دیا اور مانتی بھی نہیں (فارہ آنکھیں میچ کر بھرائی آواز میں اپنی اکیٹنگ کے بھرپور جوہر دکھاتی نور کو اس وقت سخت زہر لگ رہی تھی۔۔۔۔ وہ اچھے سے اس کی حرکت کو سمجھ گئی تھی)

"دیکھیں آپ مہربانی فرما کر باہر جائیں پشنت کو ابھی پین کلر لگایا تھا اور آپ انہیں تکلیف دینے چلی آئی ہیں باہر جائیں آپ (نور کو باہر کی سمت اشارہ سے کمرے سے نکل جانے کا حکم دیتی سسٹر کو نور نے نخوت سے دیکھا پھر گہرا سانس لے کر مٹھیاں بھینچ کر چہرے پر نرمی کا تاثر کے کر باہر کو بڑھی



وہ دونوں اس وقت اپنے مخصوص مشترکہ جگہ پر شیخ سے میٹنگ کے لیے آئے بیٹھے تھے۔۔۔ لکڑی کے فل سائز میز کے ایک طرف وکی۔۔۔ دوسری طرف "سنیک مین"۔۔۔ سامنے دیوار پر نصب ایک ای ڈی کی روشن اسکرین پر ان دونوں کا ہیڈ شیخ ان دونوں سے ان کے کاموں کی تفصیلات ہو چھ رہا تھا۔۔۔ شیخ بہت جلد پاکستان میں اپنے دائیں ہاتھ یعنی ان دونوں میں سے ایک کو اپنا جونیئر منتخب کرنے والا تھا ایسے میں وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو نیچا دکھانے اور شیخ کے سامنے نمبر بنانے کے چکر میں پڑے تھے۔

"لیکن اگر یہ پلان فیل ہوا تو جانتے کیا ہو گا تمہارے ساتھ؟ (سنیک مین کے نئے پلان پر شیخ کی آواز گونجی)

"انجام کی فکر اسے ہونی چاہیے جسے اپنا پلان فیل ہونے کا ڈر ہو جبکہ سنیک مین کے پلان فیک نہیں ہوتے (سنیک مین نے ایک نظر وکی کو دیکھ کر تفاخر سے گردن اکڑا کر مغرورانہ انداز میں کہا جس پر وکی نے پہلو بدلا اور شیخ سے بولا)

"کچھ لوگوں کو ان کا حد سے زیادہ غرور اور گھمنڈ انہیں لے ڈوبتا ہے

"اور اکثر لوگ بزدلوں کی طرح میرے پیچھے میری ہر حرکت پر نظر رکھنے کے باوجود بھی مجھ سے ڈائریکٹ بات کرنے کی جرات نہیں کر پاتے (وکی کم و بیش اپنے مخصوص بندوں کے ہاتھوں ہی سنیک مین کو پیغام بھجوایا کرتا ہے اور اس انداز پر سنیک مین نے چوٹ کی تو وہ طیش میں آگیا)

"اس بزدل نے ایک ہی وار ایسا کرنا ہے جو تجھے پاتال میں پھینک دے گا

"بسبس بہت ہوا تم دونوں کا یہ شو۔

شیخ نے انہیں اونچی اور کرخت آواز میں ٹوکا) اپنی بکواس بند رکھا کرو میرے سامنے یہ کتے کی طرح لڑائی مجھے نہیں پسند اور کان کھول کر سن لو۔۔۔۔ جو میں نے کہا ہے ویسا کرو۔۔۔ اگلے ماہ کی دس سے پہلے پہلے اپنی اگلی ڈیلیوری چاہیے مجھے اور ایک دن تو دور ایک سیکنڈ بھی اگلی تاریخ کا شامل ہوا تو دوسرا خود بخود پیچھے ہٹ جانا چاہیے اب دفع ہو جاؤ۔

شیخ نے آخر میں انہیں گالیوں سے نوازتے ہوئے کال ڈسکنٹ کی اور اب وہ دونوں وہاں وہ گئے تھے۔ سنیک مین اپنی اسٹک پر ہاتھ جما کر اٹھا اور اپنی ہیٹ کو مزید نیچے کرتے ہوئے آگے چل پڑا کہ پیچھے سے وکی کی کہی بات پر اسے رکنا پڑا۔

"مجھے ابھی سے اپنا ہیڈ تسلیم کر لو بعد میں میرے حکم ماننے پر تکلیف تھوڑی کم ہوگی (وکی نے اس کی پشت کو گھورا اور جواب کا منتظر رہا لیکن وہ قہقہے لگاتے ہوئے اس کی کم عقلی پر تالیاں بجانے لگا پھر رخ موڑے بنا آرام سے بولتا اس کا سکون غارت کر گیا)

"کتے گلیوں میں آوارہ گردی کریں تو اچھے لگتے ہیں جنگل کی بادشاہت شیر کو ججتی ہے (وہ کہہ کر وہاں سے جا چکا تھا لیکن وکی وہیں بیٹھا کتنی دیر اس کے لفظوں پہ پیچ و تاب کھاتا اسے کوستا رہا۔

.....

ارسم کو آئی سی یو سے فاریہ کے روم میں ہی شفٹ کر دیا تھا۔۔۔۔۔ بڑے اپنی باتوں میں مگن تھے۔۔۔ جبکہ ان دونوں کے بیڈز کے بیچ کیس چئیر پر نور براجمان تھی۔۔ فاریہ اور ارسم کی اندرون

خلفشار سے انجان نور ان دونوں کے اتری شکلوں کو دیکھ کر اپنے اندازے لگا رہی تھی۔۔۔ فاریہ سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہوئے اس نے ارسم کو گہری سوچ کر سمندر سے باہر نکالا۔  
"اب کیسا فیل کر رہے ہیں؟"

"ٹھیک ہوں (اس نے نور کے چہرے کی سمت دیکھنے سے اجتناب کیا)  
"یہ چپ چپ کیوں ہیں آپ دونوں؟ (نور نے اسے چھیڑا مگر اس نے سنجیدگی سے نفی میں سر ہلایا)  
"درد ہو رہا ہے آپ کو؟ (اسے خاموش دیکھ کر نور نے دوبارہ سوال کیا)  
"نہیں (وہ ان دونوں کو دیکھنے کی بجائے چت لیٹا اوپر کی سمت دیکھ رہا تھا)  
"یہ آپ دونوں کو ہوا کیا ہے نا سلام نا دعا ایک دوسرے سے کہیں ہم سب کے اٹھنے کا انتظار تو نہیں کر رہے اگر ایسا ہے تو بے فکر رہیں میں ابھی ان سب کو باہر جانے کا کہہ دیتی ہوں  
"آپ سب سے گزارش ہے کہ ان مریضوں کو ریسٹ کرنے دیا جائے تاکہ یہ جلد صحتیاب ہوں اور ہمیں ان کا فرض نبھانے اور مجھے اس نامعقول سے جان چھڑانے کا موقع نصیب ہو (نور کی حد ادب ہاتھ جوڑ کر مودبانہ انداز میں کی گئی گزارش پر وہ سبھی ہنستے ہوئے اس کی بات سے متفق ہوئے۔۔۔۔  
۔۔۔۔۔ ارسم اور فاریہ اسے روکتے رہ گئے مگر وہ نار کی)

"بالکل یہ ٹھیک کہہ رہی ہے اب ہمیں ان دونوں کو ریسٹ کرنے دینا چاہیے (یہ کہہ کر پھپھو اٹھ کر ارسم کے پاس آئیں اس کا ماتھا چوما  
"چلو بیٹا اب تم لوگ ریسٹ کرو شکر الحمد للہ میرے بچے خیریت سے ہیں۔"

فاریہ کو ماما نے پیار کیا اور دعائیں دیتے وہاں سے باقی سب کی معیت میں روم سے باہر چلی گئیں۔ جب سب وہاں سے باہر چلے گئے تو نور نے ہاتھوں کو کمر پہ باندھ کر ان کی طرف ایڑیوں پہ گھوم کر بولی۔

"جی تو اب آپ دونوں باتیں کریں۔۔۔ آئی مین ریٹ کریں میں بھی زرا باہر کی ہوا کھالوں (وہ کہہ کر فاریہ کو شرارت سے دیکھتی وہاں سے چلی گئی۔

اب وہ دونوں اکیلے تھے روم میں۔۔۔ ایک دوسرے کی حالت سے وہ اچھے سے آگاہ تھے۔ رسم فاریہ سے بات کرنے کے لیے الفاظ کا چناؤ کر رہا تھا جبکہ فاریہ نے ساتھ بائیں طرف بنی کھڑکی سے دکھائی دیتے نیلے آسمان پر نگاہیں مرکوز کر لیں۔ جامد خاموشی نے دونوں کے گرد حصار بنایا۔ رسم نے کن اکھیوں سے اس کی سمت دیکھا مگر وہ دوسری طرف دیکھ رہی تھی۔ اب ہم تو وہ اس کے سر پہ پھوڑ چکا تھا۔۔۔ اب اسے اپنا نقطہ نظر بتانا اس کا فرض بنتا تھا۔

"فاریہ !!! (اس نے چھت کو دیکھتے ہوئے اسے پکارا اور فاریہ کو معلوم تھا اب وہ اپنے کل کے کیے انکشاف پر بات کرے گا)

"فاریہ میری بات سنو (فاریہ کی طرف سے جواب ناپا کر وہ دوبارہ گویا ہوا)

فاریہ کو شدید حیرانی تو خود پر تھی۔ اس کا دل کل کی طرح دھڑکا نہیں تھا۔ کل جیسے وہ رسم کے انکشاف پر خود کو بے مول بے وقعت محسوس کر رہی تھی آج ایسا کچھ نہیں تھا۔ آج کچھ بھی تو نہیں تھا۔ ہاں اک معمولی نوعیت کا درد سا تھا۔۔۔ شاید وہ نئے جڑنے والے رشتے میں پڑنے والی دراڑ جو

اس رشتے کے قائم ہونے پر اس کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتی وہ احساساتِ ارسم کی ڈالی گئی دراڑ کے بعد اپنی بے توقیری پہ اشکِ کناں تھے۔ آنکھوں کے گوشوں پر نمکین پانی کی لہریں اٹھیں اور گالوں پہ بہہ گئیں جن کے نشاںِ فاریہ نے مٹانے کی کوشش نہیں کی۔

"میں جانتا ہوں تم شکاڈ ہو مجھ پر شدید غصہ بھی آرہا ہے تمہیں اس وقت لیکن یقین کرو فاریہ میں خود بھی اس رشتے کو لے کر کافی الجھنوں کا شکار رہا ہوں۔ میں اس بیچ کے عرصے میں بارہا تمہیں اپنی ان الجھنوں سے متعلق بتانے کا سوچتا لیکن پھر تمہارے دل کے ٹوٹنے کا خیال اتا تو اپنے آپ سے شرمندگی سی ہونے لگتی۔ لیکن فاریہ تم خود بتاؤ جس رشتے میں ہماری رضامندی شامل نہ ہو اسے قائم کرنا سراسر حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ میں نے تمہارے لیے اپنے دل میں جھانکا تو وہاں صرف تم ایک اچھی دوست کی طرح موجود ہو۔ جبکہ نور کے لیے میرے جذبات کچھ اور ہیں۔ میں چاہتا تو اس حقیقت کو اپنے دل میں چھپائے رکھتا لیکن تم سے یہ زیادتی کر کے میں خود کو کبھی معاف نہیں کرتا۔ تمہارا دل دکھا ہے تم اپنے رویے پر حق بجانب ہو۔ تمہیں حق ہے مجھے کھری کھری سناؤ اپنے دل کی بھڑاس نکالو مجھ پر۔ لیکن جس حقیقت سے میں نے پردہ اٹھایا ہے کیا وہ درست ہے یا غلط اس بارے میں بھی ضرور سوچنا۔ میں تم سے معافی کا طلبگار ہوں۔ (وہ اپنی بات مکمل کرنے کے بعد خاموش ہوا تو چند ثانیوں کے وقفے کے بعد فاریہ کے ٹھوس لہجے پر اس نے بے اختیار اسے دیکھا)

"نصیب لکھنے والی ذات نے جس کا جہاں نصیب لکھا ہے وہ وہیں جا کر ملتا ہے۔ تم اگر نور کے لیے ہو تو میں کون ہوتی ہوں اس پر اعتراض کرنے والی۔ اور رہی بات دل دکھنے کی تو کچھ دیر کی تکلیف

ساری زندگی کی تکلیف سے کہیں کم ہے۔ یہی حقیقت اب بڑوں کو بتادو تو بہتر ہے۔ مجھے اُمید ہے تم اس بار سوچنے میں زیادہ وقت نہیں لو گے۔

"شکریہ فار یہ تم نے میرے دل سے بہت بڑا بوجھ کم کر دیا۔ (ارسم نے تشکر آمیز لہجے میں اسے دیکھتے ہوئے کہا جو ابھی تلک نیلے آسمان پر نگاہیں مرکوز کیے ہوئے تھی)

.....

اقراء کی آنکھ سر درد کی وجہ سے کھلی۔ دکھتے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر وہ لیٹے سے اٹھ بیٹھی۔ وہ بیڈ کی بجائے فرش پہ بیڈ کی پانٹی سے ٹیک لگائے امی کو یاد کرتی کب نیند کی وادیوں میں کھوئی اسے کچھ خبر نہ تھی۔

متورم آنکھیں، آنسوؤں کے گالوں پر مٹے مٹے نشان، بکھرے بال اور اداس چہرہ۔ وہ اس وقت غم کی تصویر بنی دوبارہ سے امی کی جدائی پر اشک باری کرنے لگی۔ کہ اچانک سے طلحہ سے رات میں ہوئی گفتگو یاد آگئی۔

"جانے کتنی ہی دیر وہ ماں کی یاد میں کھوئی چپ چاپ آنسو بہاتی رہی کہ بلب کی روشنی میں ایک سایہ سا لہرایا۔۔۔ اور پھر دو قدموں کو دیکھ کر اس نے سہم کے سر اٹھایا۔۔۔ سامنے طلحہ کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ اقرار کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر اتری۔۔۔ دل کی دھڑکن کانوں میں سنائی دینے لگی۔۔۔ بے ساختہ ٹانگوں کے گرد بازوؤں کا گھیرا بنا کر خود کو سمیٹا۔۔۔ طلحہ اس کی ایک ایک حرکت کو اچھے سے نوٹ کر رہا تھا۔

پھر وہ قریب آیا اور صوفے پر زرا فاصلے سے بیٹھ گیا۔ اقراء خوف سے پیچھے کو ہٹی۔۔۔ بلب کی زرد روشنی میں گہرے سناٹوں کے بیچ وہ دونوں تنہا تھے۔۔۔۔۔ اقراء پہ یہ کیسی قیامت کا وقت تھا۔۔۔ دنیا میں اس کا اپنا حقیقی سگا سہارا بھی بچھڑ چکا تھا۔۔۔۔۔ اب وہ مکمل طور پر تنہا رہ گئی تھی۔ اب وہ ایسے شخص کے رحم و کرم پر تھی کہ جس کی آنکھوں سے غلاظت ٹپکتی ہے اور جو کردار کا ہلکا ہے۔ لیکن وہ اب اس گھر کو چھوڑ کر جاتی بھی تو کہاں جاتی۔۔۔ لاچار، لاوارث اور بے سہارا لڑکی۔ کون اس کا محافظ رہ گیا تھا۔۔۔۔۔ کون اسے چھت دے گا۔۔۔ اس پر گندی نگاہ نہیں ڈالے گا۔۔۔ اسے نوچ کھانے کو نہیں ملے گا۔۔۔۔۔ دل میں ہول اٹھنے لگے۔ وہ اندر ہی اندر آنے والے وقت سے خوف کھائے سکڑی سمٹی ہوئی بیٹھی تھی۔ گھڑی سے بنی اقراء اپنے آپ کو یوں محسوس کر رہی تھی کہ جیسے بیچ سڑک پہ بھرے مجمع میں کھلے آسمان تلے وہ بے پردہ کھڑی ہو۔ اور دور دور تک تماشین میں سے شناسا چہرہ دکھائی نہ دے رہا ہو۔

"ہم دونوں ہی اس دنیا میں اکیلے تنہا رہ گئے ہیں۔ تمہارا میرے سوا اور میرا تمہارے سوا اس دنیا میں کوئی بھی نہیں۔ اس حقیقت کو جتنی جلدی ہو سکے تسلیم کر لو۔ (طلحہ کی بے لچک مگر مضبوط لہجے میں کہی باتیں اقراء کی پریشانی میں مزید اضافہ کرنے لگی۔ اس نے ہولے ہولے لرزتے ہوئے پیچھے کو ہوتے ہوئے اس کے اور اپنے بیچ میں فاصلہ بڑھانے کی بے کار سی کوشش کی)

"میں تمہارے ساتھ کچھ برا نہیں کروں گا اقراء۔

وہ کھڑا ہو کر اس کی طرف دیکھے بنا اپنی بات کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا پیچھے بیٹھی اقراء تو سن رہ گئی۔ اس کے وہم و گمان میں بھی یہ نہیں تھا کہ طلحہ اسے یوں بخش دے گا۔

اقراء نے سامنے وال پر کلاک کی جانب نگاہ کی۔ صبح کے ساڑھے آٹھ بج رہے تھے۔ وہ اپنی بے دھیانی میں امی کی مدد کروانے کے لیے اپنی جگہ سے اٹھی اور امی کو آواز دیتی باہر نکلی کے گھر کے سنائے نے اسے ماں کے پچھڑنے کی خبر سنائی۔

وہ بیچ دروازے میں رک گئی۔ لبوں سے ماں کی صدا نکلی اور دل کی حالت غیر ہوئی۔ وہ وہیں دروازے کے بیچ دو زانوں گر کر رونے لگی۔ ماں تو اسے چھوڑ کر جا چکی تھی۔

.....

آج گھر میں والدین کے لیے قرآن خوانی کروائی گئی جس کے بعد شام کے قریب طلحہ کسی ضروری کام کا کہہ کر چلا گیا۔ موسم بھی کافی خراب ہو رہا تھا۔ دوپہر میں گرمی کے بعد اب بادلوں نے آسمان پر اپنے پر پھیلا لیے تھے۔ بادلوں کی گھن گرج سے واضح تھا کہ ابھی کچھ دیر میں بارش ہونے والی ہے۔

اقراء کے پاس شام تک کچھ خواتین بیٹھی رہیں پھر موسم کے بدلتے تیور دیکھ کر وہ بھی اپنے گھروں کو لوٹ گئیں۔ اب اقراء اکیلی برآمدے میں بیٹھی ہوئی تھی۔

پودوں کے پتے ہوا کے دوش پر سوار موسم کا لطف لے رہے تھے۔ بارش کا منظر بھی ہمیشہ کے جیسا تھا۔ ہر منظر ہی تو خوشگوار تھا۔ ہر چیز مکمل تھی۔ ادھوری تو وہ تھی۔ ناامید بے یارو مددگار تو اقراء تھی۔ جو ماں کی یاد میں رو رہی تھی۔

کسی اپنے کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد دنیا کو دیکھنے کا انداز بدل جایا کرتا ہے۔ ہر وہ چیز جو ہمیں خوشی دے ہر وہ کام جو ہم ہنستے مسکراتے کرتے آئے ہوں اچانک سے سب چیزیں اپنی رونق کھو دیتی ہیں۔ ہر مکمل منظر ادھورے پن کا شکار دکھائی دینے لگتا ہے۔

آپ کو ہر بات، ہر آواز، ہر سرگوشی اپنے کھوئے ہوئے شخص کی یاد دلاتی ہے۔ آپ کو اس نام سے انسیت کی وجہ سے وہ نام پکارتے ہوئے دل میں ٹیسیں اٹھتی محسوس ہوتی ہیں۔ دل کی دنیا اجڑ جاتی ہے جب دل کی دنیا میں بسنے والوں کی جان جاتی ہے۔

.....

"ویسے کتنا مبارک دن ثابت ہوا یعنی عین منگنی والے دن دونوں ہسپتال کے بستر پر پڑے ہیں (نور) ان دونوں کے پاس بضد ٹھہری تھی جبکہ بڑے سب گھر چلے گئے۔ ویسے تو ارسم کی سیکورٹی پر مامور پولیس کے چار سپاہی کمرے کے باہر موجود تھے۔ لیکن کسی گھر والے کا ہونا زیادہ بہتر تھا اور نور نے ان دونوں کے پاس ٹھہرنے کی ضد کی جس پر بادل ناخواستہ سب نے اسے اجازت دے دی۔

"تم پہلے تو کبھی اتنا نہیں بولی (فاریہ اسے ٹوک گئی)

"کیا کروں تم دونوں کو اس حالت میں دیکھ کر دماغ پر اثر ہو گیا ہے (اس نے فاریہ کے کان میں سرگوشی کی جس پر فاریہ نے اسے کوفت سے دیکھا)

"اچھا اب ایویں شکلیں نا بناؤ۔۔۔ باہر دیکھو موسم کتنا اچھا ہو رہا ہے (نور نے سامنے کھڑکی سے دیکھتے ہوئے اسے مطلع کیا جس پر فاریہ نے بھی اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا)

"ویسے ایسے موسم میں تو سچ میں چائے کے ساتھ سمو سے اور پکوڑے کھانے کا اپنا ہی مزہ ہے (نور نے حسب عادت کھانے کا تذکرہ کیا اور فاریہ نے اسے گھورا)

"اب ایسے نا دیکھو ورنہ چیخیں مار کے تمہارے ہونے والے ان کو اٹھا دوں گی (اس نے دوسرے بیڈ پر گہری نیند میں سوئے ارسم کی طرف توجہ دلاتے ہوئے دھمکی دی۔۔۔ وہ دونوں آہستہ آواز میں باتیں کر رہے تھے بیچ میں لگا پردہ نور نے فاریہ کے کہنے پر برابر کرنے کے ساتھ لائٹ بھی آف کر دی تاکہ وہ آرام سو سکے۔

اب اس طرف فاریہ کی جان نا چھوڑنے پر ڈٹی ہوئی نور اور نور کی باتیں جاری و ساری تھیں۔ نور نے اچانک سے موبائل اٹھا کر کسی کو کال ملا کر کان سے موبائل لگایا تو فاریہ نے اشارہ کیا تب نور نے موبائل کا رخ اس کی جانب کیا تو سامنے اسکرین پر اقراء کا نام دکھائی دیا۔

.....

اس کے خیالات میں موبائل کی رنگ ٹون نے خلل ڈالا تو وہ اٹھ کر اندر آئی جہاں بیڈ پر اس کا موبائل بچ رہا تھا۔

"ہیلو شکر ہے خدا کا تم نے کال پک کر لی آج اگر تم کال پک نہ کرتی تو میں نے تمہارا موبائل دیوار پہ دے مارنا تھا (نور کی چیختی اور دھمکی آمیز آواز پر اقراء کے روتے دل کو گو نہ سکون ہوا۔ غم کے موسم میں کسی مخلص دوست کا ساتھ کسی نعمت سے کم نہیں ہوتا۔ اس اکیلے پن میں، ایسی تنہائی اور وحشت کے عالم میں نور کی کال آنا اقراء کے لیے باعث سکون تھا زخم جو ابھی بھرا نہیں تھا اس زخم

سے اپنی دوست غمگسار کی آواز سن کر رسنے لگا۔ گلے میں آنسوؤں کا گولہ اٹکا۔ زبان لڑکھڑائی۔ دل بھاری سا ہونے لگا)

"ہیلو تم سن بھی رہی ہو یا خود سے لگی ہوں میں (نور نے مسلسل خاموشی پر موبائل کام سے ہٹا کر اسکرین کو دیکھا پھر واپس کان سے موبائل کو لگا کر پوچھا)

"ادھر دو میری بات کرواؤ یہ میری منگنی میں کیوں نہیں آئی (فاریہ کو نئی شرارت سو جھی تو نور سے کہا)

"رک جائو تم تو۔۔۔ پہلے مجھے تو بات کر لینے دو اقراء بول بھی چکو یار  
"نور (لبوں سے سسکی سی آواز ابھری جس پر نور کی پٹر پٹر چلتی زبان کو بریک لگی)  
"اقراء کیا ہوا؟ سب خیریت ہے؟ (نور نے فکر مندی سے پوچھا)

بادلوں کی گھن گرج کے دوران بارش کی بوندیں برسنے لگیں۔ اقراء کے گھر لائٹ چلی گئی لیکن وہ وہیں بیڈ کے پاس کمرے کے دروازے کی جانب پشت کیے موبائل کان سے لگائے کھڑی اپنے آنسو پیتی بھراے لہجے میں بولی۔

"نور میری امی نہیں رہیں  
"کیا؟ (نور کے دل کو کچھ ہوا)

"کیا ہوا مجھے بھی تو بتاؤ (فاریہ کو کسی انہونی کا احساس ہوا)

"اقراء کب ہوا یہ مجھے بتاؤ میں آؤں تمہارے پاس بولو اقراء کیسے ہوا یہ اچانک (نور کا دل اقراء کے درد پر بھر آیا)

اقراء پلٹی کے اچانک سے ایک نقاب پوش کو اپنے انتہائی قریب دیکھ کر وہ خوف سے چیخ مار کے پیچھے ہٹی اور موبائل ہاتھوں سے چھوٹ کر نیچے فرش پہ گر گیا۔

"ک ک ک کون ہو تم؟ (اقراء دو قدم پیچھے ہوتے ہوئے خوف سے تھر تھر کانپتی بولی)

نقاب پوش نے اسے دبوچنے کے لیے قدم آگے بڑھائے کہ وہ اپنے انجام سوچ کر ہڈیانی انداز میں چیخیں مارتی آنکھیں بند کر کے نیچے بیٹھتی چلی گئی۔

"اقراء اقرء تم ٹھیک ہو ہیلو اقرء (مسلسل چلاتی ہوئی اقرء کی آوازیں آرہی تھیں لیکن جواب ندارد۔ اور کچھ دیر بعد ایک بلند چیخ کے بعد خاموشی چھا گئی۔

کال ڈسکنٹ ہوئی تو نور کے بدلے تاثرات پر فاریہ نے اسے دیکھ کر پوچھا "کیا ہوا نور؟

"کیا بات ہے نور؟ کیا ہوا؟ (ارسم کی آواز پر وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔ نور کی اونچی بے چین آوازیں سن کر وہ سوتے سے جاگ گیا)

\*\*\*\*\*

پوری گلی میں اس وقت ہوکا عالم تھا۔۔ گھروں کی اندرونی عمارتوں سے روشنی کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں اور گلی کی واحد اسٹریٹ لائٹ بند تھی۔ بادلوں کی گھن گرج سے اس گوراندھیرے میں عجیب سا تناؤ اور بے چینی محسوس ہو رہی تھی۔ یوں لگتا کہ جیسے کوئی انہونی ہونے کو ہے۔ جیسے کچھ بہت برا ہونے کو ہے۔

اس خراب موسم میں رات کے اندھیرے میں ڈوبی گلی میں ایک وائٹ کلٹس داخل ہوئی اور سست روی سے چلتی آئی۔ گاڑی میں دو نقاب پوش افراد موجود تھے۔ ڈرائیور نے ساتھ پیئجر سیٹ پر بیٹھے نقاب پوش کے کہنے پر گاڑی ایک گھر کے سامنے روک دی۔ پھر حکم دینے والے نقاب پوش نے اندر بیٹھے بیٹھے چاروں اور نظریں دوڑائیں کہ کوئی انہیں دیکھ نہ رہا ہو۔ پھر اطمینان ہونے پر وہ باہر نکلا اور آہستہ سے چلتا ہوا اس گھر کے دروازے کے قریب آکھڑا ہوا، جس کی تختی پر حکیم منزل لکھا تھا۔ ایک بار چاروں اور دیکھ کر سکون کا سانس لیا۔ پھر ڈرائیور کو اشارہ سے باہر نکلنے کا کہا۔ اور خود اپنا موبائل پینٹ کی جیب میں ڈال کر اس نے دوبارہ سے ادھر ادھر کسی خطرے کی تلاش میں دیکھا۔

وہاں اس وقت ان دونوں کے سوا کوئی موجود نہیں تھا۔ اچانک سے بادلوں نے برسا شروع کیا اور وہ دونوں تیزی سے اندر جانے کا سوچتے ہوئے دیوار کی جانب متوجہ ہوئے۔ گھر کی دیواریں زیادہ اونچی نہ تھیں اسی لیے وہ دیوار پر چڑھ کر گھر کے اندر کودے۔ سامنے برآمدے کی بتی بجھ گئی پہلے والے نے موبائل سے ٹارچ آن کی اور دوسرا اس کے پیچھے ہو لیا۔ لائٹ چلے جانے سے اب گھر مکمل تاریکی میں ڈوب چکا تھا۔

وہ دونوں آہستہ سے چلتے آئے۔ اور اچانک سامنے والے کمرے سے آتی آواز پر دونوں کے کان کھڑے ہوئے وہ چپکے سے برآمدے میں آئے اور کمرے کے دروازے کے پاس دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑے ہوئے۔ ڈرائیور کے کان میں دوسرے نقاب پوش نے سرگوشی کی جس پر اس نے سر ہلایا۔

.....

اقراء کا خوف و دہشت سے آواز نکالنا مشکل ہوا وہ تھر تھر کانپتی فرش پر گری ہوئی پیچھے کوٹھنے لگی۔ نقاب پوش اس کے قریب ہوا اور ایسے میں دوسرا نقاب پوش پیچھے سے اندر داخل ہوا اور اب ایک کی بجائے دو نقاب پوش دیکھ کر رہے رہے اوسان خطا ہوئے۔ موبائل کی ٹارچ آن کیے نقاب پوش نے دوسرے کو اشارے کچھ کہا جس پر وہ عمل کرتے ہوئے آگے بڑھا اور اسے دبوچنے کے لیے اس کے قریب آیا۔

اقراء پیچھے ہٹی دیوار سے جا لگی۔ اس نے قریب آکر اقرار کو پکڑنا چاہا جس پر وہ بھری اور اپنے ہاتھوں پاؤں کا استعمال کرتی اسے پیچھے دھکیلنے لگی اسی ہاتھ پائی کے دوران موبائل فون کی ٹارچ آن کیے شخص کا صبر جواب دے گیا اور وہ موبائل فون بیڈ پر رکھ کے آگے ہوا اور اقرار کو بالوں سے کھینچ کر ایک زبردست طمانچہ اس کے آنسوؤں سے تر گال پر رسید کیا۔ اقرار بے حال ہوئی اس تھپڑ کی تاب نہ لاتے ہوئے ہوش و حواس سے بیگانہ اسی کے بازوؤں میں جھول گئی۔ بڑی مشکل سے وہ دونوں اسے سنبھالنے میں کامیاب ہوئے۔

ایک نقاب پوش نے اقرار کو اٹھایا جبکہ دوسرا آگے موبائل کی ٹارچ ان کیے راستہ دکھانے کو آگے چلا۔ بارش تیز سے تیز تر ہو چکی تھی۔ بارش کی بوندوں کے ساتھ بادلوں کی گھن گرج پھر اس پر بجلی کا چمکنا۔ موسم کا بگڑا مزاج شدت اختیار کر چکا تھا۔

وہ دونوں اقراء کو اغواء کر کے لے جا رہے تھے ایسے میں پورا گھر بارش میں بھگتے ہوئے اس معصوم کے حق میں دعائیں کر رہا تھا۔ خاص کر وہ پودے جن کو وہ ہاتھوں سے پانی دیتی آئی ہے آج تک، جن پھولوں پتوں کو وہ اپنی انگلیوں سے سنوارتی رہی آج وہ بے بس تھے کہ ان کی محسن یوں کسی کی قید میں تھی۔

اس کالی رات میں جانے وہ کن شیطان صفت درندوں کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ رات بھی کیا تخلیق ہے خدا کی۔ پردے کی طرح سے ہے یہ رات اور رات کی تاریکی کا جوڑ۔ ایک طرف سیاہ اعمال کرنے والے اس رات کا انتظار کرتے ہیں تو کہیں درد کے مارے رات میں اپنے خدا کے سامنے ہاتھ پھیلانے کو بے تاب ہوتے ہیں۔ یہ رات اپنے اندر کتنا کچھ سمیٹے ہوئے ہوتی ہے۔ کتنے ہی راز اس رات کے اندھیرے میں دفن ہیں۔ تبھی رات کا اندھیرا گہرا ہوتا چلا جاتا ہے۔

کسی کے آنسوؤں کی جائے پناہ ہے رات، تو کسی کی دعائوں کا حصول ہے رات۔ رات کو پرکھنے سے انسان اس کی تاریکی میں ڈوبتا چلا جاتا ہے مگر ایک سر ہاتھ لگے تو دوسرا ہاتھ سے نکل جائے۔

ایک ہفتہ ہو گیا ہے یار اور اقراء کی کوئی خبر نہیں اللہ جانے وہ کہاں ہوگی، کس حال میں ہوگی (نورِ یاسیت اور "دکھ سے بولتی کھڑکی سے ہٹ کر فاریہ کے پاس بیڈ پر آ بیٹھی

(ہم سوائے دعا کے اور کیا کر سکتے ہیں) فارسیہ نے اسے دیکھتے ہوئے آہستہ آواز میں کہا

(وہ تو ہم سب کر رہے ہیں لیکن دعا کے ساتھ دوا بھی تو ضروری ہے نا) نور کا لہجہ بھرا گیا

یارِ رسم کہہ رہا ہے نا اس نے اپنے آفیسرز کو اقراء کا کیس سپینڈ اوور کیا ہے انشاء اللہ اقراء بہت جلد ہمیں مل جائے گی۔

ویسے یہ کتنی عجیب بات ہے کہ اقراء کا سچ مطلب اس کا فیملی بیک گراؤنڈ ہم دونوں نہیں جانتے تھے۔ اس نے اپنے سوتیلے باپ اور اس کے بیٹے کا ہمیں نہیں بتایا کہ وہ اس کے سگے ہیں ہی نہیں جنہیں وہ آج تک ہمارے سامنے اپنا کہتی رہی اور پھر وہ دونوں ہی کے لیے بوجھ تھی۔ سوائے اس کی ماں کے دنیا میں کوئی اس کا اپنا سگا خونی رشتہ نہیں تھا۔

ارسم کے کہنے پر اقراء کے موبائل کی لوکیشن ٹریس کی گئی۔ پھر اس کے گھر پر پولیس نے چھاپہ مارا لیکن وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ محلے داروں سے تفتیش سے کی گئی۔ طلحہ گھر سے غائب تھا جس پر پولیس نے اس کے دوست کو (حراست میں لیا اور جو معلومات ملیں وہ حیران کن تھیں

ہممم) فارسیہ نے گہرا سانس لیا اور بولنا شروع کیا) دیکھو نور انسان کی ذات بہت سے پردوں میں لپیٹی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ انسان کہاں تک آپ کو اپنی ذات میں رسائی دے یہ اس پر منحصر ہے۔ بعض اوقات جو باتیں جو چیزیں ہمیں معمولی لگ رہی ہوتی ہیں اکثر وہی باتیں وہی چیزیں دوسروں کے درد کا باعث ہوتی ہیں۔ اب اقراء کا باپ

سو تیار تھا اور اس کا بیٹا جسے وہ اپنا بھائی کہتی تھی اس کا کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ وہ اقراء پر گندی نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ اب کہنے میں تو یہ باتیں ہم آسانی سے کہہ لیں لیکن اقراء کا سوچو وہ کیسے یہ بیان کرتی کہ گھر میں رہتے ہوئے بھی وہ غیر محفوظ ہے۔ ماں کے آسر ہے اسے اور وہ ہمیں سمجھانے اور ہماری اکثر نوک جھونک لڑائی جھگڑوں بحث و مباحثے کو یوں چٹکیوں میں نمٹانے والی خود کتنی اذیت کا شکار تھی۔ وہ کیسے اپنا درد ہم سے بیاں کرتی۔ اس کے اپنے اندیشے ہوں گے خدشات ہوں گے۔

ہاں یہ بات تو ٹھیک ہے تمہاری لیکن دوست تو دکھ بانٹنے کے لیے ہوتے ہیں نادوست تو آپ کا سہارا ہوتے ہیں۔" اور اگر دوستوں سے باتیں، جذبات اور احساسات شیر کرنے پر خدشات ہوں تو وہ دوستی تو ناہوئی پھر۔ بھلا دوستوں سے کیسے خدشات۔ ان پر بے اعتباری ہو تو! (نور نے اپنا نقطہ نظر پیش کیا جس کی فاریہ نے بھرپور حمایت کی)

بے شک تمہارا کہنا سو فیصد درست ہے مگر جس پر گزر رہی ہو اسے ہی درد کی شدت کا اندازہ ہوتا ہے شاید اقراء " شرمندگی کی وجہ سے اپنی حقیقت کو ہم سے چھپائے ہوئے تھی یا وہ اس تکلیف کو لفظوں میں بیان کرنے سے قاصر تھی کوئی بھی وجہ ہو سکتی ہے مگر ایک بات ہمیں یاد رکھنی چاہیے کہ چاہے اس نے ہم سے اپنی فیملی سے متعلق جو بھی باتیں چھپائی ہوں اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ وہ ہماری دوست نہیں رہی۔ وہ ہماری بہترین دوست ہے جس نے ہمیشہ ہمیں اچھی باتیں سکھائی ہیں۔ جو ہمیشہ ہمارے لیے بہترین سوچتی ہے۔ کبھی ہمارا نابر اچا ہانا ہمارے ساتھ

کبھی برا کیا۔ اور ہم دعا گو ہیں اس کے لیے۔ خدا اس کا حامی و ناصر رہے اور اسے جلد سے جلد ہم سے ملو ادے آمین۔

(ثم آمین) (نور نے مسکرا کر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا)

آپس کی بات ہے تمہارے انداز لب و لہجہ میں اقراء کی جھلک دکھائی دینے لگی ہے وہی سمجھانے والا پرائیڈ انداز

(نور نے اسے ستائشی نظروں سے دیکھتے کہا)

اچھا جی تو کیا پہلے میں بے سرو پا باتیں کرتی رہی ہوں آج تک

بے شک خدا گواہ ہے فارسیہ اور ایسی سنجیدگی جھوٹ نہ اچھوٹ

(قسم سے یار کیا چیز ہو تم) (فارسیہ نے جھٹ سے ہاتھ نور کے ہاتھ کے نیچے سے کھینچ لیا)

(لو بھلا تم نے سوال کیا میں نے سچ سچ بتا دیا) (نور بیڈ پر دراز ہو کر ہنستے ہوئے بولی)

(کبھی اپنے گریبان میں جھانکا ہے جناب عالیہ نے) (فارسیہ نے اسے گھور کر پوچھا)

الحمد للہ نور ہوں میں، روشن صبح کے جیسے چمکتی ہوئی، چاند کی چاندنی سی، بھلا مجھے اپنے گریبان میں جھانکنے کی کیا

(ضرورت میں تو کھلی کتاب کی طرح ہوں) (نور نے چت لیٹے لیٹے اسے بنا دیکھے جواب دیا)

اور اس کھلی کتاب کا نام بتائوں میں؟

ارشاد ارشاد (نور نے بلا جھجک اجازت دے ڈالی لیکن فاریہ کے دیے گئے عنوان پر وہ جھٹکے سے لیٹے سے اٹھ " بیٹھی اور دانت پیس کر اس پر حملہ آور ہونا چاہا مگر پھر فاریہ نے اسے اپنے بازو کی طرف اشارہ کیا جس پر نور نے (اسے منہ ہی منہ میں گالیاں دینے پر اکتفا کیا " اس کھلی کتاب کا نام ہے 'جو ملے ٹھونسے جانو'")

.....

سرباقی ڈی ٹیلز مجھے جیسے ہی ریسو ہوں گی میں آپ کو فارورڈ کر دوں گا (احمر نے فائلز کو اٹھا کر اپنے بیگ میں " رکھتے ہوئے کہا " ہم او۔ کے ")

او کے سراب میں چلتا ہوں گیٹ ویل سون اللہ حافظ (احمر اس سے الوداعی کلمات کہہ کر کمرے سے نکلتا کہ ماما " (وہاں چلی آئیں)

ارے ایسے کیسے کھانا کھائے بغیر نہیں جانے دینا میں نے "

(نہیں نہیں آئی پھر کبھی ابھی بڑے کام ہیں کرنے والے (احمر نے انہیں ہنس کر کہا)

بالکل بھی نہیں ہمیشہ یہی کام کام کی تکرار کرتے ہوئے بھاگ جاتے ہو تم لوگ آج تو تمہارا یہاں سے جانا مشکل " ہے چلو شاباش کھانا ٹیبل پر لگ چکا ہے اب مزید انکار نہیں سنوں گی میں

احمر آج مان لو ماما کی کام تو ہوتے ہی رہتے ہیں "

اوکے سر "

(اچھا تمہیں کچھ چاہیے تو نہیں) ماما نے ارسم سے استفسار کیا "

نہیں ماما فی الحال تو کچھ نہیں چاہیے مجھے "

(چلو تم ریسٹ کرو پھر میرا چاند بیٹا) ماما سے پیار کر کے احمر کے ساتھ وہاں سے چلی گئیں "

ارسم نے بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔ ذہن میں بلیک گینگ کے ساتھ اب اقراء کا کیس بھی گردش کرنے لگا۔

.....

یہ ایک ہال نما کمرے کا منظر ہے جہاں ایک طرف باتھ روم ہے تو سامنے کی دیوار کے ساتھ بیڈز ایک ترتیب سے لگے ہیں جن پر اغوا کی گئی لڑکیوں کا ایک ہاتھ بیڈ کی پشت سے زنجیر لگا کر باندھا گیا ہے۔ کمرے میں واحد روشنی



بہت بکواس سن لی اتنے دن تمہاری اب تیار ہو جائو کیونکہ اب تم سب کی بولی لگے گی اور تو تو خاص مال ہے میرا" تجھے تو تحفہ بنا کر پیش کروں گا شیخ کا ہا ہا ہا اور میری تو لاٹری نکل آئے گی ہا ہا ہا تیرا حسن کیش کروائوں گا میری (سونے کی چڑیا) کی اس کے کانوں میں صور پھونکتا اس۔ کی روح فنا کر گیا

چٹاخ۔۔۔ لعنت ہو تم پر تمہاری نسل پر، جہنم کے سب سے نچلے درجے میں جاؤ گے تم (وکی کے چہرے پر " (دوسرے ہاتھ سے تھپڑ رسید کرتے ہوئے وہ اپنی جان لگا کر اس قدر اونچی آواز سے چلائی کہ کھانسنے لگی

وکی اس حد درجہ توہین اور اس کی دیدہ دلیری پر ضبط کھو بیٹھا اور اسے بالوں سے پکڑ کر پہ در پہ تھپڑ اس کے پھول سے چہرے پر مارے اور پیچھے سے اسے خاص آدمی نے مزید کچھ برا کرنے سے روکا۔

سر یہ شیخ کا تحفہ ہے تھوڑا دھیان کریں کہیں لینے کے دینے نا پڑ جائیں "

اگر وہ شیخ تیرے پہ لٹونا ہوتا تو قسم سے تجھے تیری اوقات اچھے سے یاد دلاتا مگر (اقراء کے چہرے کو اپنے ہاتھ کی " آہنی گرفت میں جکڑے وہ زہر خند لہجے میں سفاکیت سموئے بول رہا تھا) نانا نانا ایسے کیسے تیری وجہ سے اپنا نقصان تو (نہیں کروں گا لیکن سزا تو تجھے ملے گی اور وہ تجھے عمر بھر میری یاد دلائے گی

(اور سنائو کام کیسا جارہا ہے تمہارا؟) (موسیٰ اپنے آفس میں اس وقت منصور کے ساتھ بیٹھا گپ شپ کر رہا تھا "میرا کام تو اچھا چل رہا لیکن تیرا کام شاید پچھلے کچھ دنوں سے مندا چل رہا ہے) (منصور نے چائے کا گھونٹ بھر کر " (پیالی واپس ٹیبل پر رکھی

(کیا مطلب؟) (موسیٰ نے نا سمجھی سے پوچھا "

میرے دوست تجھے لڑکیوں کی کمی تو نہیں ہے۔ ایک لڑکی کی وجہ سے تو اپنا بوریا بستر ایہاں سے گول کر رہا ہے۔ " نہیں بس اب کراچی سے شفٹ ہونا چاہتا ہوں کافی سال اپنی زندگی کے اس شہر کو دیے اب لاہور میں اگلے چند سال گزارنا چاہتا ہوں اور ویسے بھی سنا ہے جس نے لاہور نہیں دیکھا وہ پیدا نہیں ہوا اوہ آئی سی تو بنا پیدا ہوئے ہی جناب کو محبت ہو گئی ہے ماشاء اللہ چشم بدور (منصور کی بات پر وہ دونوں ہی ہنس پڑے)

بس کر دے یار تو وہاں جا کر سارا سارا دن سڑکوں پر مارا مارا پھر تاجمنوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اقراء کے نام کی صدائیں لگایا کرے گا اور چند دن تک تیرا چرچا میڈیا پلیٹ فارمز میں ہونے لگے گا پھر تو اتنی شہرت حاصل کرنے کے بعد کتنی لڑکیوں کی دل کی دھڑکن بن جائے گا اور ایک دن وہ اقراء اپنے چار پانچ بچوں کے ساتھ تجھے

ماموں بننے کی خوشخبری سنانے آئے گی اور اس دن تیرے ٹکڑے ہوئے دل کے مزید ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے جنہیں جوڑنا کسی سرجن کے بس کی بات نہیں ہوگی اور تب تو مجھ مخلص دوست کو چھوڑ کر اس ملک سے باہر چلا جائے گا اپنی آخری سانسیں اکیلے تنہائیوں میں گزارے گا (منصور نے درد بھرے انداز میں موسیٰ کے مستقبل کا (زانچہ کھینچا جو موسیٰ کو زرا نا بھایا اور اس نے کھینچ کر اپنا پیپر ویٹ اسے دے مارا جو وہ مہارت سے کیچ کر گیا

(آنوچ۔۔۔ ظالم انسان اگر یہ مجھے لگ جاتا تو؟) (فوراً سے منصور کی شوخ ٹون پریشانی میں بدلی

اپنی سوچ کے گھوڑوں کو لگام دے کر رکھو میرے دوست ورنہ ایسا ناہو مسٹر منصور کہ میری شادی کے چاولوں سے پہلے تمہارے قل کے چاول کھانے پڑیں مجھے

لا حول ولا قوۃ (وہ بے ساختہ کہہ اٹھا) خدا مجھے تیری شادی دیکھنے پھر تیرے بچے دیکھنے اور پھر ان کی شادی اور " پھر

اففف تم تھکتے نہیں فضول بیکار باتیں کرتے ہوئے

اچھا تو اب میری باتوں پر بھی سوال اٹھائے جائیں گے واہ واہ کیا کہنے بھی کسی نے سچ ہی کہا ہے محبت انسان کو اندھا کر دیتی ہے یعنی میرا تناسک دوست آج ایک لڑکی کی محبت میں گرفتار ہو کر مجھ سے ہی نظریں چرانے لگا ہے مجھے ہی (کو سننے لگا ہے۔۔۔ بہت اچھے واہ کمال (باقاعدہ تالیاں بجا کر اس نے دانت پیس کر موسیٰ کو دیکھ کر کہا

تمہیں اپنے فیصلے سے آگاہ کرنا تھا اسی لیے یہاں بلایا اب تمہیں میرا فیصلہ پتا چل چکا ہے تو یہاں سے جاسکتے ہو

(موسیٰ کا موڈ جوں کا توں آف ہی تھا)

یار دل چھوٹا کر تو بتا مس اقرء کیسی دکھتی تھیں کیا تھیں وغیرہ وغیرہ۔ میں ہو بہو ویسی لڑکی تلاش کرتا ہوں تیرے " لیے قسم لے لے

گیٹ آؤٹ (موسیٰ کا سپاٹ اور کھر درالہجہ منصور کو بہت کچھ باور کروا گیا تبھی اس نے وہاں سے چلے جانے میں " (ہی عافیت جانی

چل ٹھیک ہے جب یہ ناملنے والی کے غم سے باہر نکل آیا تو اس ملے ہوئے دوست کو لازمی یاد کر لینا (وہ جاتے " جاتے بھی اسے چھیڑنے سے باز نا آیا اور موسیٰ کے ماتھے پر کئی بل نمایاں ہوئے اور منصور اسے بائے بائے کہتا (وہاں سے چلا گیا

منصور کے جانے کے بعد موسیٰ نے لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کیا جو وہ صرف منصور کی وجہ سے خود کو اس کے سامنے مصروف ظاہر کرنے کے لیے استعمال کر رہا تھا۔ لیپ ٹاپ سائیڈ پر کر کر اس نے ٹیبیل پر سے ہاتھوں کی ہتھیلیاں جما کر اپنا سر ان پر گرالیا۔

جس دن سے وہ اقرء کے گھر رشتے لینے گیا اور وہاں خالی گھر دیکھ کر واپس آیا تب سے اسے ایک پل چین نہیں تھا۔ محلے داروں سے پوچھنے پر پتا چلا کہ وہ اچانک ہی غائب ہو گئی اور اس کا سوتیلابھائی بھی لاپتا ہے۔ اس سے زیادہ اسے اور کوئی معلومات حاصل نا ہو سکیں۔

کیا موسیٰ کی پہلی محبت یوں بے مول رہ جائے گی؟

کیا اب وہ کبھی اقراء سے نہیں ملے گا؟

کیا اس کا دل جس نام پر دھڑکتا ہے وہ اس کے نصیب میں نہیں لکھی گئی؟

کیا موسیٰ کا دل خالی رہ جائے گا؟

ایسے انگنت سوالات اس کے گرد حصار کیے تھے جن کے جوابات اسے کہیں سے نال پارہے تھے۔ وہ بے چینی، بے بسی اور الجھن کا شکار ہو کر ہر چیز سے دل ہارے بیٹھا تھا۔ اس ایک ہفتے میں یہی سوچ اس کے ذہن میں آئی کہ اسی شہر جا کر بسا جائے جہاں شاید کبھی اقراء کا سراغ ملا جائے یا کبھی وہ ویسے ہی سامنے چلی آئے جیسے اچانک سے یونیورسٹی میں اسے ملی تھی اچانک سے اور اس کے دل پر قابض ہو گئی تھی۔ ہونے کو تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ جیسے اچانک سے پہلی نظر کی محبت کا شکار ہو کر وہ گھائل ہوا ہے تو شاید اچانک سے کہیں وہ یونہی ہوا کے جھونکے کی مانند وہ مجسم اس کے سامنے چلی آئے جیسے خیالوں میں ہر دم موجود رہتی ہے اب وہ۔

موسیٰ نے اپنے موبائل فون پر یونیورسٹی کے فیس بک پیج پر اپلوڈ کی گئیں اسی دن کی تصاویر دیکھنا شروع کر دیں جس دن اقراء سے اس کی پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ جس دن محبت کی اس کے دل پر پہلی واردات ہوئی تھی۔ اور جب موسیٰ کے محبت کو من گھڑت ماننے والے دل کو شہ مات ہوئی تھی۔

"You are killing me, and you are keeping

me from dying. That is love."

(Mahmoud Darwaish)

.....

(کچھ پتا چلا کس نے حملہ کیا؟) (بڑے ماموں نے ارسم سے سوال کیا تو ارسم انہی کے ساتھ صوفے پر بیٹھ کر بولا "

آٹھ مشتبہ افراد گرفتار کیے گئے ہیں باقی آپ جانتے ہی ہیں کہ وقت لگتا ہے تفتیش ہوگی پھر ثبوت وغیرہ تو"

بس شکر ہے خدا کا جس نے تم دونوں کو اپنی حفاظت میں رکھا اور یہ سیکیورٹی کا ہونا بہت اچھا ہے ہم سب تو پہلے "

ہی تمہارے اس رویے سے حیران تھے کہ سیکیورٹی نہیں چاہیے۔ دیکھو ملک و قوم کی خدمت کرنی ہے تو اپنا خیال

(بھی تو رکھنا ہو گا نا) (چھوٹے ماموں کی بات پر مامانے ارسم کو دیکھ کر کہا

. بالکل یہی بات تو کب سے سمجھاتی آئی ہوں اسے اب شکر ہے اسے سمجھ آگئی"

سب لوگ ڈنر کرنے کے بعد اب چائے کے انتظار میں تھے۔ نور اور فاریہ دونوں کچن میں چائے بنا رہی تھیں۔ گفتگو کے دوران فاریہ کے موبائل پر کسی کلاس فیلو کی کال آئی تو وہ موبائل فون کان سے لگائے کچن سے باہر نکل آئی اور جب کال ختم ہوئی تو واپس کچن میں جاتے ہوئے ڈرائنگ روم سے آتی آوازوں میں سے جو جملے اس کے کانوں میں پڑے انہیں سن کر وہ اپنی جگہ پر ٹھہر گئی۔ قدموں نے آگے بڑھنے سے انکار کیا۔

میں تو چاہتی ہوں اب جلد سے جلد بغیر وقت ضائع کیے فاریہ کو اپنے گھر لے آؤں اور اسے بھی تھوڑا گھر رہنے کی عادت ہو چوبیس گھنٹے میں سے کم سے کم چند گھنٹے گھر والوں کے لیے نکالے گا یہ۔۔۔۔۔ ورنہ تو سوائے ڈیوٹی کے (اسے کچھ سوچتا ہی نہیں) پچھپھو کی بات پر فاریہ کی ماما نے ان کا بھرپور ساتھ دیا

ہمیں کوئی اعتراض نہیں آپ جب چاہیں بارات لے آئیں اور اپنی بیٹی کو لے جائیں کیوں آپ کیا کہتے ہیں؟ (ماما)

(نے بابا کو دیکھ کر رائے طلب کی تو بابا کو بھلا کیا اعتراض ہونا تھا

بے شک تم جب چاہو بارات لے آؤ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔"

فاریہ کا دل عجیب سا ہوا۔ کانوں میں ارسم سے ریسٹورنٹ میں کی گئی ملاقات میں ہوئے انکشاف کی گونج سنائی دینے لگی۔

تو کہہ بھی چکا ایسے تمہید کیوں باندھ رہے ہو ڈائریکٹ بات کرو کیا تم ابھی شادی نہیں کرنا چاہتے؟"

نہیں شادی تو کرنی ہے اس پر اعتراض نہیں"

تو پھر مسئلہ کیا ہے؟

!شادی پہ

اوہ خدا۔۔ ابھی تو تم کہہ رہے ہو شادی پر اعتراض نہیں اور ابھی (فارسیہ کے ذہن میں کچھ کلک ہوا اور وہ پل بھر " (کورک کر تصدیق طلب لہجے میں ٹھہر ٹھہر کر بولی

(کہیں تمہیں مجھ سے شادی پہ اعتراض تو نہیں (ارسم کو اس سے اس سوال کی ہر گز توقع نہیں تھی

کون ہے وہ؟ (اس کی مسلسل خاموشی پر فارسیہ نے سر جھکا کر چائے کے کپ کے کنارے پر شہادت کی انگلی " (پھیرتے دھیرے سے ڈوبتے لہجے میں استفسار کیا

(نور!) (لفظی جواب فارسیہ پر بجلی بن کے گرا

(فارسیہ !!!) (نور کی آواز پر وہ ہوش میں آئی جوڑے ہاتھ میں پکڑے اسے ہی دیکھ رہی تھی

کیا ہوا ایسے کیوں کھڑی ہو یہاں (اور عین اسی لمحے ارسم بڑوں کی محفل سے نکل کر آیا اور سامنے ہی فارسیہ کا پر " ہوا نیاں اڑا چہرہ دیکھ کر وہ سمجھ چکا تھا کہ اسے کیا ہوا

(اسے کیا ہوا؟) (نور کی بات پر ارسم اسے مسکراتے ہوئے کہہ کر خود بھی لان میں چلا گیا)"

.....

کب تک سب کو حقیقت سے آگاہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تم؟"

**Whatsapp : 03335586927**

میرے سوال کا جواب دو! رسم (اس بار لہجے میں کرختگی پہلے سے کم تھی مگر انداز سخت تھا۔ وہ گھوم کر اس کے " (عین سامنے آکھڑی ہوئی۔ ارسم نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور اسے مطمئن کرنا چاہا مگر بری طرح ناکام ہوا میں مناسب وقت دیکھ کر ماما سے بات کرتا ہوں تم بے فکر رہو " )

کیا۔۔۔ کیا کہا؟۔۔۔ مناسب وقت! ارسم شاید تمہارا دماغ گھوم گیا ہے۔ یہاں ہماری شادی کی بات چل رہی ہے " سب راضی ہیں اور شاید ابھی کے ابھی ڈیٹ بھی فکس کر دی جائے اور تم مناسب وقت کے انتظار میں ہو اور مناسب وقت کو سا آئے گا بتاؤ مجھے؟

تو کیا کروں ابھی سب کے سامنے جا کر اعلان کروں کیا خیال ہے ہاں؟ کہوں کے نہیں نہیں مجھے فاریہ سے نہیں " بلکہ نور سے شادی کرنی ہے اور میری اور فاریہ کی بات بھی ہو چکی اس سلسلے میں۔ بس اب کل یا پرسوں آکر نور کو بیاہ کر لے جائوں گا۔ یہ کروں میں تم بتاؤ؟ (ارسم سارے لحاظ بالائے طاق رکھ کر اسی کے انداز میں چلایا تو فاریہ (منہ پھیر کر وہ بولنا شروع ہوئی

دیکھو ایک بات تو طے ہے حقیقت جاننے کے بعد میں تو کم از کم اس شادی پر ہر گز راضی نہیں ہوں۔ میرا شوہر " دل میں کسی اور کو بسائے ہو اور میں اس کی آٹو بھگت کروں خدمت گزاری کروں قطعاً ایسی کوئی امید نارکھنا مجھ سے بزدل انسان دل میں کوئی اور شادی کسی اور سے اور ابھی اس سے سب کے سامنے اعتراف بھی نہیں کیا جا رہا۔ عجیب مصیبت میں پھنس گئی ہوں میں۔ دیوار سے سرمار لوں اپنا۔ ابھی نور کا بھی نہیں پتا وہ کیسے ری ایکٹ کرے

اللہ جانے وہ اس شادی پر مانے نامانے اففف کیا کروں میں؟ اس کا سوچ سوچ کر ہی میری سانس رکی جاتی ہے اسے پتا چلے یہ بات تو وہ کیا کرے گی یا ررر (وہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر آسمان کو دیکھ کر شدید ذہنی تناؤ کا شکار ہو رہی تھی)

لسن ٹومی سب ٹھیک ہو جائے گا اوکے جسٹ ریلیکس میں نے کہانا میں سب ہینڈل کر لوں گا تمہیں زبردستی کے " رشتے میں نہیں باندھوں گا اپنے پلے۔ آفٹر آل تمہیں جھیلنے کے لیے اچھا خاصا حوصلہ درکار ہے جو مجھ میں زرا بھی (نہیں) ارسم نے اٹھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی آمیز لہجے میں کہا تو وہ رخ موڑ کر اسے دیکھ کر رہ گئی آئم سوری اگر میری کوئی بات بری لگی ہو لیکن ارسم یہ سیچو نمیشن ہی ایسی عجیب سی ہے مجھے خود کچھ سمجھ نہیں " آ رہا۔ امید کرتی ہوں تم جتنا جلدی ہو سکے ہم دونوں کو اس سیچو نمیشن سے نکالو گے ورنہ یہ ہم دونوں کے حق میں بہتر نہیں ہو گا۔ یاد رکھنا میری بات۔

فار یہ اس کے اپنے کندھے پر دھرے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لے کر اسے نپے تلے الفاظ میں بہت کچھ سمجھا کر) ہاتھ کو تھپتھپا کر وہاں سے چلی گئی۔ پیچھے کھڑا ارسم اس کی پشت کو دیکھتا رہا جب تک وہ اندر نہیں چلی گئی پھر ٹھیک اسی جگہ بیچ پر بیٹھ گیا جہاں پہلے بیٹھا ہوا تھا۔ اور بیچ کی پشت سے ٹیک لگا کر سر پیچھے کو گرا کے وہ آسمان کو دیکھ کر مثبت انداز میں بولا۔

یا میرے مولا تو سب جانتا ہے۔ بے شک ہر چیز پر قادر ہے۔ بس خدا میری مدد فرما"

.....

خالی کمرے میں وہ فرش پر بے جان سی اوندھے منہ گری اپنی بے بسی اور اپنے ساتھ اس ذلت آمیز برتاؤ پر اشک کناں تھی۔ ہنٹر کے پہ در پہ وار سے وہ تڑپ تڑپ اٹھی۔ ہر وار پر اسے اپنی سانس رکتی ہوئی محسوس ہوئی مگر موت اسے ابھی گلے لگانے سے انکاری تھی۔ سن ہوتے وجود سمیت وہ بہ مشکل اپنا آپ سنبھالنے کی کوشش کرتی سیدھی ہونے لگی کہ زخمی ہاتھوں کی سرخ ہتھیلیاں اسے نیچے گرنے کر مجبور کر گئیں۔

اب تو وہ رو بھی نہیں پار ہی تھی۔ عجیب سن حواس تھے۔ درد کی شدت کے باعث اب وہ اٹک اٹک کر سانس لیتی کچھ بھی محسوس کرنے کی صلاحیت کھوئی یونہی نیچے گری رہی۔

کمرے کے ایک طرف اوپر کونے میں لگے کیمرے سے وہ اس کی حالت کو دیکھ کر حفا اٹھاتا اپنے ساتھ کھڑے ملازم سے بولا:

صحیح معنوں میں مرمت ہوئی ہے اس بھری شیرنی کی۔ اب جتنا جلدی ہو سکے اسے سدھا رو۔ مجھے یہ خاص تحفہ "شیخ کو بھجوانا ہے۔ شکر ہے شیخ نے مزید وقت دے دیا ورنہ یہ میرے ساری محنت پر پانی پھیر دیتی۔

وہ اپنی بات کہہ کر پلٹ کر وہاں سے جانے لگا کے ساتھ دوسری سمت کھڑا سیکرٹری پوچھ بیٹھا)

ویسے سر کیا یہ تحفہ آپ کو آپ کی منزل تک پہنچا دے گا"

اپنے دماغ کو اتنا استعمال کیا کرتا تھا کہ وہ زیادہ بکواس ناکالا کر منہ سے۔ اور ہاں میں گھر جا رہا ہوں جو کوئی" (خاص بات ہو تو رابطہ کرنا اور نہ نہیں۔) (وکی اسے ڈانٹ کر ہدایت جاری کر کے وہاں سے چلا گیا

اب کب تک اسے سنوارنا ہے؟ پہلے والے ملازم نے اقراء کا پوچھا تو سیکرٹری نے وکی سے پڑی ڈانٹ کا غصہ اس" پر نکالا۔

پہلے اس کی مرہم پٹی کا سبب کر پھر سدھار لینا (یہ کہہ کر وہ خود کلامی کرتا ہوا باہر نکل آیا اور کوریڈور سے ہو کر دائیں ہاتھ پر بنی تین سیڑھیاں اتر کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھتے ہوئے شوفر سے موبائل لے کر اس پر ایک نمبر : انٹر کیا اور کال ریسیو ہونے پر کہا

شیخ کو رام کرنے کے لیے جو ہتھیار وکی نے پکڑا ہے وہ مجھے مل چکا ہے۔ لڑکیوں کو کب اور کہاں پہنچانا ہے مجھے" (انفارم کریں سر۔) (دوسری طرف سے مشینی آواز میں جواب موصول ہوا

ویری گڈ مائی مین۔"

\*\*\*\*\*

کی لوو اینڈ John Donne وہ دونوں اس وقت لائبریری میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ نور اپنے سامنے میز پر ڈیوائس پوئمز کی کتاب کا مطالعہ کر رہی تھی، جبکہ فاریہ اپنے موبائل پر سے میم کی واٹس ایپ گروپ میں شیئر کیے پی ڈی ایف نوٹس پڑھ رہی تھی۔

کی مجھے تو اچھی لگی (اچانک سے نور نے اسے متوجہ کیا اور گلا John Donne اوئے یہ پوئم سنو)"  
کھنکار کر کتاب کو ہاتھوں میں لے کر کرسی کی پشت سے کمرٹکا کر دائیں ٹانگ پر بائیں ٹانگ رکھ کر  
آہستہ اور پر تاثر آواز و انداز میں بولنا شروع ہوئی۔ فاریہ نے موبائل کو سائیڈ پر رکھ کر ایک ہاتھ  
(کرسی کے ہتھے تو دوسرا میز پر رکھ کر اپنا سر اسی ہاتھ کی مٹھی بنا کر اس پر رکھ لیا

"Busy old fool, unruly sun,

Why dost thou thus,

Through windows, and through curtains call on us?

Must to thy motions lovers' seasons run?

Saucy pedantic wretch, go chide

Late school boys and sour prentices,

Go tell court huntsmen that the king will ride,

Call country ants to harvest offices,

Love, all alike, no season knows nor clime,

Nor hours, days, months, which are the rags of time.

(نور ابھی آگے بھی پڑھتی کے فاریہ کے چہرے پر اچانک نظر پڑی اور وہ خاموش ہو گئی)

(تم سن رہی ہو؟) (نور نے اسے ٹھوکا دیا جس پر فاریہ اپنی سوچوں کے گرداب سے نکلی)

(ہاں میں سن رہی ہوں تم آگے پڑھو) (فاریہ گڑبڑا کر بولی)

چھوڑو یار تمہارا دھیان جانے کہاں ہے جب سے یہ فائرنگ والا حادثہ ہوا ہے تب سے تم اچانک بیٹھے

بیٹھے کہیں کھو جاتی ہو کوئی بات ہے تو مجھ سے شنیر کر لو دوست ہوں تمہاری۔ اور کچھ کرنا سکی تو کم

سے کم ہمت حوصلہ تو دے سکتی ہوں (نور بولی اور بولتی چلی گئی۔ اور فاریہ سے کچھ نا کہا جاسکا وہ

محض سر جھکا کر رہ گئی

دیکھا ہے نا کوئی بات جو تمہیں پریشان کر رہی ہے اب بتاؤ (نور نے کتاب میز پر رکھ دی اور آگے )

کو ہو کر اسے قریب ہوتے ہوئے فکر مندی سے کہا تو فاریہ نے سر اٹھایا اور کچھ دیر نور کے چہرے

کو بغور دیکھتے ہوئے سوچنے لگی کہ آیا وہ اسے رسم کے کیے اعتراف سے اسے آگاہ کر دے یا رسم (کے خود سے اسے بتانے کا انتظار کرے

نہیں بس ایسے ہی تمہیں لگ رہا دراصل وہ ٹراما سر پر چڑھ گیا سوچتی ہوں اگر اس دن ہم دونوں " (زندہ نہ بچ پاتے تو پھر؟) (فاریہ نے گہرا سانس بھر کر نور سے نظریں چرا کر مدھم آواز میں کہا

اللہ ناکرے۔ پاگل کہیں کی۔ تم تب سے آج تک یہ فضول بکواس سوچ رہی ہو۔ دماغ ٹھکانے ہے یا " گولی بازو سے ہوتی اوپر کھوپڑی پر لگی تھی۔ بہن خدا کا شکر ادا کرو اللہ نے تم دونوں کی جان بچائی نئی زندگی عطا کی جتنا شکر ادا کرو کم ہے اور تم یہ سوچ رہی مطلب سچ میں یار فٹے منہ ہے تم پر تمہاری سوچ پر فٹے منہ (باقاعدہ ہاتھ سے فاریہ کے چہرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نور نے فاریہ کی (اچھی خاصی کاس لے ڈالی

لو ایک تو بندہ دل کی بات کرے پھر اوپر سے لعن طعن بھی سنے (فاریہ نے جھوٹ موٹ کا منہ " (بسورا جس پر نور کو اور تائو آگیا

انسان کی بچی بنو تم آئی سمجھ اور خبردار اب یہ بیکار گھٹیا فضول بکواس سوچ کو ذہن پر سوار کیا اللہ " توبہ کچھ دن بعد شادی ہے میڈم کی اور اس کا دماغ کا فیوز ہی اڑ چکا ہے بیچارے رسم بھائی

بیچارہ نہیں ہے وہ اچھا خاصا مینا ہے (فارسیہ کی زبان پھسلی اور اپنی اس بات پر جھٹ سے آنکھیں " (میچ کر ہونٹ بھیجنے لیے

ہیں ہیں کیا کہا میسنے ہیں ارسم بھائی وہ کیسے (نور نے نا سمجھی سے پوچھا پھر اچانک کچھ کلک ہوا تو چہک " (کر بولی) آہم آہم او اب سمجھ آئی کہیں اظہارِ محبت تو نہیں کر دیا کہ "اے جانِ جہاں اے راحت من جب سے ہوش سنبھالا ہے تب سے نظروں میں تمہیں ہی بسا ہوا پایا ہے، اٹھنے بیٹھنے سے کھانے پینے الغرض سب جگہ تمہارا عکس دکھائی دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔۔۔

لو جی اب اظہارِ محبت میں بھی کھانے کا ذکر تمہارا بھی ویسے فٹے منہ ہی ہے نور قسم سے فٹے منہ " ((فارسیہ نے اس کے اٹے سیدھے اظہارِ محبت پر سر پیٹا

اچھا بس بہت ہوا نالک اب یہ جھوٹ گھڑنا بند کرو اور سچ سچ بتاؤ کیا مسئلہ ہے جو تمہارا منہ اترا ہوا " (ہے) (نور نے اسے حیران کر دیا یعنی اس کی سوئی ابھی بھی وہیں اٹکی ہوئی تھی

واقعی میں ایسی ویسی کوئی بات نہیں بتایا تو ہے کہ یہی سوچتی ہوں کہ اگر اس دن "

اسٹاپ اٹ یار حد ہوتی ہے اب ہم دونوں اتنے چھوٹی بچیاں تو نہیں کہ بے وقوفوں کی طرح فضول " سے بہانے گھڑ کر ایک دوسرے سے حقیقت چھپاتی پھریں۔ بچپن سے ساتھ ساتھ ہیں ایک دوسرے کی نس نس سے واقف ہیں پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم ایک حادثے کو اتنا سر پہ سوار کر لو جبکہ

میرے سے زیادہ ہمت ہے تم میں اب ڈرامے بازی بند کرو اور منہ سے کچھ پھوٹو اس سے پہلے میں سارے لحاظ بھول کر دو لگا دوں تمہیں (نور نے اس کی بات کاٹ کر اچھے سے جھاڑ پلائی اور اس کے لب و لہجے سے صاف ظاہر تھا وہ اپنے کیے سے پیچھے نہیں ہٹے گی)

اچھا تو اب تم مجھ پر تشدد کرو گی وہ بھی چند دن کی مہمان کزن کم دوست کو (فاریہ نے اسے پھر " سے بہلانا چاہا)

بھاڑ میں جائو میری طرف سے تم ایڈیٹ (نور کرسی کو دھکیل کر غصے سے آگ بگولہ ہوتی اٹھ کر اپنا " بیگ سمیٹنے لگی)

یار اب اتنا غصہ تو نہ کرو کہانا کوئی بات نہیں ہے۔ ہوتی تو تم سے چھپاتی میں بتاؤ زرا (فاریہ نے اس " کا بازو پکڑنا چاہا مگر نور نے اس کا ہاتھ بری طرح جھٹک دیا۔ فاریہ چپ چاپ پیچھے ہٹ گئی۔ بیگ سمیٹ کر وہ لائبریری سے واک آؤٹ کر گئی اور فاریہ اپنا سامنہ لے کر رہ گئی۔ پھر خود کو کمپوز کیا اور اپنا بیگ پکڑ کر لائبریری سے باہر نکل آئی۔ نور کو منانا لازمی تھا۔

.....

اسلام و علیکم کیسی ہیں آپ؟ (موسیٰ سر شام آفس سے گھر آیا تو ماما اس کے جلدی گھر آنے پر "  
(خوشگوار حیرت میں گھر گئیں

وعلیکم السلام آج یہ سورج کہاں سے طلوع ہوا ہے میرا بیٹا اس وقت اور گھر؟"

بس ماما ایسا کوئی خاص کام نہیں تھا تو چلا آیا۔۔۔ کوٹ ایک ہاتھ سے پکڑے دوسرا ہاتھ پینٹ کی "  
پاکٹ میں ڈالے وہ کئی دنوں سے ایسے ہی اداس اداس سا دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

(تو آج شام کی چائے میرے ساتھ؟) (ماما نے اسے آفر کی جو اس نے ایکسپٹ کر لی)

(میں فریش ہو کر آتا ہوں) (وہ کہہ کر اپنے روم میں چلا گیا)

.....

یار نور اب تم ایسے تو بی ہیو نا کرو۔۔۔"

فارہ اسے مسلسل یونیورسٹی کے بعد گھر واپسی پر گاڑی میں منانے کی کوششوں میں لگی رہی۔ مگر نور "  
کی ناہاں میں بدلنے والی نہیں لگ رہی تھی۔ جیسے ہی گاڑی گھر کے پورچ میں آکر رکی تیزی سے

دروازہ کھول کر نور باہر نکلی اور اندر چلی گئی۔ جبکہ فاریہ شرمندگی سے دہری ہوتی عجیب منحصر کا شکار ہو جھل قدموں سے اس کے پیچھے چلی آئی۔

اسلام و علیکم

(وعلیکم السلام آگئی ہماری رونق کیسا رہا آج دونوں کا دن (چاچی نے ان دونوں کو دیکھ کر کہا)

ٹھیک تھا میرے سر میں درد ہے میں سونے جا رہی ہوں کھانے کا موڈ نہیں (نور اپنی بات کہہ کر " (وہاں سے اپنے کمرے میں چلی گئی۔ پیچھے فاریہ کو انہیں اشارے سے اس کی ناراضگی کا بتانا پڑا

تم کھانا کھاؤ گی یا نور کے ساتھ؟

ایسا کبھی ہوا کہ ناراضگی میں ہم اپنا پیٹ بھر لیں جب وہ راضی ہوگی تبھی کچھ کھاؤں گی۔ ابھی میں " بھی ریٹ کرنے لگی ہوں۔

یہ ان دونوں کی ہمیشہ سے عادت تھی ناراض ہونے پر راضی ہونے تک بھوک ہڑتال کی جاتی۔ ایک دوسرے پر جان چھڑکتی آئی ہیں دونوں۔ اب آگے کیا لکھا تھا ان دونوں کے نصیب میں کیا یہ پیار، کا دوست کا انمول رشتہ یونہی قائم رہے گا یا حالات و واقعات اس میں تبدیلی کے آئیں گے؟ آنے والے وقت میں جانے کیا کیا ہو جائے۔

.....

ایسے اچانک سے لاہور شفٹ ہونے کا آئیڈیا مجھے بالکل پسند نہیں آیا (ماما کی بات پر وہ چائے کی پیالی "ٹبل پر رکھ کر پیچھے ہوا اور ٹھہرے ہوئے انداز میں ان سے کہا

!اما آپ وجہ جانتی تو ہیں"

فار گاڈ سیک بیٹا ایسے کیسے ایک لڑکی کی خاطر تم شہر بدر ہو رہے ہو اور اللہ جانے وہ کہاں ہے کدھر " ہے زندہ بھی ہے یا (اگلی بات پر موسیٰ کے چہرے کے بدلتے تاثرات حاوی ہو گئے اور الفاظ منہ میں (رہ گئے زبان سے ادا ہونا ممکن نا ہو پایا

او کے مان لیا تمہاری محبت ہے وہ ٹھیک ہے لیکن کیا وہ لاہور میں ہی ہوگی۔ شاید وہ کسی اور شہر میں " ہو۔ تم ایک بے تکی سی لاجک پر اس شہر سے جانا چاہتے ہو۔ آئی کانٹ بلیو دس (ماما کو اس کے اس (فیصلے پر شدید حیرت تھی۔ وہ ایسی حماقت والی بات کیسے کر سکتا ہے

وہ میری روح میں اتر چکی ہے ماما۔ مجھے عجیب سا ادھورا پن محسوس ہونے لگا ہے خود میں۔ جیسے کسی نا کسی چیز کی کمی سی ہے۔ جیسے کچھ اندر ہی اندر میرے دل کو اپنی طرف کھینچ رہا ہو۔ جیسے سب موجود ہوتے ہوئے بھی سب کچھ نہیں ہے پاس۔ میں بظاہر خود کو جتنا بھی مصروف کر لوں لیکن فرصت ملتے



(لیکن ماما (وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا)

ٹھیک ہے جو جی میں آئے کرو۔ میری یا میرے کہے کی تمہارے لیے کوئی ویلیو نہیں تو اس او کے۔  
آفر آل تمہاری لائف ہے۔ (ماما کی بات مکمل ہوئی تو وہ کسی فیصلے پر پہنچنے سے پہلے وہاں سے ہٹ گیا)

ماما کی پیشانی پر ان گنت لکیریں جاگ اٹھیں۔ جانے ان کے بیٹے کی قسمت میں کیا لکھا تھا۔ کیا اقرا ان کے بیٹے کے نصیب میں لکھی ہے یا نہیں؟ کیا موسیٰ کو وہ نامل پائی تو سسری زندگی کیا یہ اسی کے ہجر میں؟ نہیں نہیں! ایسے کیسے ساری زندگی کسی کی نام کردی جائے جبکہ اس شخص کے ہونے نا ہونے کا یقین نا ہو۔۔۔۔۔

مسسز وجاہت کو اپنے بیٹے کا یہ روپ ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔ وہ ہنستا مسکراتا دھیمے اور ٹھہرے لہجے والا موسیٰ چند دن میں جانے کہاں کھو گیا تھا۔

.....

کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ (کھلے دروازے پر دستک دے کر ارسم نے پوچھا تو ماما جو اپنے سامنے بیڈ " (پر فوٹو البم رکھے گزرے سہانے لمحوں کو یاد کر رہی تھیں مسکرا کر اسے کہا

ارے آؤ آؤ۔ اجازت کی کب سے ضرورت پڑ گئی میرے بیٹے کو۔ (ارسم کمرے کے اندر آیا اور ماما " (کے سامنے ایک گھٹنا موڑ کر بیڈ پر بیٹھ گیا

آج ایسے ہی الماری میں کپڑے رکھتے وقت یہ البم پر نظر پڑ گئی۔ کتنا اچھا وقت تھا وہ جب میں اور " تمہارے بابا ساتھ تھے۔ پھر اس اچھے وقت کو خوبصورت تمہاری آمد نے بنایا۔ کتنا ہنستا مسکراتا تھا ہمارا گلشن۔ (ماما البم سے تصویریں دیکھتے ہوئے بولیں۔ لہجے میں آنسوؤں کی آمیزش نمایاں تھی) آج اگر وہ زندہ ہوتے تو تمہاری شادی پر کتنا خوش ہوتے۔ اپنے بیٹے کے سر پر سہرا سجتا دیکھ کر خوشی سے پھولے ناسماتے۔۔۔۔۔

ارسم کا دل بھی ماما کی باتوں اور تصویروں کو دیکھ کر بھرا گیا۔ بے ساختہ بابا کی تصویر پر اپنا ہاتھ پھیرا جس میں وہ اپنے بابا کے کندھوں پر بیٹھا ہوا تھا۔

(کاش وہ ہمارے ساتھ ہوتے آج) وہ بولا تو ماما کا دل اور بھرا گیا۔

لیکن وہ یقیناً ہمیں دیکھ رہے ہوں گے اور بہت خوش ہوں گے (ارسم نے ان کے گال پر ہاتھ رکھ " (کر پیار سے کہا۔ اور پھر ان کا ماتھا چوم لیا

اچھا میں سوچ رہی تھی کل تو شاپنگ کروں گی۔"



وہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ "

ہاں کہو"

ماما آپ غصہ مت کرنا"

اب واقعی مجھے پریشان کر رہے ہو تم"

میں فاریہ سے نہیں نور سے شادی کرنا چاہتا ہوں (وہ ایک ہی سانس میں تیزی سے کہہ گیا اور ماما " کے سر پر جو بم پھٹا وہ ہکا بکا رہ گئیں۔ دھچکا شدید تھا۔۔۔۔۔ سنبھلنے میں وقت لگا۔۔۔۔۔ پھر وہ زیر لب بولیں

کیا کہا۔۔۔۔۔ تم نور سے شادی کرنا چاہتے ہو۔۔۔۔۔ ٹھیک سنا میں نے"

ماما میں پہلے یہ سب بتانا چاہتا تھا آپ کو لیکن پھر یہ حادثہ"

ارسم تم ہوش میں تو ہو؟ یہاں شادی کی ڈیٹ فکس کرنے کا وقت آگیا اور ابھی تم رشتے سے مکر " گئے ہو۔۔۔۔۔ دماغ ٹھکانے پر ہے تمہارا؟ اور فاریہ بھائی جان بھابھی باقی سب میں کیا کیا جواب دوں (گی سب کو۔۔۔۔۔) ماما کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے

(ماما آپ میری بات تو سنیں (وہ منمنایا"

کیا سنوں میں تمہاری بات۔۔۔ اب ہوش میں آئے ہو تم پہلے کیوں نہیں بتا سکے جب پوچھا تھا میں " نے تب تو تم راضی تھے۔ پھر منگنی پر بھی راضی تھے۔ اب اچانک سے پھر وہی دورہ کے فاریہ سے نہیں کرنی شادی۔۔۔ تم ابھی بھی کنفیوژن کا شکار ہو اور کچھ نہیں (ماما نے آخر میں بات ہی ختم کردی مگر یہ بات یوں ختم ہونے والی نہیں تھی

نہیں ماما اس بار واقعی میں جو کہہ رہا ہوں وہ پورے ہوش و حواس میں کہہ رہا ہوں۔۔۔ کسی بھی قسم " کے خدشہ سے ہٹ کر کلیئر کٹ بات کر رہا ہوں۔ میں فاریہ سے نہیں بلکہ نور سے شادی کرنا چاہتا ہوں

تمہاری دوستی فاریہ سے ہے اور تم دونوں کی انڈر اسٹینڈنگ بھی زبردست ہے تو نور کہاں سے آگئی " فاریہ فاریہ کی گردان کیوں کرتی ہیں آپ (وہ چڑ گیا۔۔۔ اپنی بات سمجھانے میں وہ کامیاب نہیں ہو " پا رہا تھا) اور رہی بات دوستی کی تو ضروری تو نہیں کہ ہمارے بیچ بے تکلفی بہت ہے تو ہم دونوں ایک اچھا کپل ثابت ہوں گے مجھے وہ لڑکی چاہیے جس کی شخصیت میں ٹھہرائو ہو اور فاریہ کی شخصیت میں ٹھہرائو نہیں دوسرا نور کا ریزروڈ انداز مجھے پسند ہے۔۔۔۔

اب میں کیا کہوں تمہیں۔ عجیب انسان ہو تم۔۔۔ تمہارے میں قوت فیصلہ کی کمی ہے۔۔۔۔ یعنی اپنی " زندگی کا فیصلہ کرنے میں اتنی ہچکچاہٹ۔

اما میرا یقین کریں میرا یہ فیصلہ اٹل ہے"

تمہارا یقین کیسے کروں رشتہ طے ہونے سے اب تک تم فاربی سے نور۔۔۔ نور سے فاربی۔۔۔ ان دو کے بیچ میں الجھے پڑے ہو۔ تمہارا کیا بھروسہ کل نور سے رشتہ طے کر آؤں تب گھر واپسی پر تم فاربی سے شادی کا تقاضا کرنے لگو

(اما اب ایسا بھی نہیں (وہ برا مان گیا"

ایسا ہی ہے پہلے جو نہیں سمجھ پائے اب اچانک سے تمہیں سب کلئیر ہو گیا۔۔۔ اور فاربی کا سوچا ہے " تم نے اسے کیسا لگے گا جب اسے اس حقیقت کا پتا چلے گا۔۔۔ وہ کیا سوچے گی۔

(اسے معلوم ہے (وہ آہستہ آواز میں بولا"

(کیا (اس کے انکشاف پر وہ شاکڈ ہوئیں"

اسے کب بتایا تم نے اور اسے معلوم ہے تو مجھے بھی بتادیا ہوتا"

(اس دن یہی بتانے کے لیے ساتھ لے گیا تھا اسے (اس کے کہنے پر ان پر گھڑوں پانی پڑ گیا"

یعنی وہ بھی جانتی ہے۔۔۔ جانے کیا سوچتی ہو گی وہ کہ پھپھو میرا نام لے لے کر شادی کا اعلان کر (رہی ہیں جب کہ پھپھو کے سپوت کے ارادے کچھ اور ہیں (اما کو حد درجہ شرمندگی محسوس ہوئی

(اما) اس نے انہیں کچھ کہنا چاہا مگر انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

مجھے سوچنے دو کہ اب کیا کرنا ہے۔ تمہارے انکار اقرار نے مجھے چکرا کر رکھ دیا ہے۔ فی الحال مجھے "

وقت دو پھر دیکھتی ہوں کہ کیا کرنا ہے۔ اب تم جاؤ

اما لیکن "

میں نے کہا نا رسم اپنے روم میں جاؤ ابھی (اما کے دو ٹوک لہجے پر اسے چار نا چار وہاں سے جانا " (پڑا)

اما اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔ ان کے لخت جگر نے انہیں اپنے میکے والوں کی نظر میں شرمندہ کرنے کی قسم کھالی تھی۔ کیسے وہ منہ چڑ کر فاریہ کا رشتہ مانگنے گئیں اور اب فاریہ کو چھوڑ کر نور کا ہاتھ مانگنے کے لیے جائیں گی تو سب کیسارِ د عمل دیں خدا جانے۔

.....

اپنے موبائل کو اٹھا کر دیوار پہ دے مارو کب سے تمہیں کنٹیکٹ کرنے کی کوشش میں لگی ہوں۔ " میری انگلیاں گھس گئیں ہیں اور تمہارا اتا پتا ہی نہیں۔ (فاریہ صبح سے رسم کو کال کر رہی تھی پھر

میسنجز بھی کیے مگر اس نے کوئی رسپانس نہیں دیا۔ اب رات کو جیسے ہی کال ریسیو کی تو فاریہ ہتھ سے (اکھڑ گئی۔ ساری بھڑاس ایک ساتھ نکال ڈالی

میں نے ماما سے بات کر لی ہے (ارسم نے سپاٹ لہجے میں اسے آگاہ کیا تو فاریہ کی چلتی زبان کو " (بریک لگی۔ چند ثانیے بعد وہ بولی

کیا کہا پھپھپو نے؟"

کیا کہنا تھا وہی کھری کھری سنائیں اور اب سوچنے کا وقت لیا ہے۔ اب خدا جانے وہ کیا فیصلہ کرتی ہیں

دیکھو ارسم اب اگر پھپھپو مان جاتی ہیں تو ٹھیک ورنہ میں خود انکار کروں گی۔ غضب خدا کا بلا وجہ " میں جانتے بوجھتے اندھے کنویں میں چھلانگ لگا دوں۔ ہرگز نہیں مجھ سے کسی قسم کی اچھائی کی امید نا رکھنا۔

میں نے پہلے بھی کہا تھا زبردستی کے رشتے میں نہیں باندھوں گا تمہیں۔ تم بے فکر رہو بس کل کا " انتظار کرو دیکھتے ہیں میری زندگی میں نور کا ساتھ لکھا ہے یا نہیں۔

تمہاری زندگی میں اس کا ساتھ لکھا ہے یا نہیں لیکن میرا لکھا ہوا تو یاد رکھنا جینا حرام کر دوں گی " تمہارا بزدل انسان۔ محبت کرتے وقت ہمت آگئی اور اب اسی محبت کو پانے کا وقت آیا تو سمجھ بوجھ

جواب دے گئی موصوف کی (فاریہ اسے نخوت سے سے کہتے ہوئے پلٹی اور سکتے میں آگئی۔ عین پیچھے  
(دروازے کے بیچ میں ایستادہ کھڑی نور کو دیکھ کر وہ بھول گئی کہ وہ موبائل پر بات کر رہی ہے  
اب ایسی بھی کوئی بات نہیں۔ قسم کھا کر کہتا ہوں میں ساری زندگی کنوارا رہ لوں گا مگر تمہارا دلہا "  
(نہیں بنوں گا) (ارسم نے دو بدو جھگڑالو خواتین کی طرح جواب دیا لیکن دوسری سمت خاموشی تھی  
نور تم یہاں ک ک ک کیا ہوا آؤ نا بیٹھو"

نور کہاں سے آگئی۔ اوہ شٹ کیا اس نے ہماری باتیں سن لیں ہیلو فاریہ ہیلو (ارسم نے نور کا نام سنا تو "  
(مزید پریشان ہوا۔۔۔ فاریہ نے ٹھک سے کال ڈسکنٹ کر دی  
ماما بتا رہی ہیں تم نے صبح کے بعد کچھ کھایا نہیں۔ (نور سینے پر بازو لپیٹے بالوں کو کمر پر بکھرائے دوپٹہ "  
(ایک شانے پر دھرے سادہ لہجے میں بولی تو فاریہ کو اس پر جی بھر کر پیار آیا مگر ضبط کر گئی  
ہاں تو نہیں کھایا، لیکن زندہ ہوں ڈونٹ وری مری نہیں ہوں ابھی (فاریہ بیڈ کی پائنٹی پر آ بیٹھی اور "  
(منہ پھیر کر شکایتی انداز میں کہا

ڈھیٹ لوگ جلدی نہیں مرتے (نور نے نخوت سے کہتے اسی کے ساتھ آ بیٹھی تو فاریہ نے رخ موڑ "  
(کر اسے گھورا

فاریہ نے اسے دیکھا اور تذبذب کا شکار ہوئی۔ پھر جیسے ہمت کر کے اسے سب سچ بتانے کا فیصلہ کر لیا۔

کیا ۱۱۱۱۱؟؟؟ ارسم بھائی کسی اور کو پسند کرتے ہیں۔ کون ہے وہ؟ کیا ہم جانتے ہیں؟ تمہیں تو " بتایا ہوگا مجھے بھی بتاؤ کون ہے وہ؟ بتاؤ نا فاریہ۔۔۔۔۔۔ کس سے شادی کرنا چاہتے ہیں ارسم بھائی ))(نور نے ایک ہی سانس میں پہ در پہ سوال کر ڈالے

ہاں ویسے یہ ہے تو پریشانی کی بات تو کیا پھپھپھونے ان کی مرضی سے نہیں کیا تھا یہ رشتہ؟"

مرضی سے ہی کیا تھا۔"

تو پھر؟"

پھر کیا؟"

مطلب اب کیا بنے گا؟"

میں کیا فرشتہ ہوں جو غیب کا علم رکھتی ہوں۔"

تو پھپھپو نے کیا کہا؟"

مجھے نہیں پتا۔"

کون ہے وہ محترمہ یہ تو بتادو؟"

(تم) فارسیہ نے آخر کار زچ ہو کر حقیقتاً اسے سچ بتایا"

مجھ سے ہاہاہاہاہا واٹ آجوک ہاہاہاہاہا (نور ہنسنے لگی اور فارسیہ کو لگا اس کے دماغ کی تاریں شارٹ "

(سرکٹ کے سبب سڑ گئی ہیں تبھی وہ پاگلوں کے جیسے ہنستی چلی جا رہی ہے

یار فارسیہ انسان کبھی تو سیریس ہو جاتا ہے یعنی ہر جگہ ہر وقت تمہارا مذاق کرنا لازمی ہے۔ کبھی تو "

سیریس ہو جایا کرو لڑکی (اسے بازوؤں کے گھیرے میں لے کر وہ بے ساختہ ہنستی جا رہی تھی اور فارسیہ

(کے تاثرات میں زرا فرق نا پڑا وہ یونہی اسے دیکھتی رہی

میں سچ کہہ رہی ہوں۔ اب اس وقت ایسی بات مذاق میں تو نہیں کروں گی نا (فاریہ نے اسے منہ " (پھلائے کہا لیکن وہ نامانی

اچھا بابا ہنسنا تو بند کرو۔۔۔۔۔"

او کے او کے تو بتائو کون ہے وہ لڑکی لیکن صحیح بتانا اور مجھے نا گھیسٹنا اب بیچ میں "

وہ نام نہیں بتا رہا بس کہتا ہے کہ کوئی اور لڑکی ہے جس سے وہ شادی کا خواہشمند ہے اور اسی وجہ " سے ہمارے بیچ یہ چیقلش شروع ہوئی جو ختم نہیں ہو رہی (فاریہ نے بھی اس کے نامانے پر بات گول مول کر دی) اور اب اس نے پھپھپو کو بھی بتا دیا۔

حیرت ہے رضامندی سے رشتہ کروایا اب کوئی اور لڑکی پسند ہے پھر پھپھپو کو پہلے روکا کیوں نہیں " اب شادی ہی ڈیٹ فکس کرنے کا وقت آیا تو انکار کر رہا ہے۔

یار ایک کام کرو یہ فون پکڑو اور جو سوال پوچھنا ہے نا اس میسنے ارسم سے خود پوچھ لو۔ یہ میرے " بندھے ہاتھ دیکھو معاف کر دو مجھے (فاریہ اسے موبائل پکڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور باقاعدہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے

نہیں بابا میں کیسے پوچھوں تم ہی بتادو۔ اچھا چھوڑو اب یہ بتائو کے ہوا کیا ہے؟ پھپھو اب کیا کریں گی " ڈیٹ فکس کریں گی یا تمہاری شادی کے لیے کی گئی میری ساری کی ساری تیاری رائیگاں جائے گی؟

اب یہ تو کل پتا چلے گا کہ پھپھو کل ڈیٹ فکس کرنے آتی ہیں میری اور ارسم کی یا انکار کرنے " (آتی ہیں) (فاریہ ڈریسنگ ٹیبل سے برش اٹھا کر جوڑے میں لپٹے بال کھول کر انہیں سنوارنے لگی

اللہ سب بہتر کرے گا۔ تم پریشان نا ہو۔ انشاء اللہ ارسم بھائی نا سہی تو کوئی اور بہترین شخص لکھا ہو گا " خدا نے تمہارے نصیب میں دیکھنا تم۔ یوں دل چھوٹا نا کرو اور منہ نا پھلاؤ (وہ اٹھ کر فاریہ کے پاس آئی اور شیشے میں اس کے عکس کو دیکھ کر اسے کہا

میں نے کونسا دل چھوٹا کرنا ہے مجھے تو یہ فکر ہے سب مان جائیں اور وہ جو کوئی لڑکی ہے وہ بھی مان " (جائے اللہ اللہ تے خیر صلا) (آخری بات فاریہ نے نظریں جھکا کر کہی

ہممم آمین آمین اچھا چلو اب کچھ کھالیں اس سے پہلے کہ میرے پیٹ میں دوڑتے چوہے دوڑتے " دوڑتے دم توڑ دیں۔

تم چلو میں بس بال سمیٹ کر آتی ہوں " ادھر کرو یہ بکھری زلفیں میں سمیٹ دوں (نور نے کھڑے کھڑے چٹکیوں میں اس کے بالوں میں " ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی پونی اٹھا کر باندھی اور اسے ساتھ کھینچ لیا اور وہ نا نا کرتی اس کے ساتھ کچن میں چلی آئی۔

.....

دھیرے دھیرے وہ آنکھیں کھول رہی تھی۔ تکلیف کا احساس پورے جسم میں سرایت کر رہا تھا۔ وحشیانہ تشدد کا نشانہ بننے کے باعث وہ جانے کتنی دیر نیم سوتی جاگتی کیفیت میں رہی۔ جب آنکھ کھلی تو خود کو ایک بیڈ پر لیٹے پایا۔ چند ثانیے یک ٹک چھت کو گھورتی رہی پھر درمیانی عمر کی زنانہ آواز پر اس نے دائیں طرف دیکھا۔

(ٹھیک ہو؟) (اقرارِ جواب میں کچھ کہہ نا سکی) تب وہ دوبارہ بولی

کچھ بولو تو سہی کیا زخموں نے زبان کھینچ لی ہے تمہاری (وہ عورت کافی منہ پھٹ اور بدتمیز تھی۔۔۔۔۔) اقرانے چپ رہنا بہتر جانا۔۔۔۔۔ وہ جیسے خود سے تنگ تھی۔ زندگی سے عاجز۔۔۔۔۔ بہ مشکل آہستہ آہستہ سانس لیتی اپنی موت کی آرزو کر رہی تھی۔۔۔۔۔ ایسے میں وہ کیا کہتی۔۔۔۔۔ وہ تو ماں کے ساتھ چھوٹنے سے آج تک پل پل جیتی پل پل مرتی آرہی ہے۔۔۔۔۔ ابھی جب خود کو اتنی تکلیف اتنا ظلم سہنے کے باوجود زندہ پایا تو بے ساختہ آنکھیں برسنے لگیں۔۔۔۔۔ بند آنکھوں سے پانی کے شفاف قطرے بہہ کر تکیے میں جذب ہوئے۔۔۔۔۔ وہ عورت جو اس کی پہرے دار اور نرس کے فرائض انجام دے رہی تھی اسے یوں خاموشی سے روتے دیکھ کر طنزیہ بولی

اوبی بی یہ ٹسوے بہانا بند کرو جو ہونا تھا وہ چکا اب اس حقیقت کو تسلیم کر لو ورنہ یہ لوگ تو تمہیں " ایسے تشدد کا نشانہ بناتے رہیں گے اگر جان پیاری ہے تو جیسا یہ کہیں مان لو باقی تمہاری مرضی۔۔۔ اقرار کے رونے میں شدت در آئی۔۔۔ اور وہ عورت منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔۔۔ اس کے جاگنے کی خبر اپنے باس کو سنانا لازم تھا۔۔۔ پیچھے درد و الم میں گھری اقرار اکیلی رہ گئی۔

.....

یکدم رات کی نیم تاریکی اور کمرے کی تنہائی میں کمرے کے دھڑام سے دروازہ کھلنے کی آواز پر ماحول میں ارتعاش برپا ہوا۔۔۔ دو نقاب پوش مرد اندر آئے۔۔۔ اقرار کے بے جان ہوئے وجود میں زرا سی حرکت ہوئی لیکن وہ اپنی جگہ سے ہل ناپائی۔۔۔ ایک مرد اس کے قریب آیا اور اسے دیکھ کر دوسرے سے کہا

یہی ہے وہ"

تو دیکھ کیا رہا ہے لے چل اسے۔۔۔"

اس کے کہنے کی دیر تھی۔۔۔۔۔ وہ نقاب پوش اقرا کو زبردستی اٹھانے لگا۔

چل اٹھ

(آہ) اقرا کے بازو دبوجنے پر وہ تکلیف کی وجہ سے بے ساختہ کراہی مگر وہاں پرواہ کسے تھی

اٹھ جا اب تیرے لیے شاہی سواری تو آنے سے رہی۔۔۔ (اس نے اقرا کو زبردستی زور سے کھینچ کر

(بستر سے اٹھایا۔ اسی چھینا جھپٹی میں وہ اٹھتے ہوئے واپس بیڈ پر چکرا کر بیٹھ گئی

(ابے یہ تو بالکل ہی فارغ پیس ہے (وہ جھنجھلا کر بولا

تو نرا جاہل ہی رہے گا ادھر ہمیں نکلنا بھی ہے اور تو اور تیری بکواس (وہ پاس آیا اور ایک جھٹکے

سے اقرا کو اٹھا کر اپنے کندھے پر کسی سامان سے لدے بیگ کی ڈالا۔ اقرا اس دوران دوبارہ سے بو

(ہوش ہو چکی تھی

.....

یار تمہیں کیا لگتا ہے آج کیا ہوگا؟ (نور نے فاریہ سے کہا اور فاریہ تو خود کئی طرح کی سوچوں میں

(گھری تھی بھلا وہ کیا جواب دیتی بے چینی میں اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتی وہ نور کو بنا دیکھے بولی

اللہ جانے میں کیا کہہ سکتی ہوں۔"

(ویسے کافی دیر ہوئی میں دیکھ کر آٹوں کیا کہتی ہو؟) نور نے اسے کہا"

یار جو مرضی ہے کرو۔ مجھے تو خود سمجھ نہیں آرہی"

تم یہاں بیٹھو میں دیکھوں تو سہی آخر اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ (نور کہہ کر کمرے سے تیزی کے ساتھ نکل گئی اور فاریہ پیچھے خدا کو یاد کرتی سب درست ہونے کی دعا کرتی رہی

.....

تم ہوش میں تو ہو ارسم۔ جانتے ہو تم کیا کہہ رہے ہو؟ (تایا جان کی اونچی بارعب آواز نور کے کانوں سے ٹکرائی اور وہ وہیں دروازے کی اوٹ میں ہو کر اندر ہوتی تمام کاروائی سننے لگی

ماموں میں جانتا ہوں آپ سب کو برا لگے گا لیکن زور زبردستی کا فائدہ نہیں۔ میں نے بارہا سوچا مگر فاریہ سے شادی کرنا میرے لیے ممکن نہیں۔

(لیکن بیٹا یہ رشتہ تو تمہاری مرضی سے ہوا تھا نا تو اب یہ انکار (بڑی مامی نے کہا"

تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں وہ کون ہے جس سے تم شادی کرنا چاہتے ہو؟ (بڑے ماموں نے پوچھا اور "تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد ارسم کو نور نے کہتے سنا اور اپنی جگہ جم کر کھڑی نور کے اوسان خطا! ہوئے۔۔۔ فارسیہ کی بات تو سچ نکلی۔۔۔ ارسم واقعی نور سے

میں نور سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔"

(کیا ۱۱۱۱؟) (چھوٹی مامی نے زیر لب کہا)

تم نور سے شادی کرنا چاہتے ہو؟ (بڑے ماموں نے بغیر برا منائے تصدیق چاہی اور ارسم نے اپنے " (کہے پر مہر ثبت کردی

جی ماموں میں نور سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

شادی کی تیاریاں شروع ہیں۔۔۔ اور تم فارسیہ کی بجائے نور سے پھر ان دونوں کا کیا ہوگا۔ پہلے تو " (فارسیہ کو پتا چلے گا اور پھر نور کی رضامندی (بڑی مامی نے پریشانی سے کہا

ماما مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔ ارسم نے سب سے پہلے مجھے ہی بتایا ہے اور مجھے کوئی اعتراض نہیں " زندگی ایک ہی بار ملتی ہے تو کسی کے ساتھ زور زبردستی کر کے کیا ملے گا۔ اگر ارسم نور کے لیے رضامند ہے تو مجھے کیوں اعتراض ہونے لگا۔ دونوں ہی مجھے عزیز ہیں۔ (یکدم نور کے پیچھے سے فارسیہ

برآمد ہوئی اور اندر آکر مناسب لب و لہجے میں سب کو مخاطب کر کے اپنا نقطہ نظر پیش کیا۔ کافی دیر (وہاں اک جامد خاموشی چھائی رہی۔ پھر تھوڑی دیر بعد بڑے ماموں نے ارسم کو دیکھ کر کہا "ہممم اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے اب گیند تمہارے چھوٹے ماموں کے کورٹ میں ہے۔ یہ جو فیصلہ " کرنا چاہیں۔

(چاچو اور چاچی آپ کیا کہتے ہیں اس بارے میں؟ (فارہ نے ہمت کرتے ہوئے انہیں مخاطب کیا " دیکھو تم دونوں نے یہ اچانک سے یہ سب جو کہا پھر ہماری بیٹی کا یوں ہاتھ مانگ لیا جبکہ گھر میں " تیاری فارہ کی شادی کی چل رہی ہے۔

بھائی جان میں معذرت خواہ ہوں اپنے بیٹے کی بے وقوفی کی وجہ سے مجھے آپ سب کے سامنے " شرمندگی اٹھانی پڑی (پھپھپو نے شرمساری سے سر جھکائے کہا تو چھوٹے بھائی اٹھ کر ان کے پاس (آبیٹھے اور سر پر ہاتھ رکھ کر شفقت سے کہا

تم ہماری بہن ہو اس گھر کی بیٹی ہو اور یوں سر جھکا کر تم ہمیں شرمندہ کر رہی ہو۔ ہمارے بچے " سانجھے ہیں۔ ایک کو تکلیف ہو تو درد ہم سب کو ہوتا ہے۔ جو خدا کی رضا۔ ارسم بھائی جان کا داماد بنے یا میرا، ہے تو ہماری بہن کا خون۔ ہمارے لیے یہ دونوں صورتوں میں ہمیں پیارا ہے۔ ہاں مگر میری

بیٹی کی شادی کا فیصلہ میں اس سے اس کی مرضی پوچھے بغیر نہیں کر سکتا۔ کچھ دنوں کا وقت دو۔ پھر جو نور کا فیصلہ ہو گا وہی میرا اور بیوی کا فیصلہ ہو گا۔

شکر الحمد للہ مجھے خدا نے اتنے پیار کرنے والے بھائیوں سے نوازا میں جتنا شکر ادا کروں اس رب کا " اتنا کم ہے۔

بھائیوں کے اتنا مان دینے پر ان کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ بے ساختہ بھائی کا ہاتھ چوم لیا اور بھائی نے (بھی انہیں اپنے سینے سے لگا کر سر پر تھپکی دیتے ہوئے انہیں رونے سے باز رکھا یوں رو تو نہیں"

بس ایسے ہی دل بھرا گیا"

(تھینک یو سوچ ماموں (ارسم فاریہ کے اشارہ کرنے پر ماموں کے پاس آکر مودبانہ انداز میں بولا " (میشن ناٹ مائی سن (ماموں نے اٹھ کر اسے گلے سے لگا لیا"

فاریہ کو نور کا خیال آیا اور وہ لپک کر نور کی تلاش میں وہاں سے بھاگی۔

(اسے کیا ہوا؟ (چاچو نے حیرانگی سے پوچھا"

(اپنی دوست کو یہ بریکنگ نیوز سنانے گئی ہوگی (فاریہ کی ماما نے ہنس کر کہا"

.....

وہ سب ایک ہال نما کمرے میں فرش پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ سبھی کے ہاتھ اور پاؤں رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ ہال نما کمرے کے ایک طرف کالے شیشے والی درمیانے سائز ون سائیڈ ڈکھڑکی تھی۔ یعنی ایک طرف سے دکھائی دینے والی۔ اسی کھڑکی کے ساتھ دروازہ تھا۔

سب لڑکیاں ایک طرف تھیں جبکہ ایک طرف اکیلی وہ موجود تھی۔ وہ کی کہ وحشیانہ تشدد کا نشانہ بننے والی اقرا اس وقت بھی ہوش و حواس سے بیگانہ ہوئی ایک طرف دیوار کی جانب کروٹ کیے ہوئے تھی۔ جو نقاب پوش انہیں یہاں لے کر آئے تھے وہ دونوں وہیں کے شیشے والی کھڑکی کے پار کھڑے ان پر نظر رکھے اپنے باس کا انتظار کر رہے تھے۔

دروازا کھلا اور قدم قدم چلتا ہوا وہ اندر آیا۔ سر پر ترچھا کیا ہوا ہیٹ جس پر اوپر کی سمت اپنا سر پھن پھیلانے سیاہ ناگ کا ڈیزائن بنا ہوا تھا۔ چہرے پر سیاہ نقاب اور سیاہ پینٹ کوٹ میں ملبوس آنے والا شخص اپنے مخصوص وحشت زدہ اور سامنے والے کے دل میں خوف طاری کر دینے والی چال چلتا ہوا آکر کھڑکی کے پاس آکر رک گیا۔

ویل ڈن۔ (اس کی بھاری آواز کمرے میں گونجی) اور وہ وکی کا خاص تحفہ کونسا ہے؟ (ایک نظر اغوا)

(کی گئی ساری لڑکیوں کو دیکھنے پر اس نے پوچھا

وہ سر جو سائیڈ پر دیوار کے ساتھ اکیلی ہے)

وہ کمرے کے دروازے کی جانب بڑھا۔ اندر گیا تو ایک شور آہ و فغاں، فریاد کا بپا ہوا۔ ہر لڑکی گلے کی آخری حد تک چلا چلا کر خود کی رہائی کی بھیگ مانگنے لگی۔

(خاموش !!! وہ دھاڑا تو سب کی روح فنا ہوئی)

پھر وہ آیا اور جھٹکے سے بے حسی کی انتہا کرتے ہوئے جوتے کی نوک اقراء کی پشت پر مار کر اسے ہوش میں لانا چاہا مگر وہ شاید نہیں بلکہ زیادہ ہی بری حالت میں تھی کہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ تب مجبوراً وہ جھکا اور اسے بازو سے کھینچ کر سیدھا کر دیا۔ اور اقراء کا بے حال زخمی چہرہ دیکھ کر مبہوت رہ گیا۔ وہ واقعی اتنی حسین تھی کہ کوئی بھی اپنا ایمان کھو بیٹھے۔

گالوں پر نیلے نشان، بند آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے، تراشیدہ لبوں پر پپڑیاں جمی تھیں جن سے خون رس رہا تھا۔ سنیک مین نے اسے دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔ ایسا مکمل حسن جو اس ستم ظریفی کے بعد بھی جوں کا توں ہو اس نے کہاں دیکھا تھا۔ بے ساختہ اپنے ہاتھوں کو اس کے چہرے پر پھیرا۔ وہ ہلکا

ساکسمائی مگر جاگی نہیں۔ سنیک مین نے آنا فانا فیصلہ کیا اور اسے اپنے بازوؤں میں بھر کر باہر نکلا۔ ایک ملازم اس کی تقلید میں بھاگا جبکہ دوسرا اس ہال نما کمرے کا دروازہ بند کر کے وہیں موجود رہا۔

.....

وہ زہنی طور پر کافی تھکاوٹ کا شکار تھا۔ حواسوں پر سوائے اقرا کے کوئی اور سوچ سوار نہ تھی۔ وہ اپنی انہی سوچوں سے پیچھا چھڑوانے کے لیے یہاں سے وہاں سڑکوں پر گاڑی چلاتے ہوئے جانے شہر سے کتنا دور نکل آیا۔ وہ مین ہائی وے سے نیچے اتر کر کچی سڑک پر آگیا۔ رات کا اندھیرا ہر سو پھیل چکا تھا۔

نہ دید ہے نہ سخن، اب نہ حرف ہے نہ پیام  
کوئی بھی حیلہء تسکین نہیں اور آس بہت ہے

امید یار، نظر کا مزاج، درد کا رنگ

تم آج کچھ بھی نہ پوچھو، کہ دل اداس بہت ہے

وہ اقرا کی سوچوں سے چھٹکارا پانا چاہتا تھا مگر رہ رہ کر اسی دشمن جاں کا خیال آتا۔ ابھی وہ زیادہ دور اس کچی سڑک پر آگے نہیں بڑھا تھا کہ اچانک سے گاڑی کے سامنے کوئی آیا اور گاڑی کے ٹائر خاموش فضا میں چرچرائے۔ بروقت بریک نے بچت کر دی کہ ٹکر زیادہ نہیں ہوئی۔

وہ جلدی سے سیٹ بیلٹ سے خود کو آزاد کروا کر دروازہ کھول کر گاڑی سے باہر نکلا اور تشویش اور پریشانی کے ملے جلے انداز میں بولا

آپ ٹھیک ہیں؟ ہیلو زیادہ لگی تو نہیں آپ کو؟

وہ لڑکی جو مخالف سمت سے آئی اور اس کی گاڑی سے ٹکرائی اور وہیں زمین بوس ہو گئی۔ موسیٰ نے آس پاس دیکھا مگر دور دور تک کھیت ہی کھیت تھے اور گور اندھیرا۔ اور ایسے میں وہ لڑکی وہاں کیسے آ پہنچی۔

موسیٰ نے اسے پکارا مگر نو رسپانس پھر جھجک کر نیچے جھک کر اسے ہاتھ لگا کر چہرہ سیدھا کیا اور گاڑی کی تیز لائٹس میں لڑکی کا چہرہ اس نے دیکھا تو پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔۔۔۔

(اقرا!!!) (سرگوشی نما آواز حلق سے برآمد ہوئی)

\*\*\*\*\*

پھپھپو اور ارسم کے جانے کے بعد وہ سیدہ نور کے پاس چلی آئی۔ دروازے کی ناب گھما کر دیکھا تو کمرے کی لائٹ آف تھی۔ اندازہ سے سوئچ بورڈ پر انگلیاں چلا کر لائٹ آن کی۔ اور اسے آواز دی۔

(آئی نو تم جاگ رہی ہو۔) جواب ندارد

نور نے معمولی سی بھی حرکت نہ کی۔ فاریہ چل کر بیڈ کی دوسری طرف آگئی اور اس پر سے کمفرٹر اتارنا چاہا مگر نور نے کمفرٹر کو سختی سے دبوچا ہوا تھا۔

یار نور اٹھو تو سہی، بات تو کرو۔ (اس نے پیار سے پچکارتے ہوئے کہا مگر نور کے ہاتھوں اس کی " شامت لکھی تھی تو کیسے ٹل جاتی

مجھے سخت نیند آرہی ہے اور میں اس وقت کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔) (نور کا بے لچک ٹھوس لہجہ " (فاریہ کی امیدوں پر سو فیصد پورا اترا

سیریل سی یار میں تمہاری ایک زیادہ کھانے دوسرا ٹینشن یا ناراضگی میں سونے کی عادت سے بہت زچ " (ہوں) (فاریہ وہیں اسی کے پاس بیٹھ کر عام سے لہجے میں بولی

خدا کا واسطہ ہے فاریہ ابھی کے لیے میری جان چھوڑ دو میرا ذرا موڈ نہیں تمہاری کسی بھی قسم کی کوئی (بھی بکواس سننے کا)۔ (نور چیختی ہوئی لیٹے سے اٹھ بیٹھی

فاریہ نے لپک کر کمرے کا کھلا دروازہ بند کیا اور واپس اسی کے پاس آ بیٹھی۔

کم از کم اتنا بتا دو کہ غصہ کس بات پر ہے۔ شادی پر یا ارسم سے شادی پر یا پھر مجھ پر (فاریہ نے " (اس کے غصے کو سہتے ہوئے سادہ اور نرم لہجے میں پوچھا

مجھے ہر بات پر غصہ ہے۔ تم پر غصہ ہے تم میری بہن ہو کزن ہو دوست ہو مگر تم نے مجھے بے خبر " رکھا، ارسم بھائی۔۔

(بھائی مت کہو (فاریہ نے بے ساختہ ٹوکا"

شٹ اپ (نور نے ڈپٹ دیا) وہ ہونہار پولیس آفیسر اپنی زندگی کا اتنا اہم فیصلہ نہیں کر سکتے اور " چلیں ہیں ملک و قوم کی باگ ڈور سنبھالنے۔ پھر پھپھپو نے بھی سکون سے بیٹھ کر ایک بار بیٹے سے صحیح سے کر کے پوچھا نہیں کہ کس سے کرنا چاہتے ہو شادی۔ اور گھوم پھر کر تم پر واپس آتی ہوں۔ تو مس فاریہ دی گریٹ یہ گریٹنئیس کا مظاہرہ کرتے ہوئے شرم سے ڈوب جاتی چلو بھر پانی میں کہ ہر بات بتاتی آئی ہو مجھے آج تک اور یہ بات تم پی گئی۔ کیسے؟؟؟ بتاؤ تم کیسے پی گئی یہ بات؟؟؟ (فاریہ (ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے گود میں رکھے سر جھکائے اس کی ساری باتیں سنتی رہی

کمینی عورت ! تمہیں ابھی بھی مذاق سوچھ رہا ہے جبکہ ادھر میرا بس نہیں چل رہا کہ سب تھس " (نہس کر دوں۔) وہ اس پر جھپٹی اور اس کی گردن کو دبوچ لیا

(نے مزید گل افشانی کی اور نور نے اس کی گردن چھوڑ کر اسے پرے دھکیلا

بس بہت ہوا یہ لڑنا جھگڑنا اٹھو اور میری بکواس سنو۔ (فاریہ نے اس سے دو دو ہاتھ کرنے کی ٹھان "

لی)

دیکھو جو بات تھی وہ سب کو صاف صاف پتا چل چکی ہے اور رہی بات تمہاری تو چاچو نے تمہاری "

پھپھو اور ارسم دونوں کے مزاج سے تم اچھے سے واقف ہو۔ تم اس گھر میں ایڈجسٹ کر سکو گی یا

والدین کو بتا دینا۔ تمہیں تو الٹا شکر گزار ہونا چاہیے چاچو کا کہ انہوں نے تمہاری مرضی جاننا ضروری

سمجھا ورنہ میرے ساتھ تو یہ والا سین نہیں ہوا، تم گواہ ہو اس بات کی۔ کیا اس دن جب پھپھو نے پہلے میرا رشتہ مانگا تب میرے ماما بابا نے ایک بار بھی کہا کہ فاریہ سے پوچھ کر بتائیں گے؟ نہیں!!  
ایسا نہیں ہوا بس ادھر رشتہ مانگا ادھر مجھے بلا کر انگوٹھے پہنا دی گئی۔ کیا میرا سوچا گیا؟ نہیں!! تم شکر ادا کرو رب کا کہ تمہاری مرضی پوچھی گئی ہے۔ اور رہی بات میری کہ یہ بات پہلے کیوں نہیں بتائی تمہیں تو، نور میری بات سنو تم میری جگہ ہوتی تو کیا کرتی بھاگی بھاگی گھر آتی اور کہتی کہ "فاریہ! فاریہ! ارسم میرے سے نہیں تم سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ کیا یہ کہتیں تم؟ یار وہ صورتحال عجیب سی تھی میرے لیے پتا نہیں تھا کہ ادھر میں تمہیں سب بتاتی ادھر وہ مکر جاتا کنفیوژن میں مبتلا کمزور دل عاشق تو پھر ہم دونوں ایک دوسرے سے نظریں چرائے رکھتیں۔ المختصر یہ کہ تم جو چاہو وہ فیصلہ کرو۔ تم آزاد ہو۔ اینڈ آئم سوری تم سے یہ بات چھپانے کے لیے۔ گڈ نائٹ۔  
فاریہ نے اپنی بات بنا رکے مکمل کی اور اٹھ کر چلی گئی اور جاتے جاتے کمرے کی لائٹ آف کر گئی۔

---

دروازے کے بند ہونے پر نور نے کمفرٹ کو چہرے سے ہٹا کر گہرا سانس بھرا۔ فاریہ کی ساری باتیں اپنی جگہ درست تھیں۔ بابا نے اسے اختیار دیا ہے پھر اسے کیوں برا لگ رہا کہ، غصہ کیوں آرہا ہے۔ ایسے ہی بلا وجہ اس نے فاریہ کا دل بھی برا کیا۔ اسے اپنے رویے پر پچھتاوا اور شدید افسوس ہوا۔

.....

(اقرا!!!) (سرگوشی نما آواز حلق سے برآمد ہوئی)

وہ قدرت کے اس ملاپ پر ششدر رہ گیا۔ یوں تو اس نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ جس کے لیے وہ دن رات تڑپ رہا ہے، جسے پانے کی جستجو ہے اسے، وہ یوں آملے گی۔

اقرا کا زخموں سے چور وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔ لمحے بھر کو بھاری پلکوں کو اٹھا کر اپنے پاس کسی شخص کی موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے اسے دیکھنا چاہا مگر دھندلائی نگاہیں آڑے آگئیں۔ اور پھر اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوب گیا۔

موسیٰ گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھا اور اس کے خون آلود چہرے کو تھپتھپا کر اسے ہوش میں لانے کی تگ و دو کی مگر بے سود۔

پھر بغیر وقت ضائع کیے موسیٰ نے اپنی متاعِ حیات کو باہوں میں سمیٹ کر اٹھایا اور گاڑی کی پچھلی سیٹ پر احتیاط سے لٹا کر دروازہ بند کیا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھنے سے پہلے ایک نظر چاروں اور دوڑائی مگر وہاں کوئی نہ تھا۔

وہ ہوا کے دوش پر سوار جلد سے جلد اپنے گھر پہنچنا چاہتا تھا۔ رستے میں دوران ڈرائیونگ وہ کئی بار پلٹ کر اسے دیکھتا، آواز دیتا کہ شاید وہ ہوش میں آجائے مگر اقرا ہوش اور بے ہوشی کے گرداب میں پھنسی رہی۔ موسیٰ کا روم روم اس وقت اقرا کے لیے دعاگو تھا۔ وہ مسلسل رب العالمین کو یاد کر رہا تھا۔

.....

موسیٰ کی گاڑی جونہی گھر کے گیٹ سامنے آئی پہلے سے الرٹ ہوئے گارڈز نے آگے بڑھ کر گیٹ کھولا اور گاڑی فل اسپید سے پتھروں کی روش پر آرکی۔ تمام گارڈز ہکا بکا تھے کہ آخر ان کے مالک کو ایسی کونسی ایمر جنسی تھی کہ اس نے کال پر سب کو الرٹ رہنے کا حکم دیا اور ایک لیڈی ڈاکٹر کو بھی گھر بلوا لیا۔ وہ سب اپنی جگہ پریشان تھے کہ جانے کیا ہوا ہے۔

تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ چھوڑ کے دروازہ کھول کر وہ باہر نکلتا تب گارڈز کی جان میں جان آئی کہ وہ سلامت ہے۔ مگر حیرت و رط میں وہ تب غوطہ زن ہوئے جب ان کے مالک نے گاڑی کی پچھلی سیٹ سے ایک زخمی نسوانی وجود کو اٹھایا۔

موسیٰ اقرا کے بے ہوش وجود کو بازوؤں میں اٹھائے اندر بھاگا اور اس کے پرسنل اسسٹنٹ اور لیڈی ڈاکٹر نے لیونگ ایریا میں اسے آتا دیکھا تو اس کے پیچھے بھاگے۔ گول زینے چڑھ کر اس نے ماما کے کمرے کے عین سامنے بنے کمرے کی جانب قدم بڑھائے۔ بدر نے جلدی سے دروازہ وا کیا اور اس نے اندر آ کے بڑی احتیاط سے اقرا کو بیڈ پر لٹا دیا۔ پھر کمفرٹ اورٹھا کر اس نے ڈاکٹر کو اقرا کا چیک اپ کرنے کا کہا۔

چیک اپ کے دوران موسیٰ اور بدر کمرے سے باہر نکل آئے۔ ایک خاتون ملازمہ کو موسیٰ نے ڈاکٹر کی ہیلپیر کے طور پر اندر بھیجا۔ کافی دیر بعد جب ڈاکٹر باہر آئیں تو موسیٰ جو گرل سے ٹیک لگائے کھڑا تھا سیدھا ہوا۔

(کوئی پریشانی والی بات تو نہیں (بے تابی سے سوال کیا)

ان کی کنڈیشن بہت خراب ہے۔ بہت بری طرح سے انہیں ٹارچر کیا گیا ہے اور کافی دنوں سے " انہوں نے صحیح سے کچھ کھایا پیا بھی نہیں۔ فی الحال تو میں نے ان کی بینڈج کردی اور ڈرپ لگادی ہے۔ انہیں مسلسل تین دن یہ ڈرپس لگوانی ہیں۔ اور دوائیں بھی لکھ دی ہیں۔ جو باقاعدگی سے انہیں دینی ہیں۔ باقی ان کی ڈائیٹ کا خاص خیال رکھیں اور کسی قسم کے اسٹریس سے دور رکھیں۔ (ڈاکٹر نے پیشہ ورانہ انداز میں اسے ساری تفصیل سے آگاہ کیا)

ڈاکٹر نے اقرا کا چیک اپ کرنے کے بعد اسے ڈرپ لگائی اور ساتھ ہی ضروری ادویات لکھ کر پرچی اسے دینا چاہی جو بدر نے پکڑی اور وہاں سے چلا گیا۔

(تھینک یو ڈاکٹر (موسیٰ نے مسکرا کر اس کا شکریہ ادا کیا)

یور ویکم۔"

میرا ڈرائیور آپ کو گھر ڈراپ کر دے گا (ڈاکٹر اثبات میں سر ہلا کر چلی گئی تو موسیٰ نے اندر کمرے میں قدم رکھا۔ سامنے بیڈ پر وہ کمفرٹ اوڑھے درد و الم کی تصویر بنی اس کے دل کی سلطنت پر قابض ہوئی پری پیکر دنیا و مافیہا سے بیگانی پڑی تھی۔

وہ قدم قدم چلتا بیڈ کی پائنٹی کے پاس آیا اور وہیں سامنے کھڑا ہو گیا۔ چہرے پر دنیا جہاں کی بے تابیاں، بے قراریاں رقم کیے وہ یونہی کھڑے رہ کر اسے دیکھے گیا۔ چند ہی دنوں میں وہ اسے کتنی عزیز ہو چکی تھی۔ اسے آج اس حال میں دیکھ کر وہ تڑپ ہی تو اٹھا تھا۔

اس کی محبت پر یہ ظلم کی انتہا

جس پر جی جان سے مرا وہ یوں موت کے دہانے پر۔

وہ سر تا پیر زخمی تھی جسے وہ اپنا دل سونپ چکا تھا۔

اقرا کی اس بری حالت پر اس کا دل رو رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ جس نے اس کی محبت کے ساتھ یہ سب کیا، اسے جیتے جی قبر میں اتار دیتا۔

اے کاش مجھے میسر ہو ایسا ورد غازی۔

جو تجھ سے تیرے سارے غم چھین لے

(سیدہ صغریٰ غامری)

جانے وہ کتنی اذیتیں سہہ کر اس تک پہنچی ہے۔۔۔۔

جانے کونسی کونسی تکالیف دیکھی ہوں گی اس نے۔۔۔

جانے کیا کیا عذاب جھیلے ہوں گے اس نے۔۔۔۔

وہ ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہا تھا۔۔۔۔

اس وقت کوئی موسیٰ وجاہت سے پوچھتا کہ دل کا درد کیا ہوتا ہے تو وہ برجستہ کہتا "اپنے محبوب جاں ہستی کو اس حال میں دیکھنا کہ مجلے پھٹے پرانے کپڑوں میں دیکھنا، وہ بھی یوں کہ جسم کے ہر عضو سے "خون رس رہا ہو۔"

اس سفر میں نیند ایسی کھو گئی  
ہم نہ سوئے رات تھک کر سو گئی

رات سبک روی سے بیت رہی تھی۔ موسیٰ سنگل سٹر صوفے پر براجمان اپنی ہی سوچوں میں گم تھا۔ وہ نائٹ بلب کی روشنی میں بند کھڑکی پر گرے دبیز پردوں پر نظریں جمائے اقرا کے جاگنے کا انتظار کر رہا تھا۔ پوری رات اس نے جاگ کر گزار دی۔ وہ رات بھر اقرا کو ہی سوچتا رہا۔  
وہ ایک ہی پوزیشن میں ساری رات بیٹھا رہا۔ جب تک کہ سورج کی پہلی کرن اسے اپنا منتظر پا کر اقرا پہ رشک کناں ہوئی۔

شاہور لے کر وہ وائٹ ڈریس شرٹ کے ساتھ میرون ڈریس پینٹ پہن کر ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آیا۔ آئینے میں دیکھ کر بالوں میں ہیر برش پھیرا۔ پھر کف لنکس لگائے، موبائل فون پکڑا اور رسٹ وائچ کلائی پر باندھ کر تیار ہو کر باہر نکلا۔

کوریڈور عبور کر کے وہ لیونگ ایریا میں آیا۔ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کال پر بدر کو آج اپنے آفس نہ آنے کی اطلاع دی اور اوپر آکر اسی کمرے کی طرف بڑھا جس میں اقرا کو کل رات ٹھہرایا تھا۔ دروازے کے نزدیک آکر وہ رکا۔ رسٹ وائچ پر ٹائم دیکھا صبح کے ساڑھے آٹھ بج رہے تھے۔ اس کی مارنگ روٹین کم و بیش سات بجے سے شروع ہوتی۔ اور ساڑھے آٹھ بجے کے قریب وہ ریڈی ہو کر آفس کے لیے نکل جاتا مگر آج وہ آفس نہیں جانے والا اور وجہ واضح تھی۔

وہ ہمیشہ سے نک سک تیار رہتا چاہے آفس سے آف ہی کیوں نہ ہو۔ شلواری قمیض اس نے شاز و نادر ہی زیب تن کیا ہو۔ وہ ہمیشہ سے پینٹ شرٹ یا ٹرواز شرٹ پہنتا آیا ہے۔ اور آج بھی آفس سے آف کرنے باوجود وہ ڈریس پینٹ اور ڈریس شرٹ پہنے رسٹ وائچ کلائی پر باندھے ہوئے تھا۔

دروازے کی ناب گھما کر آہستہ سے کھول کر اندر جھانکا۔ اقرا ہنوز سوئی ہوئی تھی۔ وہ چپ چاپ پلٹ کر نیچے چلا آیا جہاں ماما ناشتے کی ٹیبل پر اس کی منتظر تھیں۔

.....

ماما کو گڈ مارنگ کہہ کر وہ کرسی دھکیل کر بیٹھ گیا۔ بہت دن بعد ماما نے اس کے چہرے پر وہی مسکان دیکھی جو اس کا خاصہ رہی ہے ہمیشہ۔ وہ ہشاش بشاش دکھائی دے رہا تھا۔ ابھی کل تک وہ اداس اداس خود سے روٹھا ہوا یہاں سے وہاں پھر رہا تھا اور آج وہ یوں اہنی پرانی جون میں لوٹ آیا۔ ماما کو یہ رویے کی تبدیلی اچھی لگی۔

ناشتہ کے دوران ماما نے استفسار کیا۔

سنا ہے کل رات کو کوئی خاص گیسٹ آئیں ہیں ہمارے گھر (موسیٰ کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ ابھر " (کر معدوم ہوئی جو ماما کی زیرک نگاہوں سے مخفی نہ رہ سکی (اقرا مل گئی ہے مجھے! (اس نے صاف مدعے کی بات کی اور ماما پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے " کیا اقرا تمہیں مل گئی؟"

کل رات میں لانگ ڈرائیو کے دوران وہاں پہنچ گیا جہاں پر وہ مجھ سے ٹکرا گئی۔ (موسیٰ نے چائے کا " (گھونٹ بھر کر انہیں خوشگوار انداز میں جواب دیا

لیکن ایسے کیسے وہ مل گئی؟ اور اکیلی تھی وہ؟ کچھ بتایا اس نے وہ کہاں تھی اتنے دن؟۔۔۔"

سر میم کو ہوش آگیا ہے (میڈ کے کہنے پر وہ کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا نیکپن سے منہ اور ہاتھ " (صاف کر کے وہ ماما سے مخاطب ہوا

ماما ابھی کے لیے یہ بہت ہے کہ وہ مل گئی۔۔۔۔۔ رہے سوالات تو وہ بھی پوچھ لوں گا میں جب وہ " مناسب سمجھے۔۔۔۔۔ لیکن فی الحال آپ اس پر کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالیں گی۔ آپ اسے کچھ بھی کہنے یا اس سے کچھ بھی پوچھنے سے پہلے بس اتنا یاد رکھیے گا وہ آپ کے اکلوتے بیٹے کی محبت ہے۔۔۔۔۔ اور موسیٰ وجاہت اسے دل و جان سے چاہتا ہے۔۔۔۔۔

وہ ٹھہرے ہوئے مضبوط لہجے میں کہہ کر وہاں سے چلا گیا اور میڈ نے اس کی تقلید کی۔۔۔۔۔ مسسز وجاہت کی پر سوچ نظروں نے موسیٰ کے اوجھل ہو جانے تک اس کی پشت کا تعاقب کیا۔۔۔۔۔ جانے وہ لڑکی کہاں سے آگئی ایسے اچانک۔۔۔۔۔ اور ان کے بیٹے کے انداز بہت کچھ سمجھا رہے تھے۔۔۔۔۔ اگرچہ انہوں نے کبھی موسیٰ پر کسی بھی قسم کی کوئی پابندی نہیں لگائی تھی مگر یہاں سوال اس کی پوری زندگی کا تھا۔۔۔۔۔ وہ اپنے خدشات میں گھری تھیں جس پر وہ حق بجانب تھیں۔

.....

وہ دونوں یونیورسٹی جا رہی تھیں۔ آج ان کا کلاسیکل پوسٹری کا ٹیسٹ تھا اسی لیے فاریہ موبائل پر سے نوٹس پڑھ رہی تھی۔ جبکہ نور تو اس سے بات شروع کرنا چاہتی تھی مگر پھر ڈرائیور کا سوچ کر وہ خاموش رہی۔ یونیورسٹی پہنچ کر وہ دونوں گاڑی سے اتر کر اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف چل پڑیں۔ نور کو سمجھ نہیں آئی کہ کیسے بات شروع کرے، کیا کہے اسے۔ ڈیپارٹمنٹ اب چند قدموں کے فاصلے پر رہ گیا تھا اور اس سے پہلے فزکس ڈیپارٹمنٹ سے ہو کر گزرنا پڑتا تب نور نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔

مجھے بات کرنی ہے تم سے۔"

نور نے کہا تو فاریہ نے موبائل سے نظر ہٹا کر پلٹ کر اسے دیکھا۔ نور ہونٹ بھینچے متلعجی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

فاریہ نے موبائل بند کیا اور آگے چل کر سیڑھیوں پر بیٹھ گئی۔ موسم سرما کا آغاز تھا مگر صرف سورج کی حدت ہی کافی تھی۔ گرم کپڑے اور سویٹر کی ابھی ضرورت نہیں پڑی تھی۔

نور خاموشی سے اس کے پاس آئی اور ڈیپارٹمنٹ کی گرل سے پشت ٹکا کر کھڑی ہو گئی۔

ہلکی ہلکی ہوا سے اس کے بال اڑ اڑ کر چہرے پر آرکتے۔ وہ آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑس کر

مدھم معذرت خواہانہ انداز میں بولی۔

آئم سوری فار لیٹر ڈے "

اٹس او کے (فار یہ گھنٹوں کے گرد بازوؤں کا گھیرا بنائے پیچھے کو ہوئی اسے دیکھ کر سادگی سے بولی۔ "۔۔۔ پھر وہ دونوں ادھر ادھر دیکھتی رہیں۔۔۔ کلاس شروع ہونے میں ابھی پندرہ منٹ باقی تھے۔۔۔ تب فار یہ نے سامنے گراؤنڈ کو دیکھتے ہوئے کھوجتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

اور کچھ نہیں کہنا؟"

نور کو سمجھ آگئی وہ کیا پوچھنا چاہ رہی ہے۔ مگر چپ چاپ کھڑی رہی۔ اس کے چہرے پر موجود تاثرات اس کے اندر کی پریشانی صاف ظاہر کر رہے تھے۔

تم اپنے خدشات بتا سکتی ہو مجھے (فار یہ نے اس بار اس کی خاموش نگاہوں میں دیکھ کر تسلی آمیز " لہجے میں کہا۔۔۔ نور نے اسے دیکھا اور گرل سے ہٹ کر اس کے پاس سیڑھیوں پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ فار یہ سیدھی ہو بیٹھی اور موبائل اپنی گود میں رکھا جو ہاتھ میں پکڑا تھا۔ نور نے بیگ ایک اسٹیپ نیچے رکھا۔۔۔ نور نے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور پھر چہرے پر۔۔۔۔۔ صاف دکھائی دے رہا تھا وہ مشکل میں پھنسی ہے۔۔۔۔۔ فار یہ نے چہرے پر نارمل تاثرات قائم رکھے۔۔۔۔۔ مگر دل کی دھڑکن آہستہ ہوئی۔۔۔۔۔ آنکھوں سے اسے اشارتاً سمجھایا کہ جو ہے دل میں وہ کہہ دو۔

میں راضی ہوں اس رشتے پہ "

(اوہ تھینک گاڈ مجھے لگا انکار کر دو گی تم (فاریہ کے دل کو قرار آیا)

انکار نہیں ہے رشتے سے لیکن (نور نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں ملا کر سر جھکائے اپنا " (خدا شہ ظاہر کیا

لیکن کیا؟؟؟

اگر وہ شادی کے عین دن مکر گئے کہ نہیں نہیں فاریہ سے کرواد تو؟

او کم آن یار۔۔۔۔ اب ایسی بھی انی نہیں مچی۔۔۔۔ کامیڈی سرکس تھوڑی ہے یہ۔۔۔۔ زندگی ہے " حقیقت ہے۔ اینڈ تھینک یو سوچ رشتے کو تسلیم کرنے پر (فاریہ نے اسے گلے لگالیا۔۔۔۔ نور اندر تک شانت ہو گئی۔۔۔۔ لڑکا سلجھا ہوا، با اخلاق ہو، کمانے والا گھر بار والا ہو۔۔۔۔۔ پھر سگی پھپھو کے سپوت۔۔۔۔ کوئی جواز نہیں تھا کہ وہ انکار کر دیتی۔۔۔

تمہارا شکریہ کل تم نے جو باتیں کہیں وہ میرے دل پر لگیں۔۔۔۔۔ واقعی تمہارا حرف حرف سچ پر مبنی " تھا۔۔۔۔ تمہاری باتوں کی گہرائی نے مجھے انکار کرنے ہی نہیں دیا۔۔۔۔ شکریہ مجھے سمجھانے کے لیے۔۔۔۔۔ لوو یو مائی ڈیر کزن کم بیسٹی (نور نے تشکر آمیز لہجے میں کہتے ہوئے اسے زور سے خود میں بھیج لیا)

پلئیر از آل مائن۔۔۔

.....

میم اب کیسا فیل کر رہی ہیں آپ؟ میڈ نے دوبارہ سے اس کی خیریت دریافت کی۔"

اقرا گم سم اسے تکے گئی۔ میڈ نے موسیٰ کو مطلع کرنا ضروری سمجھا۔ میڈ کے جانے کے بعد اقرا جیسے ہوش میں آئی خود پر سے کمفرٹر اتار کر پرے پھینک دیا۔ ہاتھوں اور بازوؤں میں درد کی ٹیسیں اٹھیں۔۔۔ تیزی سے اٹھنا چاہا مگر اسی تیزی سے واپس لیٹنا پڑا کہ جسم کا انگ انگ زخمی تھا جو اسے پل پل اذیت سے دوچار کر رہا تھا۔

اقرا نے گہری سانسیں لیتے ہوئے دوبارہ ہمت کی اور سیدھی اٹھ بیٹھی۔ اس کے ہر زخم پر بینڈیج کر دی گئی تھی۔ چہرے پر ہاتھ مار کے محسوس ہوا چہرے پر بھی زخموں کو صاف کر کے بینڈیج کی گئی تھی۔ دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں سفید پٹیوں میں جکڑے تھے۔ خود پر دھیان دینے پر معلوم ہوا وہ ابھی بھی اسی لباس میں ہے جو جا بجا سے پھٹا ہے۔۔۔ اس نے دوپٹے کی تلاش میں نظریں دوڑائیں مگر پھر اسے یاد آیا کہ کتنے دن ہوئے وہ دوپٹے سے محروم ہے۔۔۔ اس نے ہمت جمع کر کے بستر سے نیچے اترنا چاہا مگر زخموں نے دہائی دی۔ ہونٹ سختی سے باہم بھیج کر پٹیوں میں جکڑے ہاتھوں پر زور ڈال کر سیدھی کھڑی ہو گئی۔

درد حد سے سوا تھا مگر وہ جیسے ان اذیتوں سے رہائی چاہتی تھی۔۔۔۔ وہ بھاگ جانا چاہتی تھی۔۔۔ کہیں دور جہاں کوئی آشنا نہ ہو۔۔۔ وہ اب اس بار بار کی تکلیف سے آزادی کی خواہاں تھی۔۔۔ اسی لیے وہ یہاں سے نکلنے کی تگ و دو میں لگی تھی۔۔۔۔۔ اتنی سی مشقت سے ہی وہ ہلکان ہو گئی۔ تنفس

لگنے لگا۔ سر چکرانے لگا۔ سر اٹھا کے ہوا میں معلق کیے ہاتھوں سے یوں لگتا کہ جیسے کسی سہارے کی تلاش میں ہو۔

زخمی پیروں پر کھڑے رہنا محال ہوا، وہ تیسرا کر گرتی مگر کسی کی مضبوط گرفت نے اسے سنبھال لیا۔ پھولی ہوئی سانسوں کے بیچ سر اٹھا کر سہارا دینے والے شخص کو دیکھا۔ اور دم بخود رہ گئی۔ خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیری۔

اقرا کی آنکھوں میں حیرانی، بے یقینی پنہاں تھی۔

اور موسیٰ کی نگاہوں میں تو صرف وہی وہ تھی۔

موسیٰ نے سرسراتی آواز میں اقرا کہتے سنا۔

آپ؟؟؟

ابھی آپ کی کنڈیشن ایسی نہیں کہ آپ بستر سے اٹھیں۔ (موسیٰ نے نظریں نیچی کیے اسے یونہی " تھامے ہوئے بیڈ پر بٹھا دیا اور سامنے کھڑی میڈ سے اس کے کھانے کے لیے بٹلر سے ہلکی پھلکی غذا لانے کا آرڈر دیا اور ساتھ ہی ساتھ میم کا ڈریس چنبچ کرنے میں مدد کرنے کو کہا۔

اقرا کو بے ساختہ اپنی پوزیشن کا احساس ہوا اس نے بازو سینے پر لپیٹ لیے اور اس کی سوچ کو موسیٰ نے بنا اس کے کہے پڑھ لیا اور آگے بڑھ کر کمفرٹر اوڑھا دیا۔

اقرا نے تشکر آمیز نگاہوں سے اسے دیکھا۔

(میں یہاں کیسے آئی؟ (خاموشی کے پردہ ہٹا کر اقرار نے لب کشائی کی)

آپ کے ساتھ کیا ہوا؟ کیسے ہوا؟ اور آپ یہاں تک کیسے پہنچی ہیں؟ یہ سب ہم بعد میں ڈسکس کریں گے ابھی آپ کو زبردست سے ناشتے کی ضرورت ہے تو پہلے آپ فریش ہوں لیں پھر آپ سے ملاقات ہوتی ہے۔ (میڈ نے خود ڈارک بلیو پلین شلوار سوٹ پر ہم رنگ دوپٹہ پہنا ہوا تھا۔۔۔ وہ اپنا (ایک یونیفارم اقرار کے لیے لے آئی۔ اور موسیٰ نظریں جھکائے اسے تسلی بخشتا کمرے سے باہر نکل آیا وہ واپس نیچے آیا لیکن ماما اب لان میں جا چکی تھیں۔۔۔ وہ وہیں ان کے پاس چلا آیا۔۔۔ (کیا تم آفس نہیں جائو گے؟ (ماما نے اسے کرسی کھینچ کر اپنے ساتھ بیٹھتے دیکھ کر سوال کیا)

آج تو آف کروں گا کچھ کام ہیں جو نمٹانے والے۔۔۔ تو گھر رہ کر وہ کروں گا۔ اچھا مجھے آئیڈیا نہیں آپ ایسا کریں اقرار کے لیے جو ضرورت کی چیزیں ہیں وہ میڈ کو ڈرائیو کے ساتھ بھجوا کر منگوا لیں۔ کپڑے جوتے اور جو اسے چاہیے آپ پوچھ لیجیے گا۔ اور ہاں منصور سے بات ہوئی آپ کی میں نے صبح کال کی لیکن موبائل آف تھا اس کا اور ابھی تک کوئی کال بیک نہیں کی۔

میری کل رات کو بات ہوئی تھی جب تم باہر گئے تھے کہہ رہا تھا کسی شوٹ کے سلسلے میں مصروف " ہے شاید اسی لیے کال بیک نہ کی ہو۔

آل رائٹ۔۔۔۔۔ اچھا آپ میڈ کو چیزوں کا کہہ دیجیے گا میں اپنا کام کر لوں۔"

اقرا کے پاس نہیں بیٹھو گے؟ (ماما نے اسے اپنے بیڈ روم سے ملحقہ گھر میں بنے آفس کی سمت " جاتے دیکھ کر حیرانگی سے پوچھا

ماما اس کی کنڈیشن کافی خراب ہے۔۔۔۔۔ خدا جانے کن کن طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑا ہے۔۔۔۔۔" کیسی کیسی سختیاں سہہ کر وہ میرے پاس پہنچی ہے۔۔۔۔۔ ایسے میں میرا اس سے زیادہ ملنا جلنا ابھی کے لیے بہتر نہیں۔ اسے تحفظ کا احساس دلانا۔۔۔۔۔ اسے یہ احساس دلانا کہ وہ یہاں سیف ہے۔ اس کی جان اس کی عزت یہاں محفوظ ہے۔ وہ اس گھر کو اپنا گھر سمجھ کر رہنا سیکھ لے پھر کروں گا اس کے ساتھ بیٹھ کر دنیا جہاں کی باتیں۔۔۔۔۔ ابھی آپ اسے اپنائیت کا، تحفظ کا احساس بخشیں۔۔۔۔۔ جو بہت اہم ہے۔۔۔۔۔

موسیٰ نے مدھم مسکان لبوں پر سجائے، پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈال کر کھڑے کھڑے انہیں اپنی تمام سوچ بیان کی۔

ماشاء اللہ مجھے فخر ہے اپنے بیٹے پر۔ اور شکر ہے خدا کا جس نے مجھے ایسے باکردار سلجھے ہوئے اور با " (اخلاق بیٹے سے نواز۔) (ماما نے تفاخر سے پیار بھرے لہجے میں کہا

.....

مجھے وہ لڑکیاں ہر حال میں چاہیں۔۔۔ ورنہ زندہ گاڑ دوں گا میں تم سب کو۔۔۔ شیخ کے آنے سے " پہلے پہل مجھے وہ لڑکیاں یہاں اپنے سامنے اپنی قید میں دیکھنی ہیں۔۔۔ آئی سمجھ! (وکی کو جب اپنے خفیہ گودام پر ہوئے حملے کا پتا چلا تو غصے سے اس کا خون کھول اٹھا۔۔۔ اپنے سیکرٹری کو گالیوں سے (نواز کر ساتھ میں دھمکی دی

ہونا ہو یہ ضرور اس بیچ ذات کی سازش ہے مجھے نیچا دکھانے کی کوشش کر رہا ہے۔۔۔ تو میرے ہاتھ " لگ سنیک مین تجھے ایسا سبق سکھائوں گا کہ تو مرنے کی تمنا کرے گا اور موت تجھ سے کوسوں دور (بھاگے گی) (وکی طیش میں ہاتھوں کی مٹھیاں بھیج کر غرایا

.....

(بہت بہت شکریہ ہم ماں بیٹے کا مان رکھنے کے لیے (پھپھپو نے نور کی پیشانی چوم کر کہا)

آہم آہم ایک ضروری بات کرنی ہے مجھے اگر آپ سب کی اجازت ہو تو؟"

فاریہ نے گلا کھنکار کر ان سب کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی۔ سب نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

اب جیسا کہ نور کی شادی ہونی ہے ارسم سے اور ہم سب کی دعائیں ان دونوں کے ساتھ ہیں۔ تو "اب مجھے یہ کہنا ہے بلکہ کرنا ہے اور وہ یہ کہ اب اس انگوٹھی کی اصل حقدار میں نہیں بلکہ میری بہت پیاری نور ہے۔۔۔

فاریہ نے نور کے قریب آکر نیچے جھک کر اس کا ہاتھ تھام کر پھپھپو کی بات پکی کرنے والے دن خود کو پہنائی جانے والی انگوٹھی اسے پہنا دی۔

(لیکن تم یہ رکھ سکتی ہو (نور نے اسے واپس کرنی چاہی مگر اس نے اسے ایسا کرنے سے باز رکھا)

نہیں نہیں یہ تمہاری ہوئی۔ ویسے بھی تمہاری وارڈب تمہارا کمرہ اس انگوٹھی کے بدلے میں مل رہا ہے " تو مجھے یہ سودا بہترین لگا۔ (فاریہ کی سنجیدگی سے کہی غیر سنجیدہ بات پر وہاں موجود سب نفوس ہنس (پڑے اور نور نے اسے کندھے پر چپت رسید کی

پھر کس دن لے جائوں میں اپنی بیٹی کو؟ (پھپھپو نے پوچھا اور نور سر جھکائے شرما کر وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ فاریہ بھی اس کے پیچھے لپکی

.....

(تھینکس (نوٹیفکیشن کی ٹون بجی اور فاریہ نے موبائل چیک کیا۔ رسم کا میسج پڑھ کر ہنس پڑی

(کوئی نہیں اب پھپھپو کے اکلوتے بیٹے کے لیے اتنا تو کر سکتی ہے فاریہ (جوابی میسج بھیجا

(فاریہ اس نیکی کے بدلے جو چاہے فرمائش کرے (ٹھک سے رسم کا رپلائی موصول ہوا

(سوچ لو کہیں کچھ ایسا ویسا مانگ لیا تو پھر (چند سیکنڈز کے بعد رسم کا وائس نوٹ پہنچا

ایسی ویسی فرمائش سے پہلے مس فاریہ شیشے میں ایک بار اپنی شکل دیکھ لیں تو افاقہ رہے گا (اس کا " لہجہ اس کے خوش ہونے کی تصدیق کر رہا تھا۔ فاریہ نے بے ساختہ دونوں کے حق میں دعا کی کہ نور (اور ارسم ہمیشہ شاد و آباد ہنستے مسکراتے رہیں ساتھ میں

گڈ نائٹ فضول اور بزدل پولیس آفیسر (فاریہ بھی اسے چھیڑنے سے باز نہ آئی۔ موبائل سائلنٹ پر " (کر کے وہ سیدھی ہو کر سونے کے لیے لیٹ گئی

.....

وہ دونوں شیخ کے کہے کے مطابق اپنے سامان سمیت وہاں پر آئے جہاں شیخ نے انہیں بلایا تھا میٹنگ کے لیے۔ سنیک مین اور وکی آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ وکی سنیک مین کو دیکھ کر اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ مگر دوسری طرف سنیک مین کے چہرے پر اطمینان تھا۔

شیخ کی بجائے اس کا نائب وہاں پر آیا۔ اور دونوں سے مال کی ڈیمانڈ کی جس کی بنا پر ان کی قسمت کا فیصلہ ہونا لکھا تھا۔

کنٹینرز کے پیچ و پیچ وہ تینوں گول میز کے گرد بیٹھے تھے۔

وکی نے اپنا مال گمشدہ ہونے کی خبر اس شیخ کے نائب کو سنائی۔

(اور یہ سب اس کا کیا دھرا ہے) وکی نے دبی ہوئی آواز میں جل بھن کر کہا "

(تم کیا کہتے ہو) نائب نے سنیک مین کو دیکھا "

اس کو چھینک بھی آئے تو مجھے زمرہ دار ٹھہراتا ہے یہ جاہل (سنیک مین نے اسے دیکھتے ہوئے ہیٹ " (کو شہادت کی انگلی سے اوپر کر کے طنزیہ کہا اور وکی بپھر گیا

(بکواس بند کر) گالی "

خاموش۔۔۔ "

(مجھے کچھ دکھانا ہے اگر یہ دو منٹ اپنا منہ بند کر لے) سنیک مین نے ڈائریکٹ نائب سے کہا "

کیا دکھانا ہے؟ "

سنیک مین نے اشارے سے اپنی پشت پر کھڑے سیکرٹری کو حکم دیا اور حکم کی تعمیل کرتے ہوئے سیکرٹری نے ان کے سامنے کھڑے کنٹینرز میں سے گارڈز سے کھلوا کر سائیڈ والے کنٹینرز کا دونوں دروازے کھلوائے اور وکی پر سکتہ طاری ہو گیا۔۔۔۔۔ یہ کیسے ممکن تھا؟ یہ کیسے ہو سکتا تھا بھلا؟

کنٹینرز میں وہ لڑکیاں تھیں جو اس کے گودام سے اغوا ہوئی تھیں۔

وکی بیٹھے سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ حیران پریشان سا ہکا بکا وہ کبھی لڑکیوں کو تو کبھی سنیک مین اور پلٹ کر نائب کو دیکھتا۔۔۔

سنیک مین کے چہرے پر بلا کا اطمینان تھا۔۔۔ اشارہ سے دو ایک گارڈ کو حکم دیا۔۔۔ دو عدد گارڈز بازوؤں سے پکڑے گھسیٹ کر وکی کے سیکرٹری کو وہاں لے آئے۔۔۔ منہ پر کپڑا بندھا تھا جو سنیک مین کے کہنے پر گارڈ نے کھول دیا۔

(بتائو یہ لڑکیاں کس نے اغوا کیں اور کس کے کہنے پر) سنیک مین نے سپاٹ لہجے میں کہا "م م مجھے وکی وکی سر نے کہا تھا ک ک کہ میں لڑکیاں اغوا ہونے کا ڈرامہ کروں تاکہ الزام سنیک مین پر آئے اور اسے یہ کرسی نہ مل سکے

یہ جھوٹ بک رہا ہے (گالی) میرا یقین کریں یہ اس کی چال ہے۔۔۔ اور تو غدار کہیں کا) وکی زخمی "شیر بنا سیکرٹری پر جھپٹا مگر آن کی آن میں وہاں فائر کی آواز گونجی

!!!ٹھاہ"

\*\*\*\*\*

وہاں موجود تمام نفوس کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔ سنیک مین نے بنا وقت ضائع کیے وکی کے سیکرٹری کو ماتھے پر فائر کر دیا۔۔۔ اس کا وجود فرش پر ڈھیر ہو گیا۔۔۔

(یہ کیا حرکت ہے؟) (وکی میز پر ہاتھ مار کر اس پر چڑھ دوڑا)

سنیک مین نے پستول کی نل پر پھونک مار کے اسے واپس گن ہولڈر میں لگایا۔۔۔ اس پر وکی کے کسی غصے کا کوئی اثر نہیں ہوا۔۔۔ اس کا اطمینان جوں کا توں برقرار رہا۔

سالے تیری اتنی جرات میرے بندے کو میرے سامنے مار دے (وکی گھوم کر اس کے قریب آیا۔)  
(۔۔ اسے گریبان سے کھینچ کر غرایا

وکی !!! نائب کی تنبیہ پر بہ مشکل پیچھے ہٹ گیا)

اس حرکت کی وجہ؟

سنیک مین کے خلاف جو سر اٹھاتا ہے۔۔۔ سنیک مین اسے اگلی سانس کی مہلت نہیں دیتا (اس نے "  
(انگارہ آنکھیں وکی کی آنکھوں میں گاڑ کر رعب دار آواز میں کہا

یہ جھوٹ بول رہا تھا (وکی نے سیکرٹری کی لاش کو دیکھتے ہوئے پلٹ کر ان دونوں کو دیکھ کر کہا) یہ  
میرے ہی بندے میرے خلاف استعمال کر کے انہیں مار دے اور میں اسے کچھ نہ کہوں۔

(خاموش!) (ہاتھ اٹھا کر نائب نے ان دونوں کی بولتی بند کروائی)

تم دونوں کی یہ لڑائی تم دونوں کے حق میں بہتر نہیں ایسا نا ہو کرسی کے چکر میں زمین تلے چلے " جاؤ

(میں کرسی نہیں لینا چاہتا (سنیک مین کی کہی بات پر سب کو دھچکا لگا"

کیا تمہیں نائب نہیں بننا یہاں کا؟"

مجھے میرا کام بنا کسی کی مداخلت کے کرنا ہے چاہے کرسی پر کوئی بھی بیٹھے (یہ بات آسانی سے ہضم " ہونے والی نہیں تھی۔۔۔ سنیک مین جو کب سے نائب کی کرسی پر نظریں جمائے بیٹھا ٹھایوں اچانک (سے دماغ نے پلٹا کھایا اور وہ کرسی کی ریس سے الگ ہو گیا

یعنی تم ڈرگزر کا کام جاری رکھنا چاہتے ہو؟"

یقیناً یہ اس کی کوئی نئی چال ہوگی (وکی نے کمر پر ہاتھ رکھے اسے مشکوک انداز میں دیکھ کر استہزائیہ " (لہجے میں کہا

مجھے ڈرگزر کا کام جاری رکھنا ہے باقی مجھے کسی کام سے دلچسپی نہیں (سنیک مین نے نائب کو دیکھ کر " (نارمل تاثرات چہرے پر سجائے جواب دیا

تو ٹھیک ہے اگر تم کرسی کے لیے نہیں لڑنا چاہتے تو وکی بلا مقابلہ منتخب کر لیا جائے گا"

نو پر اہلم

(میری بکواس کوئی سنے گا یا نہیں) (وکی کی بس ہو گئی وہ چیخ پڑا)

اپنی آواز نیچی رکھنا سیکھو۔۔۔ یہ مت بھولو تمہاری اوقات کیا ہے (نائب نے اسے اچھے سے چپ " (کروادیا

.....

سنیک مین وہاں سب کو ہکا بکا چھوڑ کر جب میٹنگ ایریا سے نکل کر باہر اپنی گاڑی میں آبیٹھا تو اس کے سیکرٹری نادر نے حیرانگی سے استفسار کیا

باس یہ سب کیا تھا؟

وہ اپنے باس کی شیخ کے نائب کے سامنے وکی کے سیکرٹری کو قتل کرنے جیسے اقدام پر شکڈ تھا۔۔۔ کہاں وہ اتنے عرصے سے وکی سے بیر لگائے ہوئے تھا اور آج جب سب ہاتھ میں آنے والا تھا تو وہ یوں ہاتھ جھاڑ کر سائیڈ پر ہٹ گیا۔ سنیک مین کو اوپر تک جانا تھا۔ اس بلیک گینگ کا ہی نہیں بلکہ شیخ

کو بھی راستے سے ہٹانے کا بھوت سوار تھا اور ایسے اچانک اس نے اپنے فیصلے کو بدل دیا۔۔۔ یہ معجزہ نہیں تو اور کیا تھا۔۔۔

(وہی جو کسی کے وہم و گمان میں نہیں تھا (بلا کا اطمینان بھرا لہجہ نادر کو بری طرح کھٹکا)

لیکن سر ایسے تو ہم آگے نہیں بڑھ سکیں گے

(ہم نہیں میں صرف میں (اس نے تیز لہجے میں تصحیح کی

(سوری باس (وہ کھسیا کر آہستہ آواز میں بولا

مجھے جو کرنا ہے وہ مجھے معلوم ہے کب کہاں کیسے کس پر کس طرح سے حملہ کرنا ہے سب میرے " دماغ میں فٹ ہے۔ تم بس اب سے وکی کے گرد پھیلایا جال تنگ کر دو۔۔۔ اس کے ہر قدم پر نظر رکھو۔ اپنے کان اور آنکھیں کھلی رکھو۔ وکی کو مجھ پر معمولی سا بھی بھروسہ نہیں۔ وہ میرے انکار پر شک میں مبتلا ہوگا لازمی اور میرے ایک ایک سیکنڈ پر اب اس کی کڑی نظر ہوگی۔ اور مجھے وکی کا اعتماد جیتنا ہے۔ اسے یہ یقین دلانا ہے کہ وہی اصل لیڈر ہے۔ اور جب اسے یہ یقین ہو گیا وہ تبھی مجھ پر سے نظریں ہٹائے گا۔ اور تب تک میری سیکیورٹی اور وکی کی ریکی تمہاری ذمہ داری ہے۔ اور ذرا سی لاپرواہی اور کوتاہی میں ہر گز برداشت نہیں کروں گا۔ (چٹانوں کی سی سختی لیے لہجے میں دانت کچکچا

عجیب ہی کھوپڑی کا آدمی یہ باس اب جانے کیا کھچڑی پک رہی ہے اس کے ذہن میں خدا ہی خیر " کرے (اس نے دل ہی دل میں کہا۔۔۔۔۔ باس کو یہ سب کہتا تو اگلا سانس نصیب نہ ہوتا اور وہ ابھی مرنے کا تمنائی نہیں تھا۔

.....

سچ میں میں بڑا قسمت والا ہوں کہ جسے خدا سے مانگا وہ مجھے عطا کر دی گئی۔ کبھی کبھی تو لگتا ہے میں "خواب دیکھ رہا ہوں آنکھیں کھولیں تو کہیں وہ غائب نہ ہو جائے۔ مگر نہیں وہ سچ میں میرے پاس

ہے۔ میرے ساتھ ہے۔ (موسیٰ ٹرانس کی کیفیت میں بولتا رہا۔ پھر جیسے اقرا کا سراپا ذہن کے پردوں پر لہرایا تو وہ خاموشی ہوا۔ اسے یوں کھویا ہوا دیکھ کر منصور نے اس کے سامنے ہاتھ ہلا کے متوجہ کرنا چاہا لیکن موسیٰ کی حالت میں سدھار نہ آیا۔

او ہیلو مسٹر لوور ادھر میں دوست ہوں تیرا میرا بھی خیال کر لے۔ بھابھی کو بعد میں سوچ لینا پہلے " (اچھا سا لنچ کروادے) (منصور نے چٹکی بجاتے ہوئے اسے ہوش دلا کے التجا کی آہاں میں کرواتا ہوں لنچ بس پانچ منٹ رکو یہ کتابیں سمیٹ لوں پھر نکلتے ہیں۔ اور یہ بھابھی کی رٹ " سے باز آجاؤ کہیں اس نے سن لیا تو برا منا کر چلی ہی نا جائے۔ ابھی ایسا ویسا کوئی خیال مت لاؤ ذہن میں۔ وہ مجھے مل گئی ابھی کے لیے اتنا بہت ہے۔

یعنی اگر میں ابھی جا کر مس اقرا کو تیرا پروزل پیش کروں تو کیا وہ انکار کر کے تیرے گھر سے " ((دانستہ بات ادھوری چھوڑ کر اپنا موبائل اور والٹ ٹیبل سے اٹھا کر کھڑا ہو گیا

ہو گیا میرا کام اب چلو تمہیں لنچ کرواؤں اس سے پہلے کہ تم مزید کچھ اول فول منہ سے نکالو " ((موسیٰ نے اسے ہنستے ہوئے کہہ کر کتابیں وہیں چھوڑ کر ٹیبل سے اپنا والٹ اور موبائل فون اٹھایا

.....

آخر وہ لڑکی گئی کہاں؟

وکی نے پورے اسٹاف کو لسٹن حاضر کرتے ہوئے "اقرا" کے غائب ہونے کے متعلق تفتیش کی۔ مگر وہ بھلا کیسے بتاتے کہ اقرا کہاں ہے۔ وکی طیش کے عالم میں انہیں گالیاں بکتا یہاں سے وہاں چکر لگاتا آپے سے باہر ہو چکا تھا۔ اس کی ناک نیچے سے سنیم مین نے اس کا شکار لے اڑا اور پھر الزام بھی اس پر دھر دیا کہ اسی کا سیکرٹری اس ڈب میں ملوث ہے۔

ایک بات کان کھول کے سن لو۔ (اس نے ایک ایک کر کے ان کے پاس سے گزرتے ہوئے انگلی "اٹھا کر انہیں خبردار کرتے ہوئے اونچی آواز میں کہا

سنیک مین کا کھاتہ جتنی جلدی ہو سکے ختم کرنا ہے مجھے۔ اور ایسے کے کسی کو مجھ پہ شک بھی نا ہو۔" اسے ایسی عبرت ناک شکست دینی ہے مجھے۔ اور ایسی شکست ک میرے قدموں میں گر کے رحم کی بھیک مانگنے پر مجبور ہو جائے وہ کمینہ۔

وکی نے اس سنیک مین کو برباد کرنے کے مشن پر مخصوص بندوں کو کام پر لگا دیا۔ اور انہیں اچھے سے سب سمجھا کر یہ بات ذہن نشین کرائی کہ اسے سنیک مین کو برباد کرنا ہے اور جتنا جلدی ممکن ہو ایسا ہو جانا چاہیے۔

لیکن یہ اقتدار کی جنگ

!سنیک مین اور وکی کی جنگ

کہاں تک جا پہنچے گی؟

اور کون فاتح قرار پائے گا؟

اور کسے شکست کا مزہ چکھنا پڑے گا؟

ان سب سوالوں کے جواب آنے والا وقت ہی دے سکتا تھا۔

.....

پچھلے دو دن سے لگاتار شدید بارشوں نے موسم سرما کا باقاعدہ آغاز کر دیا تھا۔۔۔۔۔ سورج کی نرم " شعائیں اس کے خوبصورت چہرے پر بکھری تھیں۔۔۔۔۔ وہ گود میں ہاتھ رکھے کسی گہری سوچ میں گم سامنے گلاب کے پودوں پر نظریں جمائے لان میں دھرے سنگی بینچ پر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ اجلی روشن صبح نے اسے یوں گم سم مایوسیوں میں جکڑے دیکھ کر یاسیت سے آہ بھری۔۔۔۔۔

تم میری بہت اچھی بیٹی ہو دیکھنا خدا تمہیں بہت بخت لگائے گا (ماں نے اس کا ماتھا چوم کر پیار سے " کہا)

کیسے بخت امی۔۔۔ اس گھر میں رہتے ہوئے آپ کو لگتا ہے میرے بخت بلند ہوں گے! (اقرانے دل " (گرفتگی سے خود کو کہتے سنا

نہیں میری بیٹی ایسے نہیں کہتے۔۔۔ انشاء اللہ خدا سب بہتر کرے گا (خود سے لپٹائے انہوں نے " (بے ساختہ اسے ٹوک دیا

(ہو ہی نا جائے ہماری زندگیوں میں کچھ بہتر (وہ اکثر یونہی چڑچڑی اور دنیا سے عاری ہو جایا کرتی " میں مانتی ہوں آزمائشیں بہت ہیں مگر خدا آزمائشیں اپنے پسندیدہ اور خاص بندوں پر ہی تو نازل فرمایا " کرتا ہے۔۔۔۔

ماں نے ہمیشہ کی طرح اس کی آس بندھائی۔۔۔ اسے بھٹکنے سے بچایا۔۔۔ اسے مایوسی کے بھنور سے نکال کر صراطِ مستقیم کا راستہ بتلایا۔

میں اور آپ کچھ زیادہ ہی خاص بندوں میں شمار ہوں گے پھر تو۔۔۔ جو کب سے آزمائشوں کی چکی " میں پس رہے ہیں اور خوشیاں تو دور دو گھڑی کھل کر سانس لینا بھی میسر نہیں ہو پا رہا۔۔۔

اقرا کا لہجہ کڑواہٹ سے بھرا تھا۔۔۔ ماں نے کچھ دیر خاموش اختیار کر لی۔۔۔ جیسے وہ خود بھی اندر سے تھک چکی تھیں۔۔۔ مگر ماں تھیں اپنے حوصلے چاہے جتنے ہی پست کیوں نا ہوتے اولاد کو یوں سکتے بلکتے نہیں دیکھ سکتی تھیں۔

تم دیکھنا انشاء اللہ ایک دن یہ سارے غم یہ ساری پریشانیاں تم سے دور ہو جائیں گی۔۔۔ تم بھی کھل " کر آزاد فضا میں سانس لے سکو گی۔۔۔ تمہیں اتنی خوشیاں ملیں گی کہ تم یہ زندگی بھول جاؤ گی۔۔۔ تمہارا مستقبل بہت روشن ہو گا جہاں ماضی کی کوئی پرچھائی نہیں ہو گی۔ میری دعا میں تم شامل ہوتی ہو۔۔۔ اور خدا اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں میری دعاؤں کو شرف قبولیت نصیب کرے گا آمین۔ بس تم اچھا گمان رکھو خدا سے۔ بے شک وہی سب کا مالک و آقا ہے۔ وہی غموں کو خوشیوں میں بدلنے والا ہے۔ اس سے اچھا گمان رکھو۔ مایوسی گناہ ہے۔ اور تم اس گناہ کی مرتکب نہ ہو میری جان۔۔۔ بہت جلد خدائے واحد تم پر اپنی رحمتوں برکتوں کے دروازے کھول دے گا۔۔۔ بس تم صبر کا دامن نا چھوڑنا کبھی بھی۔۔۔ خدا پہ بھروسہ رکھو (ماں نے اسے سینے سے لپٹائے اسے ویسے ہی سمجھایا جیسے وہ ہر بار اسے ٹوٹنے بکھرنے پر حوصلہ دیتی آئی تھیں)

درد بانٹنے سے کم تو نہیں ہوتے مگر دل سے بوجھ گھٹ جاتا ہے (اپنے تلخ ماضی میں کھوئی اقرار کو " معلوم نہیں ہوا سکا مسسز وجاہت کب اس کے پاس آکر بیٹھ گئیں۔ ان کی آواز پر وہ بری طرح چونک گئی۔۔۔ پھر سنبھل کر زرا سی دیر بعد وہ رخ موڑ کے دوبارہ سے سامنے کیاریوں کو دیکھتی سادہ (لہجے میں گویا ہوئی

بعض اوقات کچھ بوجھ روح میں اتر جاتے ہیں جنہیں بانٹنا نا ممکن ہوتا ہے۔"

یہ بات بجا کہی تم نے۔ لیکن میرا ماننا ہے وقت ایک سا نہیں رہتا اور یہی خاصیت ہمیں اپنائی چاہیے " خود کو غموں سے نکالنے کے لیے۔ جب وقت ایک سا نہیں رہتا تو ایک ہی غم کو کب تک دل سے لگائے رکھنا۔ (مسسز وجاہت ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر ترچھی ہو کر بیٹھیں۔ پھر زرا سے توقف کے بعد (انہوں نے اپنا نقطہ نظر پیش کیا جسے اقرا نے خندہ پیشانی سے قبول کیا

ہر انسان کی سوچ اس کے ارد گرد کے ماحول اس سے جڑے رشتوں کے رویوں اور خود پر گزرے " حالات و واقعات پر مبنی ہوتی ہے۔ آپ کے لیے ایک غم کا دل کو کھا جانا غلط ہو سکتا ہے لیکن میرے لیے دل کو لگنے والا غم اک کاری وار ثابت ہوا ہے۔ جو اندر ہی اندر مجھے کھائے جا رہا ہے۔ وقت چاہے بدل گیا ہے۔ حالات بدل گئے ہیں۔ لیکن وہ تکلیف

وہ درد

وہ بے بسی

وہ گور اندھیرے میں روشنی کی تلاش میں سسکتی آنکھیں

وہ برستی بارش کی بوندوں کے شور میں گم میری چیخ و پکار

وہ ہر ظلم پر میرا رونا بلکنا

فریاد کرنا

اقرا کا لہجہ بھیگ گیا۔ الفاظ ہاتھ چھڑانے لگے۔ وہ زرا سار کی پھر رخ موڑ کر انہیں دیکھ کے دھیرے (سے نمناک آواز میں بولی

میں چاہ کر بھی وہ خود پر گزرے ستم نہیں بھولا پارہی۔ میں کوشش کرتی ہوں کہ گزرے وقت کو " نہ سوچوں مگر رہ رہ کر ہر سوچ ماضی کے دردناک اوراق کو پلٹنے لگتی ہے۔ (آخر میں وہ باوجود لاکھ (کوشش کے وہ روپڑی۔ مسسز وجاہت نے اسے آگے بڑھ کر سینے سے لگالیا جو تم پر گزری میں اس سے ناواقف ہوں مگر میری دعا ہے تمہیں خدا اتنی خوشیوں سے نوازے کہ " گزرے وقتوں کی تمہیں یاد بھی نا آئے۔ (انہوں نے دل سے اسے دعا دی اور اقرا کو ماں کی یاد اور شدت سے ستانے لگی۔۔۔ وہ کتنی ہی دیر ان کے سینے سے لگی ماں کی خوشبو کو خود کے آس پاس محسوس کرتی رہی۔۔۔ پھر اسے تھوڑا سکوں ہوا تو پیچھے ہٹ کے معذرت خواہ انداز میں سر جھکائے (بولی)

آئم سوری میں نے آپ کو پریشان کر دیا (آنسو ہتھیلیوں سے پونچھے۔۔۔ ڈوپٹہ سر سے ڈھلک کے " (شانے پر آٹھرا تھا۔۔۔۔۔ اسے سر پہ اوڑھا

ارے نہیں نہیں۔ تمہارے ہونے سے تو میری بیٹی کی خواہش پوری ہو گئی۔ مجھے یقین ہے اگر میری " کوئی بیٹی ہوتی تو بالکل تمہاری طرح ہوتی۔ (مسسز وجاہت نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر ممتا (بھرے شیریں لہجے میں کہا

پھر بھی میری وجہ سے آپ دونوں کو پریشانی کا سامنا ہے۔ میں آپ کے گھر بغیر کسی رشتے کے رہ رہی ہوں۔ پھر میں خالی ہاتھ ہوں۔۔۔۔۔ آپ کے احسان کا بدلہ تک چکانے کو کچھ بھی پاس نہیں میرے۔۔۔۔۔ میں کیسے آپ دونوں کا شکریہ ادا کروں۔ خالی ہاتھ خالی دامن میں کیسے یہ احسان اتار سکوں گی مجھے سمجھ نہیں آتی (اقرا شرمندہ شرمندہ سی نظریں جھکائے ٹھہر ٹھہر کر انہیں کہنے لگی۔ مسسز وجاہت نے اسے بات مکمل کرنے دی۔۔۔ سفید چوڑی دار پاجامے کے ساتھ میروں گھٹنوں تک فراک اور سفید ہی ڈوپٹہ پہنے اقرا مسسز وجاہت کو اپنے دل کے بہت قریب لگی۔۔۔ پھر اس کی (ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کے چہرہ اوپر کیا مگر وہ ہنوز نظریں جھکائے ہوئے تھی (تم اس احسان کا بدلہ اتار سکتی ہو (ان کی بات پر جھکی نظریں اوپر اٹھیں"

وہ کیسے؟؟

وقت آنے دو سب معلوم ہو جائے گا۔ ابھی کے لیے ہم دونوں اندر چلتے ہیں اور اچھی سی چائے پیتے " (ہیں، کیا خیال ہے؟) (انہوں نے مسکرا کر کہا

کیوں نہیں! اقرا"

پھر وہ دونوں اٹھ کر لیونگ ایریا میں چلی گئیں۔

.....

ویسے فائقہ کی شادی بھی تمہاری شادی کی طرح اچانک ہی طے ہو گئی ہے نا؟ (فاریہ اور نور دونوں اپنی دوست فائقہ کی شادی میں شرکت کے لیے تیار ہو رہی تھیں۔ فنکشن رات کا تھا اور بڑے ابا نے (انہیں ارسم کے ساتھ جانے کی بنا پر شادی میں شرکت کی اجازت دی تھی

اسے چھوڑو یہ ارسم بھا"

تمہارے پھپھو کے بیٹے نے لازمی چلنا ہے ہمارے ساتھ (نور نے فاریہ کی گھوری پر زبان دانتوں " تله دبائی۔ بھائی بھائی کی عادت یوں تو ایک دن میں چھوٹ نہیں سکتی تھی۔ کچھ وقت تو لگنا ہی تھا۔ تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے آج سے پہلے وہ کبھی ہمارے ساتھ نہیں گئے کہیں۔ ہمیشہ رات کے وقت " گھر سے باہر نکلنے کے لیے ارسم کا ہمارے ساتھ ہونا مسٹ ہوتا ہے۔ پھر آج یہ منہ پھلانے کی کوئی (خاص وجہ ہے کیا؟) (فاریہ نے اپنے ہاتھوں میں چوڑیاں پہنتے ہوئے انجان بنتے ہوئے کہا

جیسے تم تو ننھی بچی ہو کہ ناکہ جسے وجہ نہیں پتا

(نہیں میں نہیں جانتی (نور بہت اچھے سے اسے جانتی تھی وہ ایکٹنگ کر رہی ہے

یار فاریہ مجھے عجیب سا فیل ہو رہا ہے ایسے تیار شیار ہو کر اسے فیس کرنا پڑے گا۔ میرا تو سوچ سوچ " کر ہی برا حال ہو رہا ہے (نور نے میک اپ کو فنشنگ ٹچ دیتے ہوئے گھبراہٹ میں اسے جواب دیا جس پر فاریہ کے حرکت کرتے ہاتھ پل بھر کو رکے۔ وہ جانتی تھی نور کی نروسنسیس کی وجہ۔ مسکراہٹ (دبائے وہ اس کے پاس آئی اور آخری دو چوڑیاں پہنتے ہوئے نور کے آئینے میں عکس کو دیکھ کر چھیڑا ابھی سے یہ حال ہے ہماری بنو کا تو شادی کے بعد تو اللہ ہی خیر کرے

(دفع ہو جائو ڈیش عورت (نور کو تائو آیا

سوچو زرا آج رسم تمہیں دیکھے اور اگلے ہفتے کی بجائے کل ہی بارات لے آئے اففف ہائو رومانٹک " ((فاریہ نے مزید چھیڑا

(تم۔۔۔ تم انسان کہلانے کے قابل نہیں ہو (نور نے دانت پیس کے اسے کہا

ہاں ہاں جانتی ہوں کتنی بار بتائو گی۔۔۔ مجھے فرشتہ ہونا چاہیے تھا

ان دونوں کی باتوں کو رسم کی کال نے بریک لگوائی۔

(آگئے تم۔۔۔ہاں بس دو منٹ رکو ہم آرہے ہیں باہر (فاریہ نے کال ڈسکنٹ کرتے ہی اسے کہا)

(چلو شاباش اٹھو وہ آگیا ہے ڈوپٹہ سنبھالو (فاریہ نے جلدی مچائی)

(کیسی لگ رہی ہوں میں (نور نے اٹھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا)

ارسم سے پوچھ لینا وہ تفصیل سے بتائے گا (فاریہ کہہ کر وہاں سے اپنا اور اس کا پائونچ لے کر بھاگ  
(نکی۔ اس سے پہلے نور اس پر حملہ آور

ایک بار تم میرے ہاتھ لگو تمہاری مرمت ہونے والی ہے (نور کی تیز آواز میں دی گئی دھمکی نے  
(اس کا پیچھا کیا مگر وہ اگنور کرتی ہوئی چلی گئی

.....

مجھے ویسے یقین نہیں آتا کہ واقعی میں میری نور سے شادی ہو رہی ہے۔ سچ میں میرا تمہارا شکر گزار  
ہوں تم اگر مجھے چار باتیں نہ سناتی تو مجھے ساری زندگی تمہیں بھگتنا پڑتا۔ (ارسم نے اس کا شکریہ ادا  
(کرتے کرتے آخر میں اسے چھیڑنے کی خاطر کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے توبہ کرتے کہا

اول تو میں تم سے شادی پر خود انکار کر دیتی اور بی الفرض اگر یہ شادی ہو جاتی یعنی تمہاری میری تو " میں تمہیں ایسا تگنی کا ناچ نچاتی بزدل عاشق پولیس آفیسر کے چار دن کے اندر اندر ہاتھ جوڑ کر تم (مجھے میرے والدین کے حوالے کر جاتے) (فاریہ نے حساب برابر کیا جس پر وہ منہ پھیر گیا

ایک تو تم فوراً سے حساب بے باق کر دیتی ہو ذرا مروت نہیں کے ہونے والا بہنوئی ہوں تمہارا " ((ارسم نے پلٹ کر اسے تن کر کہا

مسٹر بہنوئی ٹوٹی۔۔۔ با ادب با ملاحظہ ہوشیار ہو جائیے (فاریہ نے ترچھی نظر کر کے نور کو آتا دیکھ کر " اسے اشارتاً کچھ کہا اور رسم اس کی ذو معنی بات سمجھ کر دروازہ کھول کر باہر نکلا۔۔۔ گھوم کر پیسینجر سیٹ کی طرف آیا اور نور کے لیے دروازہ کھولا۔۔۔

نگاہیں اٹھیں اور وہیں ٹھہر گئیں۔۔۔ عین سامنے سے میرون اینڈ گولڈن ساڑھی زیب تن کیے وہ سہج سہج کے قدم رکھتی اس کے نزدیک آتی جا رہی تھی۔۔۔ وہ یوں پہلی بار اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ آنکھوں میں جگنوؤں سی جلت رنگ لیے۔۔۔ یوں کہ آس پاس کی خبر نہ رہے۔۔۔ ان دونوں کے بیچ جو رشتہ قائم ہونے والا تھا اس پر وہ شہزادوں کی آن بان کا حامل مرد اسے یوں سب سے سنورے دیکھ کر اپنا بچا کچا دل بھی اس پر لٹا بیٹھا۔۔۔۔۔ اگرچہ اس نے پہلی بار ساڑھی پہنی تھی مگر اسے جس طرح سے اس نازک اندام حسن کی دیوی، راحتِ جاں نے کیری کیا وہ واقعی اس پر بے انتہا بیچ رہی تھی۔۔۔۔۔ اس

پر اس کے حسن کو چار چاند لگتا میک اپ۔۔ گول بھرا بھرا سا چہرہ۔۔ سیاہ آنکھوں میں کاجل کی دھار۔۔ جو ان نگاہوں کو قاتل بنا رہی تھی۔۔ کانوں میں آویزے۔۔ اور اس پر اس کی کھلی زلفیں۔۔ نور اسے بے تحاشہ اپیل کر رہی تھی۔۔ اس کی نگاہوں کی تپش تھی یا کچھ اور کہ نور پزل ہونے لگی۔۔ وہ نظریں جھکائے ہوئے تھی۔۔ اس میں اتنی تاب نہ تھی کہ اسے دیکھتی جو آنکھوں میں اک جہاں آباد کیے اسے دیکھ رہا ہے۔۔ دھڑکنیں سست ہوئیں۔ وہ جی کڑا کر مسکراتے ہوئے چلتی آئی اور ارسم کے پاس آ پہنچی۔۔ وہ مبہوت سے اسے دیکھے گیا۔

نور نے اسے سلام کرنے کے لیے لب واکیے، پلکوں کی باڑ اٹھائی، تب دونوں کی نگاہوں کا زبردست تصادم ہوا۔۔۔ وقت رک سا گیا۔۔ فضا گنگناتی ہوئی رقص کرنے لگی۔۔ آوارہ لٹوں کا اس کے گالوں کو بوسے دینا۔۔ پھر اس پر اس کا گھبرایا ہوا اثر میلا سا روپ۔۔ نور نے واقعاً انجانے میں ارسم کے دل میں حشر اٹھادیا تھا۔

ان دونوں کے لیے تو وقت تھم گیا۔ اور دونوں کو کلک کی آواز پر یہ ارتکاز توڑنا پڑا۔

وائو یار واٹ آ مومنٹ ماشاء اللہ چشم بدور (فارہ نے اس حسین منظر کو اپنے موبائل کیمرے سے " (کیپچر کر کے ہمیشہ کے لیے اپنے پاس محفوظ کر لیا

وہ دونوں ہی اپنی بے ساختگی پر فارہ سے منہ چھپاتے اپنی اپنی سیٹ پر آ بیٹھے۔

فاریہ کی دبی دبی ہنسی ان دونوں کو مزید شرمندہ کر رہی تھی۔۔۔ نور نے بالا آخر تمللا کر اسے پلٹ کے گھورا تو اس نے جھٹ سے اشارتاً ہونٹوں کو تالا لگا کر چابی دور پھینک کر اچھے بچوں کی طرح مزید شرارت نہ کرنے کی گارنٹی دی۔

ارسم کے چہرے پر دلفریب مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔ وہ جانتا تھا فاریہ کو، وہ ایسے باز آنے والوں میں سے نہیں تھی۔

بائے داوے ہمارے پولیس آفیسر کافی دل پھینک (فاریہ ان دونوں کی پشت پر بیٹھی گل افشانی " کرتے کرتے رکی

! فاریہ"

ارسم نے اسے بیک ویو مرر میں دیکھ کر حیرانگی سے کہا۔ جبکہ نور تو کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی کہ جیسے وہ یہاں موجود ہی نا ہو۔۔۔ مگر ایک دوسرے کی دل کی کیفیت تینوں پر عیاں تھی۔

(آئی مین رومانوی واقع ہوئے ہیں۔ کیوں نور؟ (فاریہ نے اس کا شانہ ہلا کر جواب طلب لہجے میں کہا"

نور کا بس نہیں چل رہا تھا اسے چلتی گاڑی سے اٹھا کر باہر پھینک دے مگر اسے سائیڈ ویو مرر سے دیکھ کر کچا چبانے والے تاثرات چہرے پر سجا کر گھورا

کہ خدا کے لیے بس کر دو۔"

لیکن فاریہ تو جیسے آج انہیں چھڑنے ہی کی نیت سے وہاں موجود تھی۔۔۔ اسے جتنی خوشی ان دونوں کے چہرے پر سب سے تاثرات دیکھ کر مل رہی تھی وہ ایسے کیسے یہ چھڑنے کا ارادہ ترک کر دیتی۔

.....

نور؟"

رات کے ساڑھے دس بجے وہ گھر واپس پہنچے۔ رسم انہیں گھر ڈراپ کر کے اب سیدھا اپنے گھر جانے والا تھا۔ گاڑی پورچ میں آکر رکی تو وہ دونوں اسے خدا حافظ کہہ کر گاڑی سے اترنے لگیں، تب پیچھے سے رسم نے اسے آواز دے کر روک لیا۔ وہ وہیں دروازے پر ہاتھ رکھے کھڑی ہو گئی۔

(تھینکس ڈرائیور اینڈ گڈ نائٹ (فاریہ اسے کہہ کر گھر کے اندرونی حصے میں چلی گئی)

نور نے سوالیہ نظروں سے رسم کو دیکھا۔

وہ میں نے کہنا تھا کچھ تم سے (ارسم گاڑی سے نکل کر باہر آیا اور گھوم کر اس کے قریب آکھڑا " ہوا۔ نور کو جانے کیوں خطرے کی گھنٹی سنائی دینے لگی۔

کہیں وہ دوبارہ سے مکر تو نہیں رہا اپنے فیصلے سے؟

کیا وہ انکار کرنے لگا ہے؟

کہیں میں سن رہی ہوں (اسے کشمکش میں گھرا دیکھ کر نور نے ہمت کرتے ہوئے اسے حوصلہ دیا۔ " (بے شک وہ اندر سے ڈر رہی تھی اس لمحے

(وہ بات یہ ہے کہ (نور کا دل پتے کی مانند لرزنے لگا"

اگر ابھی وہ انکار کر دے تو نور کیا کرے گی؟

(آپ نے جو کہنا ہے کہہ دیں میں بالکل برا نہیں منائوں گی (نور نے اس کی مشکل آسان کرنا چاہی"

ارسم نے اس کی آنکھوں میں جھانکا جہاں خوف ہلکورے لے رہا تھا۔۔۔ وہ اس کے یوں دیکھنے پر بے چین ہوئی۔

نور تم ٹھیک ہو؟"

کیا آپ کے بیٹے کی پسند عام ہو سکتی تھی؟"

موسیٰ ماما کے کمرے میں ان کے پاس بیڈ پر بیٹھا ان سے گپ شپ کر رہا تھا۔ دن بھر آفس کے (جھمیلوں میں مصروف رہ کر گھر آنے پر وہ سیدھا ماما کے کمرے میں چلا آیا اور خلاف توقع ماما جاگ رہی تھیں۔۔۔ وہ جلدی سونے کی عادی تھیں مگر آج وہ جاگی ہوئی تھیں۔۔۔ ایک کتاب کا مطالعہ کر رہی تھیں جو موسیٰ کے آنے پر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی

(یہ بات تو ہے (ماما نے اثبات میں سر ہلایا"

اچھا اب آپ ریٹ کریں مجھے بھی صبح جلدی نکلنا ہے ایک میٹنگ کے سلسلے میں تو اب چلتا ہوں "

((موسیٰ ان کا ماتھا چوم کر پاس سے اٹھا

گڈ نائٹ بیٹا"

گڈ نائٹ ماما۔"

ماما نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ لیپ آپ کیا اور موسیٰ کمرے کی لائٹس آف کر کے باہر نکل آیا۔۔۔

بڑے نامحسوس انداز میں اس کے قدم اقرا کے روم کی طرف اٹھنے لگے۔۔۔۔۔ وہ پیٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈال کر دھیرے دھیرے چلتا ہوا دروازے کے پاس آ پہنچا۔

بند دروازے کے اس پار موجود نسوانی وجود کو دیکھنے کی چاہ ہونے لگی۔۔۔۔۔ وہ کتنی ہی دیر بند دروازے پر نظریں جمائے اپنی بے چینیوں پر بند باندھے کھڑا رہا۔

کچھ لفظ مجھے گر مل جائیں

میں ان میں تجھے تحریر کروں

اپنی ذات کے رنگ تجھ میں بھر کر

تجھے پھر سے میں تعمیر کروں

موسیٰ کو چار ناچار وہاں سے ہٹنا پڑا۔۔۔ دیدارِ یار کی تمنا کو دل میں دبائے وہ مڑ کر تیزی سے آگے چل پڑا۔

کہ اچانک سے موسیٰ کے کانوں میں سکنے کی آواز پڑی۔ وہ اسی تیزی سے پلٹ کر کمرے کے پاس آیا۔۔۔ سکنے کی آواز مسلسل آرہی تھی۔

اس نے دروازے پر دستک دی۔ اور اندر مکمل خاموشی چھا گئی۔

آجائیں۔"

اقرا کی اجازت پر اس نے جھجھکتے ہوئے آہستہ سے دروازے کی ناب گھما کر اندر جھانکا۔۔۔ سامنے ہی وہ کھڑی جائے نماز تہہ کر رہی تھی۔ لائٹ پنک شلوار سوٹ کے ساتھ پرنٹڈ ڈوپٹہ حجاب کی طرز

پہ سر پہ اوڑھے وہ شاید نہیں یقیناً نماز پڑھ رہی تھی۔ موسیٰ دروازے کے بیچ ہی کھڑا رہا۔ اسے علم نہیں تھا کہ آنے والا کون ہے تبھی جب سر اٹھایا تو ٹھٹھک گئی۔۔۔

آپ؟ (اسے موسیٰ کے یوں کمرے میں آنے کی امید نہیں تھی شاید اور موسیٰ بھی اپنی بے " (اختیاری پر اندر ہی اندر خود کو کوس رہا تھا

یہ دل بھی انسان سے کیا کچھ کروا لیتا ہے " موسیٰ کے دماغ میں سوچ ابھری جسے اس نے لفظوں کا " پیرا ہن پہنانے سے گریز کیا۔

موسیٰ نے اسے دیکھا اور دیدار کی تمنا اب قرب کی تمنا میں بدلنے لگی۔۔۔ اس کا میک اپ سے مبرا حسین چہرہ اس پر اس کا لباس۔۔۔ آنکھوں کے بھیگے کنارے۔۔۔ بے ساختہ اسے کے آنسوؤں کو اپنی ہتھیلیوں میں سمیٹ لینے کی آرزو ہوئی۔۔۔ شدت سے دل چاہا کہ اس کے سارے دکھ درد خود لے لے۔۔۔ اس پر دنیا جہاں کی خوشیاں وار دے۔۔۔ اس کی روتی ہوئی آنکھوں میں کھنکتی ہنسی کی جلت رنگ بھر دے۔۔۔ سارے غموں کو اس سے دور کر کے اسے اپنا بنا لے۔۔۔ لیکن ابھی یہ ممکن نہ تھا۔ اسی لیے کمال مہارت سے حال دل کو اپنی مسکراہٹ کے دامن میں چھپا کر ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا

آپ کے رونے کی آواز سنی تو چلا آیا۔"

اقرا کچھ نہ بولی۔۔۔ وہ اپنی جگہ پہ کھڑی رہی۔

(آپ کو کوئی مسئلہ ہے؟ (موسیٰ نے بنا سوچے سمجھے کہہ دیا تو وہ چونکی)

جی؟

آئم سوری۔۔۔ میرا مطلب یہاں رہنے میں کوئی مسئلہ کوئی پریشانی تو نہیں؟ کوئی چیز ضرورت چاہیے " ہو تو بلا جھجک کہیے گا۔ تکلف میں مت پڑیے گا۔

موسیٰ کے کہنے پر وہ مدھم ٹوٹے ہوئے لہجے میں گویا ہوئی۔

ایک بے آسرا بے سہارا کو آپ نے اپنے گھر رہنے کی اجازت دی۔ اس سے بڑھ کر مجھے اور کیا " چاہیے۔ میں یہ احسان

یہ احسان نہیں ہے (موسیٰ نے اس کی بات کاٹی) آپ جب تک چاہیں یہاں رہ سکتی ہیں۔ اور یہ میں " آپ پر کوئی احسان نہیں کر رہا آپ اس طرح مت سوچیں۔

لیکن جسے دنیا ٹھوکروں کی زد میں لے آئے اسے کوئی بڑھ کر ہاتھ دے تو اس کا احسان مند ہونا " (چاہیے۔) (اقرا نے دلیل دی

دنیا کسی کی سگی نہیں ہوتی۔ آج آپ ٹھوکروں کی زد میں ہیں کل کو شاید مجھے لے آئے، کیا بھروسہ!"

بس ایک بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے مدد صرف خدا کی ہوتی ہے۔ وسیلہ میں یا آپ ہو سکتے ہیں۔ اور احسان سے زیادہ خدا کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

(میں زندگی بھر آپ کی مشکور رہوں گی) (اقرا نے بھرائی آواز میں اسے کہا)

(آپ یوں روئیں مت۔) (موسیٰ کو اس آنسو تکلیف دے رہے تھے)

یہ رونا تو اب تا حیات کا ہے میرا (اقرا باوجود کوشش کے اس کے سامنے اپنا آپ بکھرنے سے " روک نہیں پا رہی تھی۔ شاید دل کے اندر کسی گوشہ میں وہ یونیورسٹی میں ہوئی ملاقات پھر اس ملاقات میں موسیٰ کی کہی باتیں دل و دماغ سے نکلی نہ تھیں جن کی بنا پر وہ اسے اپنے دل کے قریب تر محسوس ہو رہا تھا۔ تبھی تو وہ یوں اس کے سامنے اشک کناں ہو گئی تھی۔

غم زندگی کا حصہ ضرور ہوتے ہیں لیکن ان غموں کا تا عمر سوگ منانا سراسر غلط ہے (موسیٰ نے اسے " ہمت دلائی)

(آپ نہیں جانتے میرے پہ کیا کیا گزری ہے) (اس نے روتے روتے بات مکمل کی)

آپ بھی نہیں جانتیں آپ کو یوں دیکھ کر میرے پہ کیا گزر رہی ہے (موسیٰ نے سوچا ضرور لیکن کہا " نہیں) آپ چاہیں تو میں آپ کا درد بانٹ سکتا ہوں۔ (موسیٰ نے اسے کہا جس پر وہ اک گہری سانس بھر کے بیڈ کی پائنٹی پر بیٹھ گئی۔۔۔۔ وہ کچھ بولی نہیں اشک باری تاہم جاری تھی۔۔۔

موسیٰ اس کی خاموشی کو ہاں سمجھ کر آہستہ چال چلتا مناسب فاصلہ رکھ کر اس کے پاس بیڈ کی پائنٹی پر بیٹھ گیا۔ پینٹ کی پاکٹس سے ہاتھ نکال کر بیڈ کی پائنٹی پر جمالیے۔

کتنی ہی دیر ان دونوں کے بیچ خاموشی نے پہرہ کیے رکھا۔۔۔ اقرا ہاتھوں کو گود میں دھرے آنسو بہاتے ہوئے بھیگے لہجے میں بولنا شروع ہوئی۔

میرے والد کا میرے بچپن میں انتقال ہو گیا۔ ہوش سنبھالا تو امی کے دوسرے شوہر کی نفرت اور " ان کے بیٹے کی لعن طعن کو اپنا منتظر پایا۔۔۔ میرے سوتیلے باپ اور ان کے بیٹے کا مجھ پہ طنزیہ نشتر کا ہر روز نئے انداز میں کیا جانے والا وار اور میری ماں کی بے بس روتی ہوئی جھکی نگاہیں۔ (وہ ڈوپٹہ کے پلو سے ناک پونچھ کر دوبارہ گویا ہوئی) امی ہمیشہ مجھے کہتی تھیں اچھا وقت آئے گا۔ میں نا امید ہوتی تو وہ میرا حوصلہ بن جاتیں۔ مجھے ہر روز نئے سرے سے دلا سے، تسلیاں اور دلائل پیش کرتیں کہ بس اچھا وقت آئے گا ایک روز۔۔۔ (چہرہ آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا۔ اس کا وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا) مجھے آج بھی وہ سوتیلے باپ کے بد کردار بیٹے کی خود پر پڑتی وہ ہوس بھری نگاہیں نہیں

بھولتیں۔۔ مجھے وہ اس کا رال ٹکپاتے ہوئے بھیڑیا کی مانند میری کھال نوچنے کے لیے میری طرف بڑھنا نہیں بھولتا۔۔ میں نے بے شمار آنسو بہائے مصلے پہ۔۔ خدا سے گڑگڑا کر اپنے لیے، ماں کے لیے دعائیں مانگیں۔۔ لیکن کیا ہوا میں اذیتیں سہتی رہی۔۔

آزمائش

آزمائش

آزمائش

صرف آزمائشوں سے بھری تھی میری اور میری ماں کی زندگی۔۔۔ ایک آزمائش کے ختم ہونے پر دوسری آزمائش۔ دوسری کے بعد تیسری۔۔ (وہ جیسے جیسے بول رہی تھی موسیٰ کو لگا جیسے اس کا دل کسی نے مٹھی میں جکڑ رکھا ہو) ماں مجھے کہتی رہیں کہ ہم بھی کھل کر جییں گے۔۔ ہم بھی آزاد فضا میں سانس لیں گی۔ وقت آئے گا۔۔ (وہ لمحہ بھر کو رکی) لیکن جانتے ہیں کیا ہوا اس اچھے وقت کا؟ اس نے سوال کناں آنسوؤں کے بوجھ تلے جھکی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔ موسیٰ کا دل کٹ کے رہ گیا۔ کہنے کو کچھ نہ تھا۔۔۔ وہ سر جھکا گیا۔۔ بیڈ کی پائنٹی پہ دھرے ہاتھوں کی گرفت میں سختی در آئی۔۔ موسیٰ کی آنکھوں میں بھی نمی ابھرنے لگی۔

وہ اچھا وقت آیا اور میرے سے میرا واحد سگا رشتہ، میرا اس پوری دنیا میں واحد سہارا، میرے جینے " کی وجہ، میری ماں کو مجھ سے چھین کر لے گیا۔۔۔ میں آج بھی وہ قیامت کا دن نہیں بھولی۔۔۔ گھر کے دروازے پہ ایسبولینس کا رکنا اور اس ایسبولینس کے اسٹریچر پر میری ماں کا سرد بے جان وجود (یہاں تک پہنچ کر جیسے وہ رہی سہی ہمت کھو بیٹھی۔۔۔ وہ چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا کر بلک بلک کے رونے لگی۔۔۔ موسیٰ وجاہت کے لیے یہ امتحان سوہان روح تھا۔۔۔ موسیٰ کشمکش میں پڑا۔۔۔ اسے یوں روتے تڑپتے دیکھنا کس قدر دردناک تھا۔۔۔ اقرانے کچھ دیر رونے کے بعد چہرہ ہاتھوں کی قید سے نکالا۔۔۔ آنسوؤں سے تر چہرہ صاف کرنے کی اس بار زحمت نہیں کی۔۔۔ سرخ نظریں اٹھا کے موسیٰ کو دیکھا۔۔۔ اور موسیٰ سوائے اسے دیکھتے رہنے کے کچھ کرنا کر پایا۔۔۔ زبان گنگ۔۔۔ آنکھیں متلجی ہوئیں جیسے اسے کہہ رہی ہوں کہ آگے کچھ نہ کہنا۔۔۔ یوں کہ جیسے اس کا درد کے جتنا موسیٰ میں (حوصلہ نہیں تھا۔۔۔ بے ساختہ موسیٰ نم نگاہیں چرا گیا

جانتے ہیں جب روح جسم کا ساتھ چھوڑ دے تو جسم ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔۔۔ زندگی کی رمتق نارہے تو " جسم ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔۔۔ لیکن پتا ہے صرف زندگی کی رمتق باقی نارہے تو جسم ٹھنڈا نہیں ہوتا جسم تب بھی ٹھنڈا پڑ جاتا ہے جب لوگوں کے ہجوم میں آپ کا واحد اپنا ہمیشہ کے لیے سو جائے۔۔۔ جب بے شمار لوگوں کے بیچ وہ جان سے بڑھ کر جو پیارا ہو وہ سفید کفن میں لپٹا چت لیٹا ہو۔۔۔ جسم تب بھی ٹھنڈا پڑ جاتا ہے جب آپ بلک بلک کے تڑپ تڑپ کے موت کی آغوش میں سوئے ہوئے

شخص کا ہاتھ پکڑ پکڑ کر اس سے اٹھ جانے کی التجائیں کریں۔۔۔۔۔ اسے لاکھ واسطے دیں، منتیں کریں اس کی مگر اس کی آنکھیں نہ کھلیں۔۔ میں نے زندگی میں اس روز سے بڑھ کر اس دل میں تکلیف محسوس نہیں کی (اس نے انگلی سے اپنے دل کی سمت اشارہ کیا) میں روتی رہی تڑپتی رہی مگر امی نہ اٹھیں (موسیٰ کی ہمت جواب دے گئی اور اس نے خود کو پڑھائے ہوئے تمام اسباق بھلا کر اقرا کے گرد بازو پھیلا لیا۔ اقرا اس کے ساتھ لگ کر اور شدت سے رونے لگی۔۔۔ وہ دونوں ہی آنسو بہا رہے تھے، ہاں بس فرق اتنا تھا کہ وہ آواز کے ساتھ اشک کناں تھی جبکہ موسیٰ بے آواز رو رہا تھا

\*\*\*\*\*

ارسم نے آف وائٹ شیروانی جس پر ہلکے سبز کڑھائی کیے چھوٹے چھوٹے پھول بنے تھے ساتھ میں گولڈن کڑھائی وہ زیب تن کی، پائوں میں شیروانی سے میچ کیے گئے کھسے۔۔۔ وہ اونچا لمبا شہزادوں کی آن بان کا حامل کافی پرکشش اور خوبصورت دکھ رہا تھا۔۔۔ مونچھوں اور ہلکی داڑھی کے بیچ لبوں بکھرا ہلکا تبسم۔۔ وہ بہت خوش تھا، اور خوش ہونا بنتا بھی تھا آخر کو اس کی زندگی کا ایک نیا، ایک حسین باب شروع ہونے کو تھا۔۔۔ اس کی زندگی مکمل ہونے والی تھی نور کے سنگ۔۔۔۔۔ وہ نور کو ہمیشہ کے لیے اپنا بنانے والا تھا۔ اس نے خود پر تنقیدی نگاہ ڈالی، پھر تسلی ہونے پر پیچھے بیڈ پر دھرا سرخ قلا اٹھا کر پلٹا۔۔۔ اور اب سر پر سرخ قلا پہننے کی باری تھی۔۔۔۔۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہو کر دونوں ہاتھ میں قلا پکڑے ہوئے تھا کہ اس کے موبائل پر کال آئی۔

اس نے قلا ایک ہاتھ میں پکڑا اور چند قدم چل کر دوسرے ہاتھ سے سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھا کر دیکھا اور پرائیوٹ نمبر سے کال آتی دیکھ کر حیران ہوا۔۔۔۔۔

جیسے جیسے وہ بات کر رہا تھا اس کے لبوں پر پھیلا تبسم سمٹتا چلا گیا۔۔۔۔۔ چوڑے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھ گیا۔

جانے وہ کال کس کی تھی کہ کال ڈسکنٹ کر کے وہ کسی گہری سوچ میں کھو گیا۔۔۔۔۔ پھر اس نے احمر کو کال ملانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ ماما اسے آوازیں دیتیں کمرے میں چلی آئیں۔

ارسم بیٹے کتنی دیر ہے، وہاں سب ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔ جلدی بھی۔۔۔۔۔ (ان کی بات منہ میں رہ گئی)۔۔۔۔۔ ان کا سپوت ایک دم تیار کھڑا تھا، جسے دیکھ کر وہ خاموش ہو گئیں

ماشاء اللہ ماشاء اللہ چشم بدور خدا میرے بیٹے کو ہمیشہ خوش رکھے۔ کتنا پیارا لگ رہا ہے میرا چاند۔ (ماما " نے اس کی بلائیں لیں، قریب آکر اس کا ماتھا چوما

اس خوشی کے موقع پر یہ آنسو (اس نے دائیں ہاتھ کے انگھوٹے سے ماں کی بھیگی آنکھیں صاف " کرتے ہوئے کہا

اب ہمیں نکلنا چاہیے ارسم، بھابھی دو بار کال کر چکی ہیں۔ "

ان کے کہنے پر اس نے قلا ماں کو تھما کر سر تھوڑا نیچے کو جھکایا۔۔۔۔۔ ماں نے بخوشی بسمہ اللہ پڑھ کر اپنے بیٹے کے سر پر قلا پہنایا اور دوبارہ بیٹے کی چوڑی پیشانی پر بوسہ دیا اور ارسم نے ماں کے ہاتھوں (کو اپنے ہاتھوں میں لے کر چوم لیا، اور انہیں سینے سے لگالیا

(بابا آج اگر ہوتے تو کتنے خوش ہوتے (ایک ہوک سی اٹھی"

بے شک والدین کی زندگی کا بہترین اور قیمتی وقت وہ ہوتا ہے جب خدا انہیں ان کی اولاد کی " خوشیاں دیکھنا نصیب فرماتا ہے۔۔۔

اسی دوران احمر نے کھلے دروازے پر دستک دی تب وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ احمر نے ان دونوں کو مشترکہ سلام کیا۔

اسلام و علیکم

و علیکم السلام

(بہت مبارک ہو بیٹے کی (احمر نے انہیں مبارک باد پیش کی"

خیر مبارک اب خدا تمہارے سہرے کے پھول بھی جلد کھلائے (انہوں نے اسے دعا دی تو وہ " (جھینپ گیا

احمر ٹیم موجود ہے؟

جی سر سب آچکے ہیں، وہ بس عبداللہ کو کام تھا گھر پہ تو وہ لیٹ ہو جائے گا یا شاید نا آسکے۔

ہاں اس نے مجھے کال کی تھی کچھ دیر پہلے۔۔۔ اچھا واپسی پر مجھ سے مل کر جانا تم سب (ارسم نے

(اسے ہدایت کی جس پر اس نے ہاں میں سر ہلایا

ارسم بیٹے آج تو بخش دو ان سب کو، اپنے سر کی شادی انجوائے کر لینے دو کھل کر (ماما نے برا منایا تو

(وہ دونوں ہنس پڑے

آئی ہم لوگوں کی ڈیوٹی چوبیس گھنٹے سات دن چلتی رہتی ہے۔ ہاں بس بیچ میں تھوڑا سا اپنا اور اپنے

گھر والوں کے لیے وقت نکالنا پڑتا ہے، کیوں سر ٹھیک کہا؟

بالکل یہی بات ہے۔

اچھا بابا تم لوگ ابھی تو نکلو ایسے انتظار کروانا اچھا نہیں لگتا شاباش آجاؤ (ماما نے اپنے شانے پر رکھی

(چادر کو صحیح کرتے ہوئے انہیں کہہ کر باہر کو قدم بڑھائے

(بس آپ چلیں ہم آرہے ہیں بس (ارسم نے انہیں کہا)

.....

ڈارک میرون لہنگا۔۔۔ اس پر اس کے حسن کو اور نکھارتا میک اپ۔۔۔۔۔ پھر اس پر اس کے چہرے پر حیا کے رنگوں کی بہار ہونا۔۔۔ نور پر ٹوٹ کے روپ چڑھا تھا۔۔۔ بیوٹیشن نے اس کے میک اپ کو فائنل ٹچ دیا اور زرا پیچھے ہٹ کر اس کا بھرپور جائزہ لیا۔۔۔ وہ ہاتھوں کو گود میں رکھے نظریں جھکائے گہرائی شرمائی ہوئی کوئی اسپر الگ رہی تھی۔

ماشاء اللہ آپ پر کافی روپ آیا ہے۔ آپ کے ہسبنڈ تو فرسٹ سائٹ پر ہی دل ہار بیٹھیں گے۔" بیوٹیشن کی اتنی کھلم کھلا تعریف اور اندازہ لگانے پر وہ مزید خود میں سمٹی۔ دل کہ دھڑکنیں بھی بے ترتیب سی ہوئیں۔

ایکس کیوز می کیا ہماری دلہن کے حسن کو چار چاند لگ چکے ہیں ہیں یا تیاری ابھی باقی ہے (فارہ) (کمرے کا دروازہ کھول کر بولتی ہوئی اندر آئی اور پٹر پٹر چلتی زبان کو بریک لگی (اومائی گاڈ) اس نے نور کو دیکھ کر کہا اور ساتھ ہی اپنے منہ پر ہاتھ رکھا"

(کیسی لگ رہی ہوں؟ (نور نے گھبراہٹ میں استفسار کیا"

(نور ہی لگ رہی ہو اور کیا لیڈی ڈیانا لگنا تھا (فارہ نے جھٹ سے کہا تو نور کا ہاتھ کمر پر رسید ہوا"

ظالم آج تو بخش دو، بائی داوے یو لک اہلوٹلی گورجیئس ماشاء اللہ (فارہ نے اس کے سر دھوئے "  
(ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر پیار سے کہا

(ویسے ارسم بھائی تو گئے کام سے (اسے چھیڑا اور اس نے آنکھیں نکالیں"

بیٹے آج جتنی آنکھیں دکھانی ہیں مجھے دکھا دو۔ کل سے تو کوئی اور چہرہ دکھائی دیا کرے گا ان نگاہوں "  
(میں) (آخری بات فارہ نے ہلکی آواز میں کی مگر نور کی سماعتوں سے دور نہیں تھی ہرگز

(فارہ) (تنبیہ کی مگر اثر کہاں ہونا تھا"

بیوٹیشن اپنا بکھرا سامان سمیٹنے لگی۔

(تھینکس) (فارہ نے اسے کہا جس پر بیوٹیشن محض مسکرا دی"

آپ نیچے چلی جائیں۔ میں یہیں ہوں اب نور کے ساتھ۔ اینڈ فنکشن کے اینڈ پر ڈرائیور آپ کو گھر "  
ڈراپ کر دے گا ڈونٹ وری۔ ہیو آنائس ٹائم اینڈ وائس اگین تھینک یو (فارہ نے اسے کہا تو وہ پلٹ  
(کریگ کی زپ بند کر کے پلٹی اور اسے کہنے لگی تو فارہ سمجھ گئی

کوئی نہیں آپ اسے یہیں رہنے دیں۔"

ہممم تو اب میری بنو کی اچھے سے خبر لیتے ہیں جناب۔ (فاریہ اپنے سینے پر بازو فولڈ کر کے ڈریسنگ " ٹیبل سے پشت ٹکا کر اسے دیکھتے ہوئی بولی

(یار فاریہ ناکرو (نور اس کے یوں دیکھنے پر اور پزل ہوئی")

آہاں، میں نا دیکھوں اور انہیں کیا کہو گی، جنہیں کچھ دیر بعد تم اپنے تمام تر جملہ حقوق سوپ دو " گی؟ (فاریہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھتے ہوئے ابرو اچکا کر سنجیدگی سے غیر سنجیدہ بات کردی (اور نور نے شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر ڈریسنگ ٹیبل سے پرفیوم اٹھا کر اسے مارنے کا اشارہ کیا اوئے خبردار مجھے زخمی کیا تو ورنہ (فاریہ نے ہاتھ اٹھا کر وارننگ دی جس پر نور نے مشکوک نظروں " سے اسے دیکھا

اپنے ہونے والے بہنوئی سے شکایت کروں گی تمہاری (فاریہ وہاں سے ہٹ کر بیڈ سے اپنا موبائل " اٹھا کر بولی

نور نے اپنا دوپٹہ سیٹ کرتے ہوئے شیشے میں اس کے عکس کو ایک نظر دیکھ کر ٹھوس انداز میں کہا  
بس الٹے کام کروالے بندہ تم سے۔"

یار ہمیشہ الٹے کام تو نہیں کرتی۔ کبھی کبھی اچھے کام بھی کر سکتی ہے فاریہ داگریٹ۔"



ہائے اللہ کتنی بری ہو تم، ایسے کہتے ہیں دوست کم کزن کو۔"

فاریہ نے موبائل نوٹیفیکیشنز پڑھ کر اس کے نزدیک آکر پوچھا۔۔۔ نور نے مکمل طور پر اسے نظر انداز کیا پھر فاریہ اس کے نزدیک آئی اور شوخ لہجے میں گویا ہوئی۔

اچھا چھوڑ سب فضول باتیں، یہ بتاؤ فیملنگز کیسی ہیں؟"

یار مجھے عجیب سا فیل ہو رہا ہے۔ دھک دھک ہو رہا ہے دل۔ بلکہ دل کی دھڑکنیں کانوں میں سنائی دے رہی ہیں۔ ہاتھ پاؤں پھول رہے ہیں۔ یہ دیکھو میرے ہاتھ ٹھنڈے ہو رہے۔ عجیب سی بے چینی، گھبراہٹ۔۔۔۔۔

اے بس بس۔ معاف کر دے اے بندی خدا، معاف کر دے۔ اتنا برا نقشہ کھینچ کر تم تو شادی کے (نام سے ڈرا رہی ہو مجھے) فاریہ نے باقاعدہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر منت کی دفع ہو جاؤ ڈیش کہیں کی۔ ایک تو میں اپنی حالت بتا رہی ہوں اور تم سمجھنے کی بجائے برا منا رہی ہو " ((نور نے سر جھٹکا تو فاریہ نے اس کے پیچھے آکر اس کے گلے میں باہیں ڈال دیں

آئی دل ریلی مس یو۔ مائی جانم، مائی سویٹ ہارٹ، مائی کرائم پارٹنر۔ میری معصوم شکل والی چڑیل " (اس کے کان میں پیار بھرے انداز میں آئینے میں اس کے عکس کو دیکھ کر دوستی بھرا، مان بھرا (محبت بھرا اقرار کیا جس پر نور کے دل کو کچھ ہوا

(آئی ول مس یو ٹو مائی ڈیش بیسٹی (نور نے ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھ کر پیار سے کہا)

ویٹ تم رو رہی ہو؟ (نور نے اسے نا محسوس انداز میں ڈرینگ ٹیبل سے ٹشو اٹھا کر آنکھیں صاف کرتے دیکھ کر کہا)

(نہیں وہ آنکھوں میں کچھ چلا گیا (فارہ نے رخ موڑ کر جھٹ سے جواب دیا)

نور چند لمحے اس کی پشت کو دیکھتی رہی پھر بیٹھے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور بازوؤں کو کھول کر اسے پکارا  
! فارہ ہ ہ

فارہ اپنے نام کی پکار پر پلٹی تو اسے باہیں وا کیے کھڑے دیکھ کر ایک لمحہ ضائع کیے بغیر آگے بڑھ کے اس کے سینے سے جا لگی۔۔۔

مجھے لگتا ہے میں سسرال گاڑی میں نہیں بلکہ تمہارے بہائے آنسوؤں میں کشتی چلا کر رخصت ہوں گی (کچھ دیر تک جب فارہ اس کے گلے لگی رہی تو نور نے شرارتا اسے کہا جس پر فارہ ہنستے ہوئے پیچھے ہٹی اور اس کے بازوؤں کو تھام کر بھرائے لہجے میں بولی

نور تم مجھے بہت عزیز ہو۔ میری بہن، میری دوست، میری کزن ہو تم۔ تم سے میری کوئی بات نہیں چھپی۔ تم سے میں اپنے دل کی ہر بات سنیر کرتی آئی ہوں۔ مجھے نہیں یاد پڑتا ہوش سنبھالا تو کسی روز

ہم اکٹھے گھر پہ نا ہوں۔ ہم سائے کے جیسے ساتھ ساتھ رہی ہیں ہمیشہ۔ آئی نو شادی کے بعد لائف میں چیلنج آجاتا ہے۔ ایک نیا رشتہ، ذمہ داری اور تابعداری طلب کرتا ہے۔ لیکن وعدہ کرو ہمارا یہ دوستی کا رشتہ یو نہی رہے گا ہمیشہ۔ اور میں ہمیشہ تمہیں اپنے دل کے قریب رکھوں گی۔ خدا تمہارے اور رسم کے ساتھ کو سدا قائم رکھے۔ تم دونوں بہت سی خوشیاں سمیٹو۔ اور شاد و آباد رہو سنگ سنگ۔

فارہ کی تقریر میں جذبات کی بھرمار تھی۔۔۔۔۔ چاہت کی چاشنی۔۔۔ خلوص کی آنچ۔۔۔۔۔ دوستی کا عنصر۔

نور نے اپنے ہاتھوں سے اس کے آنسو صاف کیے۔ اس کی اپنی آنکھیں بھگ گئی تھیں۔

انشاء اللہ ہماری دوستی ایسے ہی رہے گی۔ اب یہ رونا بند کرو۔ تمہارا کچھ نہیں ہونا میک اپ میرا بہہ " (نور نے اسے ہنس کر کہا اور وہ بھی ہنس پڑی)

Welcome in to prime urdu novels & publications.

پرائم اردو ناولز میں خوش آمدید۔

پرائم اردو ناولز میں بحیثیت لکھاری شمولیت اختیار کریں اور اپنی تحریروں، ناولز، افسانوں کا پی ڈی ایف لنک حاصل کریں۔ اور دنیا بھر میں ہماری ویب سائٹ کے لاکھوں قارئین تک اپنی تحریر ایک کلک میں پہنچائیں۔

اگر آپ اپنی تحریروں کو کتابی شکل میں محفوظ کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو خصوصی ڈسکاؤنٹ پر آپ کی مرضی کی تعداد میں کتابیں بنا کر دیں گے۔

ہمارے گروپ میں اپنی تحریر اپنے پیج لنک کے ساتھ پوسٹ کریں اور اپنے پیج کی پرموشن کے لئے اس سنہرے موقع سے فائدہ اٹھائیں۔

اپنے پیج پر ہماری ویب سائٹ کا پی ڈی ایف لنک شیئر کرک اپنے ریڈرز کو پی ڈی ایف سے آف لائن ناولز پڑھنے کی سہولت فراہم کریں۔

اپنے ناولز کو ویب سائٹ کے ساتھ ساتھ دیگر سٹریمنگ پلیٹ فارمز جیسے یوٹیوب پر بھی پڑھنے کی سہولت فراہم کریں اپنے ریڈرز کو۔

اپنی تحریروں کے لئے دیدہ زیب اور دلکش ٹائٹل اور پرموشنل پوسٹ بنوانے کے لئے ہمارے گرافک ڈیزائنر کی خدمات مفت حاصل کریں۔

اگر آپ کو اپنی تحریروں کو لکھنے میں راہنمائی کی ضرورت ہو تو ہماری ٹیم میں موجود سینئر لکھاری آپ کو مکمل راہنمائی فراہم کریں گے۔

تو پھر دیر کس بات کی، ابھی ہمارے گروپ کو جوائن کریں اور اپنی تحریر پوسٹ کریں اور ہماری ٹیم کا حصہ بن جائیں۔ کیوں کہ ہم اپنے سب لکھاریوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ مزید معلومات کے لئے ہمیں میسنجر پر انبکس کریں یا واٹس ایپ پر رابطہ کریں۔

Whatsapp : **03335586927**

Prime Urdu Novels Group Link

<https://www.facebook.com/groups/517883045059344/>

نکاح ہو چکا تھا اور اب فوٹو سیشن جاری تھا۔۔۔۔۔ رسم اور نور اسٹیج پر موجود تھے اور رشتہ دار دوست احباب سے مبارک باد وصول کر رہے تھے۔۔۔۔۔

سوری باجی آپ کا دوپٹہ وہ (ڈرائیور نے اپنی میڈم سے معذرت خواہ انداز میں اپنی کلائی پر شرٹ " (کے بٹن سے اٹکے دوپٹہ کے پلو کو چھڑوا کر کہا

کوئی نہیں اٹس او کے (فارسیہ"

لاحول ولا قوتہ۔۔۔۔۔ یا خدا یہ کیسا فلمی سین ہوا مطلب ٹکڑ لگی بھی تو کس سے، کوئی ہیر و ٹائپ بندہ " مطلب کوئی پرفیکٹ میچ ٹائپ نا اور آپ نے یہ کس کو بھیج دیا (وہ خود کلامی کرتی چلی جا رہی تھی پھر اس ٹیبل کے قریب آئی جہاں وہ خاتون بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہیں ماما کا پیغام دے کر وہ وہاں سے ہٹتی (کہ کسی دوسری خاتون کی آواز پر وہ پلٹی

جی؟"

بیٹے آپ دلہن والوں کی طرف سے ہو یا دلہا والوں کی؟"

جی میری چچا زاد ہیں دلہن اور دلہا پھپھو زاد (فارسیہ جواب دے کر مڑی لیکن پھر خاتون نے روک " (لیا

اچھا بیٹے آپ کتنے بہن بھائی"

میں اکلوتی ہوں آنٹی"

اور پڑھائی؟"

(بی ایس انگلش (اسے خدشہ ہوا"

(شادی ہوگئی آپ کی؟ (آخر کار وہ سوال آہی گیا آنٹی کی زباں پر جس کا انتظار فارسیہ کو تھا"

(نہیں آنٹی ابھی نہیں ہوئی (وہ مسکراتے ہوئے بولی"

(کیوں اچھی بھلی ہو پڑھی لکھی بھی ہو، تو کیوں نہیں کی؟ (انہیں جیسے افسوس ہوا"

آنٹی مجھے اب جانا ہے پھر بات ہوگی (اسے شدید جھٹکا لگا یعنی رشتہ نہیں چاہیے انہیں، وہ تو سمجھی " تھی کہ اتنے سوالات اسی وجہ سے ہو رہے ہوں گے۔۔۔۔۔ مگر شاید وہ کسی کے ساتھ آئی تھیں اور

ارے رکو تو سہی میں آپ کے گھر مہمان ہوں اور آپ جا رہی ہو (انہوں نے شرم دلاتے انداز " میں کہا تو فاریہ نے صبر کا کڑوا گھونٹ بھرا۔۔۔ دل چاہا انہیں بے نقط سنائے پھر خیال کیا اور چہرے پر مسکراہٹ سجا کر بولی

ایسے ہی میں یہاں اپنے بیٹے کے ساتھ آئی ہوں اور اب کوئی ہے نہیں جس سے بات کروں تو سوچا " (تم سے باتیں کر کر لوں) (انہوں نے وجہ بیان کی اور فاریہ کی بس ہو گئی)

(وہ جی آئی ماما کہہ کر بھاگ کھڑی ہوئی) (آئی اسے آوازیں دیتی رہ گئیں)

حق ہا آج کل کی نسل میں تو ذرا بھی لحاظ نہیں بڑوں کا توبہ ہے اس نسل سے (اس کی پشت کو " (گھورتے ہوئے آئی نے دانت پیس کر کہا

توبہ استغفار کیسے کیسے لوگ ہیں اس دنیا میں۔"

فارہ کانوں کو ہاتھ لگاتی ان دونوں کے پیچھے آکھڑی ہوئی۔ اس کی اکتائی ہوئی آواز پر ارسم نے  
ترچھے ہو کر اسے دیکھ کر پوچھا۔

خیریت ہے کس نے دماغ خراب کر دیا۔"

وہ آنٹی، اللہ جانے کون تھیں اتنے سوال کر رہی تھیں پھر وجہ پوچھی تو کہتی ہیں اکیلی بیٹھی ہوں "  
یعنی بوریت ختم کرنی تھی تو میرے سے گپ شپ لگالی۔

اووو"

اچھا انہیں چھوڑو تم یہ بتاؤ کیسی لگی ہماری نور (نور کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فارہ نے ارسم سے "  
(کہا)

وہ میں نور کو بتادوں گا (ارسم نے ذومعنی بات کہی اور دونوں ہنس پڑے جبکہ نور کا سر مزید نیچے "  
(ہوا اور کٹاؤ دار لبوں پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا)

اوووو (فارہ نے ہونٹوں کو گول شپ میں کرتے ہوئے"

(متاثر ہوتے ہوئے کہا)

[illegible]

تم شادی کب کرو گی؟"

اب ایک سیلفی تو بنتی ہے ساتھ میں (فاریہ اٹھی اور اپنا موبائل کیمرہ آن کرتے ہوئے ان دونوں کو "  
(متوجہ کیا

.....

(ایکس کیوز می میم؟) اس بار قدرے اونچی آواز دی تو وہ چونک گئی

جی؟

میم آپ کو مسسز وجاہت بلا رہی ہیں (میڈ نے اسے مطلع کیا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی اور میڈ وہاں سے ہٹ گئی۔۔۔ بھگے گالوں کو بے دردی سے ہاتھ کی پشت سے صاف کیا۔۔۔ اپنا ڈوپٹہ جو سر پہ اوڑھے تھی اسے سیٹ کیا۔۔۔ کھڑی ہوئی اور چہرے پر نرم مسکراہٹ سجائے وہ لیونگ ایریا کی طرف چل پڑی۔۔۔ وہ کافی دیر سے ایک ہی پوزیشن میں لان سے ملحقہ سیڑھیوں پر بیٹھی تھی۔۔۔ مسسز وجاہت نے اسے وہاں بیٹھا دیکھ کر اسے پاس بلا لیا۔

مسسز وجاہت نے اسے سامنے سے آتا دیکھ کر ہاتھوں میں پکڑی کتاب کو بند کر کے صوفے کے سامنے رکھے لکڑی کے میز پر رکھ دی۔ فریم لیس گلاس مسسز کو اتار کر ہاتھ میں پکڑے رکھا۔ وہ متوازن چال چلتی آہستہ آہستہ ان کے قریب آرہی تھی۔ پھر وہ ان کے پاس سنگل سٹر صوفے پر آ بیٹھی۔ مسسز وجاہت نے اسے نظر بھر کے دیکھا۔

آنکھوں کے سرخ کنارے اس کے رونے کی چغلی کھا رہے تھے۔۔۔ چہرے پر مسکراہٹ کے باوجود اک بے کلی سی چھائی تھی۔۔۔ وہ لاکھ خود کو خوش و مطمئن ظاہر کرتی مگر وہ اس کے اندر کے درد سے اچھے سے واقف تھیں۔۔۔ کھدر کے شلوار قمیض کا میرون کلرڈ سوٹ زیب تن کیے ساتھ میں ملٹی شیڈ دوپٹہ سر پر اوڑھے وہ جاذب نظر دکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ پہلے دن جب وہ ان سے ملی تو کیسے کمزور اور لاغر تھی اور آج اس کی صحت پہلے سے کافی بہتر ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ تب اور آج میں اس کا سراپا کتنا بدل گیا تھا۔۔۔ پہلے وہ زخموں سے چور کتنی فاقہ کش و خستہ جاں تھی اور آج وہ صحت یاب ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ بے شک وہ حسن کے بنے تمام معیاروں پر پورا اترتی ہے۔۔۔۔۔ انہیں اپنے بیٹے کی پسند دل سے پسند آئی تھی۔۔۔۔۔ اس بلا کے حسن پر اقرا کا اخلاق و کردار اسے بہتر سے بہترین بناتے تھے۔۔۔۔۔

(آپ نے بلایا تھا) (اقرا نے مسکراتے ہوئے استفسار کیا)

تمہیں یوں اکیلے بیٹھے دیکھ کر سوچا تھوڑی گپ شپ کر لی جائے (لہجے میں اک عجب سا اپنائیت کا " (احساس تھا

کیا سوچ رہی تھیں تم؟ (اسے ہنوز خاموش کسی غیر مرئی نقطے کو سوچتے ہوئے دیکھ کر مسسز وجاہت " (نے پوچھا

سوچتی ہوں، کچھ لوگ میری طرح دنیا میں آزمائشیں دیکھنے ہی آتے ہیں۔۔۔۔۔ سکھ کے سانس " کے لالچ میں ایک آزمائش پر پورا اترتے ہیں صبر کے ساتھ، تو دوسری آزمائش کو اپنا منتظر پاتے ہیں۔۔۔۔۔ یونہی سک سک کر گھٹ گھٹ کر سکون کی خوشی کی چاہ میں رل جاتے ہیں۔ اور ایک گھڑی (چین کی نصیب نہیں ہوتی۔۔۔) (اقرانے اپنی سوچ کو عملی جامہ پہنایا

جن پر آزمائشیں اتاری جائیں وہ خدا کے محبوب لوگ ہوتے ہیں۔ (انہوں نے جواباً اس کی ہمت " (بندھائی

(میں تھک چکی ہوں) (وہ ٹوٹے لہجے میں بولی

سوائے ہمت اور حوصلے کے کوئی چارہ نہیں بیٹے

کتنی ہمت؟ کتنا حوصلہ کروں؟

جب تک خدا ساتھ ہے تمہارے، تم ہر امتحان میں کامیاب ہوگی (اس نے ان کی آنکھوں میں جھانکا " (جہاں اک آس تھی، امید تھی

آپ کو میرا فیصلہ کیسا لگا؟ (اس نے اچانک ہی یہ سوال کیا۔ وہ پوچھنا نہیں چاہتی تھی پھر بھی پوچھ " (بیٹھی

دیکھو بیٹا تم ایک سلجھی، سمجھدار اور پڑھی لکھی لڑکی ہو۔۔۔۔۔ تم مشکل میں تھی ہم نے تمہیں تحفظ " دیا۔۔۔۔۔ ہم نے تمہارا ہر طرح سے خیال رکھا بغیر کسی لالچ کے۔۔۔۔۔ اب یہ تمہاری مرضی ہے کہ تم چاہو تو یہیں رہ لو کیونکہ لاہور کیا اس دنیا میں اب تمہارا کوئی سگا رشتہ نہیں رہا۔ پھر تم وہاں اکیلی رہو گی۔۔۔۔۔ ہم تمہیں ہر طرح کا تعاون فراہم کریں گے۔۔۔۔۔ تم جب جب ضرورت ہوئی ہمیں اپنا مددگار پائو گی۔۔۔۔۔ لیکن یہ سب ہم نے احسان کے پور ثمر نہیں بلکہ انسانیت کے طور پر کیا ہے اور ہمارا کوئی حق نہیں کہ تمہیں یہاں رہنے پر مجبور کریں۔۔۔۔۔ تم جیسا چاہو گی ویسا ہی ہو گا (موسیٰ کے کہے کے مطابق انہوں نے بات اس تک پہنچا دی جس پر اس نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

اقرا کے لیے یہ ماں بیٹے کسی فرشتے سے کم نہیں تھے۔ غیر ہوتے ہوئے بھی اس کا اتنا خیال رکھ رہے ہیں۔ اسے اتنا مان دے رہے ہیں۔ وہ خدا کا جتنا شکر ادا کرتی وہ کم تھا۔

ماما کے کمرے سے جانے کے بعد اب وہ پلٹا اور قدم قدم سست روی سے چلتا ہوا ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آیا۔۔۔۔۔

اپنی رسٹ وایچ اتار کر وہاں رکھی۔۔۔ پھر آئینے میں نور کے عکس کو دیکھا۔۔۔۔۔ مجرموں کے سامنے شیر بننے والا ان پر قہر ڈھانے والا پولیس آفیسر اس وقت سخت گو گلو کی کیفیت میں تھا۔  
کیسے بات شروع کرے؟

اسے کیا کہے؟

کیا اس کی تعریف کر کے بات کا آغاز کرے؟

نہیں منہ دکھائی دیتا ہوں پہلے، پھر خود ہی شروع ہو جائے گی بات

نور اس کی خاموشی کو پہلے پہلے جھجک اور شرم کا نام دے کر اپنے دل کی بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کو قابو کرنے کے جتن کرتی رہی۔۔۔۔۔ اس بناؤ سنگھار اور پھر بھاری لہنگے نے اسے خوب تھکا دیا تھا پھر اس پر اس نے رشتے کی نوعیت۔۔۔ اور رسم کا رویہ۔۔۔۔۔ رسم کی یہ خاموشی اس کی بے چینی، گھبراہٹ میں مزید اضافے کا باعث بن رہی تھی۔۔۔۔۔ اس فسون خیز اور سردیوں کی رات کی خاموشی نے دونوں کو ہی پزل کیا ہوا تھا۔

پھولوں کی سیج پر وہ اس کے نام کا سنگھار کیے ہوئے اب اس کی منتظر تھی جو کب سے آئینے کے سامنے کھڑا جانے کیا سوچ رہا تھا۔۔۔۔۔ نور نے جھجھکتے ہوئے آہستہ سے جھکی پلکوں کی باڑ اٹھا کر

(نور!) (بنا سوچے سمجھے مڑ کے اسے پکارا)"

ارسم کو کچھ سمجھ نہیں آئی کیا کہے اب آگے۔

(اف یو ڈونٹ مائنڈ) اس نے نور سے اجازت طلب کی تو نور نے اُس او کے کہا"

دیکھو پہلے دن سے اسے قابو میں کر لینا، رعب دکھانا تو کام بنے گا، اس کی تعریف کو اپنا حق سمجھ کر وصول کرنا ناکہ واپسی میں اس کی تعریف شروع کر دینا۔ تھوڑا اترانا، خزرے دکھانا تبھی موصوف مٹھی میں رہیں گے۔ (میں تمہیں گر کی باتیں بتا رہی ہوں۔۔۔۔۔۔ فاریہ کی کہی باتیں اس کے گرد (حصار بنانے لگیں

وہ بالکونی میں کافی دیر گزار کر واپس آیا اور آہستہ سے ایک گھٹنا موڑ کر اس کے پاس آ بیٹھا۔۔۔۔۔  
نور پر گھبراہٹ طاری ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معنی خیز چپ تھی دونوں کے درمیاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھولوں کی  
بیج پر وہ آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رسم نے سرخ ڈبہ میں سے ہیرے کی انگوٹھی نکال  
کے ڈبہ سائیڈ پہ کی اور اس کی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا۔





.....

یار ایک بار بات کر لے باقی جو خدا کو منظور (منصور نے اپنے دوست کو سمجھاتے ہوئے اسے اقرا کو "اپنے دل کا حال بتانے کا مشورہ دیا

وہ دونوں اس وقت موسیٰ کی گاڑی میں بیٹھے، منصور کے آفس کی پارکنگ میں موجود تھے۔۔۔۔۔ موسیٰ نے اسے کال کر کے جلدی سے باہر آنے کو کہا کہ کوئی بہت اہم بات کرنی ہے اور اب وہ دونوں دوست ڈسکشن کر رہے تھے۔

(اور اگر اس نے انکار کر دیا تو؟ (موسیٰ نے ڈرتے ڈرتے کہا"

تو وہ تیرے نصیب میں نہیں، سہیل (اس نے اطمینان سے جواب دیتے ہوئے موسیٰ کا اطمینان " (غارت کیا

(اب ایسے تو نہیں کہو (موسیٰ برا منا گیا"

بتا ہے تیرا مسلہ کیا ہے؟ (موسیٰ نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا) تو چاہتا ہے کہ وہ تیرے اظہارِ محبت کے بنا ہی تیری ہو جائے، یعنی تجھے اس اعترافِ محبت اور پھر اس کے بعد انکار یا اقرار کی سولی (پہ ناچڑھنا پڑے) منصور نے سولہ آنے درست کہا جس کی تائید موسیٰ نے کی

تم نے کیسے میری سوچ پڑھ لی؟

دوست ہوں تیرا، اور دوستوں کو بتانے کی ضرورت نہیں پڑتی وہ خود ہی سب سمجھ جاتے ہیں۔  
(منصور نے اپنے کالر سے نادیدہ گرد جھاڑتے ہوئے اسے کہا

تو پھر میں واقعی اسے اپنی محبت کا بتا دوں؟

(تو میرا سر کسی دیوار میں دے مار (اب اسے اپنے دوست کی حد درجہ بزدلی پر غصہ آیا

(تم تو برا ہی مان گئے (موسیٰ نے مسکینوں سی شکل بنا کر آہستہ سے کہا اور منصور اسے دیکھتا رہ گیا

موسیٰ نے اسے چند دنوں تک لاہور چھوڑ آنے کا بتا دیا ہوا تھا اور ساتھ ہی ساتھ اسے اس کے لاکھ انکار کے باوجود اس کے لیے گارڈ اور ایک گھریلو ملازمہ کا بندوست بھی کر دیا اور انٹرنشپ کے لیے

اپنے آفس کی لاہور والی برانچ میں جاب بھی ڈن کر دی۔ اقرا پر ان کے احسانات کا بوجھ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

آفس کے کچھ ضروری کام نمٹانے کے بعد موسیٰ کا ارادہ اقرا کو خود لاہور چھوڑ کر آنے کا تھا۔

اب وہ اس گھر میں چند دنوں کی مہمان تھی۔ ناچاہتے ہوئے بھی وہ اس گھر اور اس کے مکینوں سے مانوس ہو گئی تھی۔ خاص کر مسسز وجاہت کے ساتھ گپ شپ کی اسے بہت عادت ہو چکی تھی۔ وہ گھنٹوں آپس میں باتیں کرتے گزار دیا کرتیں۔ انہوں نے کبھی اقرا سے اس کا ماضی یا اس کے ساتھ رونما ہونے والے حادثات کا تذکرہ نہ کیا تھا ہی کوئی سوال و جواب کا سلسلہ شروع کیا۔ اقرا خود ہی کوئی بات یا قصہ چھیڑ دیتی ورنہ مسسز وجاہت اسے اپنے بچپن اور جوانی کے قصے کہانیاں اور پھر شادی کے بعد کی باتیں سناتی رہتیں۔ میڈ سے بھی کافی دوستی ہو چکی تھی اس کی اس تمام عرصے میں۔ ایک موسیٰ تھا جو ڈائنگ ایریا کے علاوہ کم ہی اسے اپنے سامنے دکھائی دیتا۔۔۔۔۔۔ زیادہ تر وہ اپنے گھر میں بنے آفس میں وقت گزارا کرتا یا پھر رات کو ماما کے پاس کچھ دیر بیٹھا کرتا۔

زندگی نے آخر کار اسے سکون کا وقت عطا کر ہی دیا۔ اب وہ اکیلی ہی سہی مگر اپنی مرضی سے جیے گی۔ اب وہ سوتیلے باپ اور سوتیلے بھائی؟

طلحہ؟

یہ نام ذہن میں آتے ہی اس کے پسینے چھوٹ گئے۔ گھبراہٹ میں وہ اپنا سینہ مسلتے ہوئے گہرے سانس لینے لگی۔۔۔

وہ ہوس بھری آنکھیں

وہ رال ٹپکتا انسانی روپ میں بھیڑیا

طلحہ وہیں لاہور میں ہی ہوگا

اور اگر وہ اس سے ٹکرا گئی تو؟؟؟

وہ کمبل ہٹا کر بستر سے اٹھی، ننگے پیر یہاں سے وہاں چکر کاٹنے لگی۔ دل کی بے چینی حد سے سوا ہوئی۔ وہ رب سے اچھے کی امیدیں لگاتی، دعائیں مانگتے ہوئے تھک ہار کے ٹھنڈے فرش پر بیٹھ گئی۔ وہ یہاں سے جا رہی تھی۔

یہ محفوظ آسرا چھوڑ کر اکیلی لاہور میں رہنے کے لیے وہ جا رہی تھی۔

کیا واقعی وہ اتنی جی دار، اتنی بہادر ہو گئی ہے یا یہ محض اس کی خودداری ہے جو اسے کسی کی محتاجی سے نجات حاصل کرنے کی ترغیب دے رہی ہے۔

وہ سینہ مسلتے ہوئے گہرے سانس بھرتی فرش پر بیٹھی چھت کو تکتی رب سے التجائیں کرنے لگی۔

دور کہیں اذانوں کی سدا میں گونجنے لگیں۔۔۔ وہ سارے ڈر، خوف خدشات کو پرے ہٹا کر ہمت کرتی اٹھی اور اپنی کمر پر دونوں ہاتھ ٹکا کر اوپر سر کیے ایک آخری گہرا سانس لیا۔

پھر جیسے خدا کے حوالے سب کرتی ہوئی پرسکون ہو گئی۔

واشروم گئی، وضو کیا اور کچھ دیر بعد ہی وہ جائے نماز پر کھڑی فجر کی نماز ادا کر رہی تھی۔

.....

وہ لان میں سنگی بینچ پر بیٹھی سردیوں کی دھوپ سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ موسیٰ آفس سے گھر آیا اور آج وہ جس ارادہ سے واپس آیا تھا وہ اسی کی وجہ سے گاڑی سے اتر کر اقرا کی بابت دریافت کرتا پچھلے لان میں چلا آیا۔

وہ گم سم سی اس کے دل میں بے دھڑک داخل ہونے والی پری اس کی آمد سے بے خبر تھی۔

موسیٰ ڈریس پیٹ اور ڈریس شرٹ پہنے کہنیوں تک بازو فولڈ کیے پیٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے اضطراب کے عالم میں جی کڑا کر بالآخر اقرا سے اظہارِ محبت کرنے آگیا تھا۔

(کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟) (موسیٰ نے نزدیک آکر نرمی سے پوچھا)

(جی جی شیور) اقرا سوچوں کے سمندر سے نکل کر حال میں پہنچی "

اقرا جو ٹانگ پر ٹانگ دھرے بیٹھی تھی موسیٰ کے آنے پر دونوں ٹانگیں سیدھی کر لیں، اور سر سے ڈھلکتے ڈوپٹہ کو سیٹ کیا۔

میں آپ سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں (موسیٰ نے بغیر وقت ضائع کیے سیدھا مدعا کی بات کی)

(کہیے میں سن رہی ہوں) اقرا ہاتھوں کو گود میں دھرے بیٹھی تھی "

موسیٰ نے اسے خاموش نظروں سے دیکھا۔ اقرا بھی جانچتی نگاہیں اسے پر مرکوز کیے ہوئے تھی۔ خاموشی کا اک وقفہ ان دونوں کے بیچ حائل ہوا۔

میری بات شاید آپ کو بری لگے مگر میں جو کہنے والا ہوں وہ پورے دل کی سچائی سے کہوں گا۔

موسیٰ اس کی جانب رخ کر کے بیٹھا ہوا اقرا کو آج بہت مختلف بہت بدلا بدلا سا، بہت الجھا ہوا لگا۔ اتنے دنوں میں وہ اسے اتنا تو جان گئی تھی وہ کم گو اور پریکٹیکل انسان ہے۔ دوسری اہم اور خاص بات جو اسے محسوس ہوئی تھی اسے ماننے سے وہ انکاری تھی۔

اقرا کی چھٹی حس نے اسے خبردار کیا۔ وہ جیسا سوچ رہی تھی ویسا نا ہی ہو ورنہ اس کے لیے یہاں سے جانا مشکل ہو جائے گا۔

خدا نے عورت کو کمال فن سے نوازا ہے۔ عورت اپنی طرف اٹھنے والی ہر نظر کو بخوبی پہچان جاتی ہے۔ کن آنکھوں میں اس کے لیے عزت و احترام، پیار، وفا، اعتبار، خلوص کی چمک ہے، اور کن آنکھوں میں اس کے لیے ہوس، بھوک، گندگی و غلاظت کا ڈھیر۔

موسیٰ چاہے جتنا اپنا آپ کمپوز رکھ لیتا، چہرے کے تاثرات کو کوور اپ کر لیتا اقرار کہیں نا کہیں یہ سو فیصد یقین کیے ہوئے تھی کہ وہ اس میں انٹرسٹڈ ہے۔ اب وہ کس حد تک انٹرسٹڈ ہے اس میں یہ وہ نہیں جانتی تھی۔

دھوپ کی کرنیں موسیٰ کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔ اقرا ان نگاہوں میں چھپے مفہوم کو سمجھ چکی تھی۔ آپ کہیں جو کہنا چاہتے ہیں (اقرا نے اسے پورے دل سے اجازت دی ساتھ میں خدا سے دعائیں " (بھی کیں کہ اس کے اندیشے درست نا ہی ہوں تو بہتر ہے

میں چاہتا ہوں آپ ماما کی بہو بن جائیں (موسیٰ نے بات کو زیادہ طول دینا مناسب نا سمجھا اور " ڈائریکٹ اسے پرپوز کر دیا اور وہ بھی یوں کہ وہ گنگ رہ گئی۔۔۔ اپنی جگہ پہ پتھر کی مورت بن گئی۔

۔۔۔ اقرا کی آنکھوں میں عجیب سا تاثر ابھرا جسے موسیٰ کوئی مخصوص نام نا دے سکا۔۔۔۔۔ چہرے کے تاثرات بھی کوئی نتیجہ اخذ کرنے میں مددگار نا پائے۔

اقرا کو لگا شاید وہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہوئے اچانک سے اپنے دل کا حال بیاں کرے گا مگر وہ یوں صاف سیدھے انداز میں اس سے اسی کا ہاتھ مانگ لے گا یہ اس لیے حیران کن تھا۔ اور الفاظ کا چناؤ بھی اتنا پیارا اور انوکھا کے وہ کچھ بول نا سکی۔

.....

اپنی ٹیم سے کہو اس پر نظر رکھے ہمیں ہر حال میں اس گینگ کا دا اینڈ کرنا ہے آئی سمجھ (احمر کو " ہدایات دیتا وہ موبائل فون کان سے لگائے پلٹا اور سامنے ہی نور واشروم سے تولیہ میں گیلے بال لپیٹے بر آمد ہوئی۔

اسے دیکھا اور مسکرائی۔۔۔۔۔ نگاہیں جھکائے وہ شرمیلے انداز میں چلتی ہوئی آئی اور تولیہ کو بالوں سے جدا کیا۔

ارسم نے چند ضروری باتیں کرنے کے بعد کال ختم کی اور تب تک نور اس کی نگاہوں میں بسی رہی۔ وہ جانتی تھی رسم اسے ہی دیکھ رہا ہے اسی لیے مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ زلفیں سنوارنے میں مگن رہی۔

سندھی کڑھائی والا گرم سوٹ اس پر کافی اچھا لگ رہا تھا۔ رسم چلتے چلتے اس کے قریب آیا اور بڑے آرام سے ہئیر برش اس کے ہاتھوں سے لے لیا۔ نور دم بخود رہ گئی۔

اس نے اسے روکنا چاہا مگر رسم نے اس کا کہا نا مانا۔

نور کے رخسار گلابی پڑ گئے۔۔۔ پلکوں کی جھالر گر گئی۔ وہ مسکراتے ہوئے اپنے شوہر کی اس حرکت پر بلش ہو رہی تھی۔

ویسے تمہیں میک اپ کی ضرورت نہیں ہے، جانتی ہو کیوں؟

نور نے نا سمجھی سے اس کے عکس کو دیکھا۔

وہ اس لیے ڈیر وائف کہ آپ تو میری اک نظر دیکھنے پر ہی بلش کرنے لگتی ہیں۔

نور کے گالوں پر سرخیاں نمایاں ہوئیں۔۔۔۔ رسم کے حرکت کرتے ہاتھ رک گئے۔ اس نے اس کے کندھوں پر ہاتھوں کو رکھا اور جھک کر اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتے ہوئے پیار سے کہا۔

ماشاء اللہ تمہاری لاٹری نکل آئی، اتنا ہینڈ سم بندہ مل گیا تمہیں۔"

نور کو پہلے تو سمجھ نا لگی، وہ تو اس سے پیار کا اظہار کرنے کی توقع کر رہی تھی اور وہ جناب اپنی تعریف کر رہے تھے۔

اچھا جی میں بتائوں کس کی لاٹری نکلی ہے (پلٹ کر اس کے ہاتھ سے ہیر برش کھینچ کر اس کے بازو "پر ہلکے سے مار کے ہنستے ہوئے کہا

تم ایک پولیس آفیسر پر تشدد کر رہی ہو۔"

پولیس آفیسر ہوں گے آپ باقی سب کے لیے، میرے لیے نہیں"

تو آپ کے لیے کیا ہوں میں؟ (ارسم نے اسے بازوؤں سے تھام کر قریب کر لیا۔ نور کے دل نے "ایک بیٹ مس کی

(میرے لیے آپ (وہ ٹھہر ٹھہر کر بولی"

(کیا؟ (ارسم منتظر ہوا"

(نور وہ جمال بھائی کہہ رہے (پھپھو کی انٹری نے ان دونوں کو بوکھلا کر رکھ دیا"

(اوہ تم دونوں بات کر لو میں پھر آتی ہوں (پھپھو بھی نجل ہو کر ہنستے ہوئے واپسی کے لیے مڑیں"

ارے نہیں نہیں پھپھو آپ آئیں (نور اس کے بازوؤں کو ہٹاتی شرم سے جھجک کے مارے انہیں " (روکتے ہوئے بولی

اما آپ چلیں ہم بس ابھی آتے ہیں۔"

ارسم نے انہیں پیچھے سے کہا اور پھپھو دونوں کی باتوں سے پہلے ہی وہاں سے تیزی سے جا چکی تھیں۔

(آپ بھی نا (نور نے آنکھیں دکھائیں"

(کیا میں بھی؟) وہ محظوظ ہوا"

(پھپھو کیا سوچیں گی (نور کو اتنی شرم آرہی تھی"

یہی کہ ان کا اکلوتا بیٹا ان کی بہو پر دل و جان سے فدا ہو چکا ہے۔"

نور اس کی بات پر مسکرا کر نفی میں سر ہلاتی پھپھو سے بات کرنے کو کمرے سے چلی گئی اور پیچھے ارسم قہقہے لگاتا اپنے آفس جانے کی تیاری کرنے لگا۔

.....

(باس ابھی تک سب ہمارے کنٹرول میں ہے (وکی کے خاص آدمی نے اسے مطلع کیا"

بہت خوب بہت خوب"

اب آگے کیا کرنا ہے باس؟"

انتظار"

کیسا انتظار؟"

دشمن کو اسی کے گھر میں گھس کر تباہ کرنے کا (وکی نے جوش کے عالم میں ہاتھ کی مٹھی دوسرے " (ہاتھ کی ہتھیلی پر مار کر سخت لہجے میں کہا

اور اگر وہ ہماری تاک میں بیٹھا ہوا تب؟"

نہیں! اس بار اس کا دھیان بھٹک چکا ہے بابا بابا اب آئے گا اصل مزہ (بے ہنگم قہقہے کمرے کی " (خاموش فضا میں گونجنے لگے

\*\*\*\*\*

ان کے فائنل ایگزامز تھے اور نور پیپر کی تیاری کے لیے آج گھر آئی ہوئی تھی۔ فاریہ پڑھنے سے زیادہ اس پر فوکس کیے ہوئے تھی۔

ہی ہی ہی ہی ہی

فاریہ نور کو دیکھ کر دبی دبی ہنسی ہنستے ہوئے اسے چھیڑ رہی تھی اور نور کی گھوریاں بھی اسے ایسے کرنے سے باز نہیں رکھ پارہی تھیں۔ ارسن بڑوں کے ساتھ لان میں بیٹھا گپ شپ کر رہا تھا۔ نور اس وقت فاریہ کے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اور اب وہ زچ ہو رہی تھی اس کی ذو معنی گفتگو سے، ہنسی سے اور شوخ جملوں پر۔

(نور؟) فاریہ نے اسے بستر سے اٹھتا دیکھ کر جلدی سے اسے پکارا

(جی؟) (نور پلٹی)

تو آجا میں تیرے سنگ چلوں

ست رنگی کے لے کے رنگ چلوں

دیکھ تیرا کیا رنگ کر دیا ہے

خوشبو کا جھونکا تیرے سنگ کر دیا ہے

فاریہ نے ادھر ادھر دیکھ کر گنگناتے ہوئے اسے مزید چھیڑا

(دفع ہو جاؤ ڈیش کہیں کی (نور پیر پٹختی باہر کو تیزی سے نکلی اور تبھی اندر آتے ارسم سے ٹکرا گئی)

ارے رے رے رے رے بنو؛ دھیرج رکھو کیا بولائی بولائی

(حرکتیں کیے جا رہی ہو (فاریہ نے اسے کہا جس پر نور نے مڑ کے اسے تیور دکھائے

(اسلام و علیکم السلام و علیکم (فاریہ نے یاد آنے پر جھٹ بستر سے اتر کر اسے فرشی سلام جھاڑا)

خیر ہے ویسے، زوجہ ٹکریں مار رہی ہیں اور تم دوسری بار سلام کر رہی ہو وہ بھی ڈبل (ارسم وہیں

(دروازے سے پشت ٹکا کر ان دونوں کو باری باری دیکھتے ہوئے ہنس کے بولا

وہ بات یہ ہے نا بہنوئی صاحب کہ ہمارے ہاں داماد کے ساتھ بڑے ادب و احترام سے پیش آتے

ہیں اور پھر ہماری بلا کو جس نے اپنے سر لے لیا ہو اس پر جتنی سلامتی بھیجی جائے وہ کم ہے۔۔۔۔۔

آخری بات اس نے کنفرم نور کو چھیڑنے کی خاطر کہی جس پر صرف فاریہ ہی نہیں ارسم بھی ہنس

پڑا۔ نور کمر پر ہاتھ رکھ کر اس کی طرف بڑھی۔

(اوئے خبردار میرا کزن پولیس آفیسر ہے دھیان سے (فاریہ نے اسے خبردار کیا)

(وہ پولیس آفیسر میرے لائف پارٹنر ہیں، اس لیے باز آجائو ورنہ اچھا نہیں ہوگا (نور نے دھمکایا)

چھچھچھ کیا یار، کیا اسی لیے میں نے اپنی جگہ تمہاری شادی کروائی تھی اس سے، حد ہے۔ (فاریہ نے

(جھوٹ موٹ کے آنسو بہاتے ہوئے افسوس کا اظہار کیا

ارے نہیں نہیں میں اب بھی تمہارا کرائم پارٹنر بننے کو تیار ہوں ڈونٹ وری (ارسم نے ہائی فائیو کیا

(اور فاریہ نے جواباً ہائی فائیو کیا

فاریہ کی شادی والی بات نور کو بری لگی جس پر وہ خاموش ہو گئی۔

ارسم حد ہوتی ہے، اللہ اللہ کر کے میری جان چھٹی اس بلا سے اور تم اسے یہاں چھوڑنے چلے آئے

(اونہہ (فاریہ نے ملاستی انداز میں اسے کہا

اوہ آئم سوری، بٹ کیا کر سکتا ہوں ذوجہ نے خود ہی یہاں رہنے کی اجازت طلب کی اور انکار نہیں

کر سکا تمہارا کزن۔

اچھا وہ شادی کی خوشی میں ٹریٹ نہیں دی مجھے تم دونوں نے تو کب کا ارادہ ہے؟

جب تم فری ہو میں حاضر ہوں (ان دونوں کی باتوں سے وہ اکتا گئی لیکن خود پہ جبر کیے وہاں کھڑی " (رہی۔ اچانک ہی اس کا موڈ آف ہو گیا

یہ ہوئی نا بات تو ڈن کرتے ہیں لاسٹ پیپر کے بعد یونیورسٹی سے تم ہمیں پک کر لینا، پھر گھومیں گے " پھریں گے اور ڈنر بھی باہر اینڈ مجھے شاپنگ کروائو گے تم دونوں پر امس؟

(وائے ناٹ، پر امس (دونوں نے باقاعدہ ہاتھ ملا کر وعدہ کر لیا)

تم کہاں جا رہی ہو مجھے بات کرنی ہے تم سے (ارسم نے اسے روکا جو اب بالآخر وہاں سے جانے لگی " (تھی

ارسم نے فاریہ کو پلٹ کر دیکھا اور اشارتاً اسے باہر جانے کو کہا جس پر وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں دونوں کو چھیڑتی بلاوجہ گلہ کھنکارتی وہاں سے باہر کو چل پڑی۔

نور میں نے وہ کہنا تھا کہ (ارسم فاریہ کے جانے کے بعد اس کے قریب ہوا اور آہستہ سے بولنا " (شروع کیا ہی تھا کہ فاریہ واپس پلٹ آئی

آہم آہم آہم (وہ کھانستے ہوئے اندر آئی) وہ میرا موبائل رہ گیا سوری۔"

ان دونوں نے اس کے جانے کا انتظار کیا۔ فاریہ کمرے سے چلی گئی تو دوبارہ سے رسم نے کہا۔

نور میں کہہ رہا تھا کہ "

آہم آہم آہم (فارسیہ دوبارہ نمودار ہوئی) میرا سوپر رہ گیا تھا۔ دراصل ٹھنڈ ہے نا باہر تو۔ یو گائز " کیری آن۔

نور کیا ایسے نہیں (ارسم کہتے کہتے رک گیا کیونکہ فارسیہ گلا کھنکارتی پھر سے بوتل کی جن کی طرح " نمودار ہوئی۔

(ان دونوں نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا

میری وہ ٹوپی (بہانہ گھڑا) ہاں ٹوپی رہ گئی میری "

(باہر کونسا برقیلی ہوائیں چل رہی ہیں۔ (نور نے ٹوکا

کبھی بھی کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ (فارسیہ الماری سے اپنی اونٹنی ٹوپی لیے وہاں سے چلی گئی۔ ارسم محفوظ " ہو رہا تھا۔ جانتا تھا وہ ان دونوں کو جان کر ستا رہی ہے جبکہ نور کے دماغ میں فارسیہ کی کہی ہوئی بات (گھوم رہی تھی

(آہم آہم آہم (اس بار فارسیہ آئی اور ارسم نے ہاتھ اٹھا لیے "

تم ایسا کرو یہاں رکھو اپنے کمرے میں، ہم دونوں باہر بات کر لیتے ہیں (ارسم نور کا ہاتھ پکڑتا اسے " (لیے باہر نکلا اور دروازے کو بند کر دیا اور فاریہ نانا کرتی رہ گئی

یہ کیا مطلب اس لیے شادی کروائی تھی تم دونوں کی کہ یہ سلوک کرو میرے ساتھ (فاریہ کی زبان " (پھسلی اور نور اس بار تپ گئی

جس کے نصیب میں جو ہو اسے وہی ملتا ہے۔ یہ کیا میں نے شادی کروائی کی رٹ لگائی ہوئی ہے تم " (نور کا کھردرا اور سخت لہجہ ان دونوں کو چونکا گیا۔ ان دونوں نے اسے ٹھٹک کے دیکھا۔ نور کو (نوراً سے ہی اپنے لہجے کی سنگینی کا احساس ہوا مگر اس کے کچھ اور کہنے سے پہلے ارسم بول اٹھا (ریلیکس یار شی از جسٹ جوکنگ (ارسم نے بشاشت سے کہا"

اچھا تم دونوں بات کرو میں اب ڈسٹرب نہیں کروں گی پکا۔"

فاریہ نے مسکرا کر اسے کہا۔ اس کا وہاں مزید رکنا نامناسب تھا۔ فاریہ کے وہاں سے چلے جانے پر نور کو اپنا ری ایکشن بلا وجہ اور بے وقوفانہ لگا۔ آخر وہ تینوں بچپن سے ساتھ ساتھ ہیں۔ تینوں کی بے تکلفی بھی اسی وجہ سے ہے۔ فاریہ بھی اسے ستارہ ہی تھی۔ اس کی دل آزاری کرنا ہرگز اس کا مقصد نہیں تھا۔

(آپ کو کچھ کہنا تھا (وہ منمنائی"

ارسم نے اسے دیکھا جو نادام سی سر جھکائے کھڑی اس سے نظریں چرا رہی تھی۔

پتا نہیں اب یاد نہیں کیا کہنا تھا، اچھا اب میں چلتا ہوں۔ تم اپنا بہت خیال رکھنا گڈ بائے۔ (ارسم " (اسے مسکراتے ہوئے کہہ کر پلٹ کر چل پڑا کے کانوں میں نور کی آواز سنائی دی

(میں نے غلط کیا ہے (نور نے دھیرے سے افسردگی میں ڈوبی آواز میں کہا"

ارسم مڑا، اسے دیکھا جو ہنوز اس کی طرف دیکھنے سے انکاری تھی۔

شک بہت بری شے ہے۔ یہ رشتوں کو دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے۔"

(نہیں رسم ایسی بات نہیں ہے (نور نے بے یقینی سے سر اٹھا کے اس کے چہرے کو دیکھا"

تو پھر؟"

(مجھے اس کی بات بری لگی۔ (اس نے کھلے دل سے تسلیم کیا"

کیوں؟ کیا یہ سچ نہیں کہ اس نے مجھے ہمت دلائی کہ میں سچ کا ساتھ دیتے ہوئے اسے چھوڑ کر دل "

(کی مان کر تمہیں اپنا لوں۔ (ارسم نے لہجے اور آواز دونوں کو نرم اور نارمل رکھا

ہاں مگر یوں بار بار اس بات کی تکرار کرنا (اس نے دلیل دینا چاہی مگر رسم نے ہاتھ اٹھا کے روک "

(دیا)

وہ دوست ہی کیا جس کی رگ رگ سے آپ واقف نا ہوں۔ تمہیں لگتا ہے کہ فاریہ تمہیں تکلیف " دینا چاہے گی کبھی؟ یا وہ تمہارا گھر برباد کرنا چاہے؟

نہیں ارسم ہرگز نہیں توبہ کریں۔ آپ کس قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔ شک، بھروسہ، گھر برباد۔۔۔ "۔۔۔ کیا ہو گیا ہے آپ کو۔ میری غلطی ہے میں تسلیم کرتی ہوں۔ مگر ایسی فضول بے تکی باتیں نا کریں۔ رہی بات فاریہ کی تو وہ میرا اور اس کا معاملہ ہے، میں دیکھ لوں گی اسے۔ کر لوں گی سوری اس سے۔ آپ اب جاسکتے ہیں، اپنا خیال رکھیے گا اور پھپھو کا بھی۔ بائے بائے (نور نے تیزی سے اپنی (بات مکمل کی، چہرہ دھواں دھواں ہوا

ارسم نے مزید کچھ کہنے کا ارادہ ترک کیا۔ ہاں میں سر ہلا کر لائونج سے باہر کی طرف قدم بڑھائے اور نور اسے سی آف کرنے کے لیے ساتھ چل پڑی۔

آپ کو کیا لگتا ہے؟ وہ کیا فیصلہ کرے گی؟ (موسیٰ ماما کے ساتھ انہی کے کمرے میں بیڈ کے سامنے " دھرے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسائے کافی اضطراب (میں مبتلا وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ ماما جو بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھیں، اس کے سوال کرنے پر بولیں

تم ہر طرح سے پرفیکٹ ہو۔ تمہارا ایک اسٹیٹس ہے، تم ایک بزنس ٹائیکون ہو۔ لوگ تمہیں سر " آنکھوں پر بٹھاتے ہیں اور ایسے میں اس کے پاس انکار کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔

والدین کے لیے ان کی اولاد ہمیشہ پرفیکٹ ہی ہوتی ہے ہر لحاظ سے۔ (موسیٰ نے جتاتے لہجے میں " (انہیں کہا

تمہارا ظاہر سب کے سامنے ہے۔ اور اقرا کا ماضی تمہارے سامنے ہے۔ تمہارا پلڑا بھاری ہے۔ انکار کرنا " چاہے بھی تو جس محفوظ اور مضبوط سہارے کی اسے اشد ضرورت ہے اس وقت وہ تمہاری صورت (میں اسے میسر ہو جائے گا ساری زندگی کے لیے۔) (ماما کی یہ بات اس کے دل کو لگی دروازے پر دستک ہوئی اور اجازت ملنے پر کمرے کا دروازے کھول کر اقراء اندر آئی۔ وہ دونوں چونکے۔ اسے رات کے ساڑھے نو بجے وہ یہاں ایکسیکٹ نہیں کر رہے تھے۔

کوئی کام تھا بیٹے؟ (ماما نے اسے دو قدم بھر کر وہیں دروازے کے قریب کھڑے ہو جانے پر اس سے " (استفسار کیا

(مجھے آپ دونوں سے کچھ کہنا ہے) (اقرا نے موسیٰ کی بجائے ماما کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا " کہو کیا بات ہے؟"

ماما نے اسے ہمت دلائی اور سامنے موجود بیٹے کو اک نظر دیکھا جو اقرا کو ہی دیکھ رہا تھا۔ موسیٰ کی نظروں میں وہ ہی وہ تھی۔ دل کی بستی میں خاموشی در آئی۔ جانے وہ کیا کہنے والی تھی۔ کہیں وہ انکار نہ کر دے۔ اگر وہ ایسا کر دے تو موسیٰ کیا کرے گا۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ حلق خشک ہوا۔ اس نے کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھا۔ وقت کی رفتار مدھم لگی۔ اس نے دوبارہ اقرا کو دیکھا۔

میں موسیٰ سے شادی نہیں کر سکتی۔ آئم سوری لیکن یہ میرے لیے ممکن نہیں۔"

اقرا کے الفاظ تھے کے تیز دھار چاقو جس کا وار موسیٰ کے دل کو چیر گیا۔ وہ بے یقینی کی سی کیفیت میں سن ہوتے حواس سمیت اسے دیکھتا رہ گیا۔ ماما کو بھی اس سے اس جواب کی توقع ہرگز نہیں تھی۔ انہیں سو فیصد یقین تھا کہ وہ موسیٰ کا پُرپوزل قبول کر لے گی، کیونکہ اب دنیا میں وہ بالکل اکیلی ہے اور موسیٰ اس کا شریکِ حیات بن جائے گا، اس کا سہارا ہوگا، اس کا محافظ بنے گا، مگر شاید اب وہ کسی قسم کے رشتے کی زنجیروں میں خود کو جکڑنا نہیں چاہتی تھی۔

موسیٰ کی حالت تو یوں تھی کہ سانسیں رواں تھیں مگر اس کے باوجود وہ بے جان سا ہوا بیٹھا تھا۔۔۔۔۔  
۔۔۔۔۔  
اقرا نے اس کی محبت کی آتش پر انکار کا پانی ڈال کر اس کی دلی خواہش کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا تھا۔۔۔۔۔

بیٹا اگر کوئی خدشہ ہے یا ڈر تو میں تمہیں یقین دلاتی ہوں میں یا میرے بیٹا کبھی تمہارے غم کی وجہ " نہیں بنیں گے۔

ماما نے اپنے بیٹے کی صورت دیکھی اور اقرا کو دیکھا۔ بیٹے کی آنکھوں میں چھپے درد سے وہ اچھے سے واقف تھیں۔ اپنی اکلوتی اولاد کی خوشی کی خاطر وہ آخری حد تک جاسکتی تھیں۔ اسی لیے اقرا کو سمجھانا چاہا، منانا چاہا لیکن بے سود۔

آنٹی آپ دونوں میرے لیے قابلِ احترام ہیں۔ آپ نے اس وقت مجھے سہارا دیا جب میں اکیلی " ہو گئی۔ میرے ننگے سر پر آپ نے عزت کی چادر اوڑھائی۔ میرے خالی دامن خالی ہاتھوں کو آپ نے ممتا کی شفقت سے بھر دیا۔ میں زندگی بھر آپ کی مقروض رہوں گی۔ مگر اس قرض کی قیمت یوں چکانا کہ میں اس گھر کی بہو (وہ پل بھر کو رکی) معذرت آنٹی یہ میرے لیے ناممکن ہے۔ میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتی۔

اقرا کی گلوگیر مگر مضبوط لہجے میں کہی گئی تمام باتیں بجا تھیں۔ لیکن موسیٰ کے دل پہ جس محبت نے دستک دی وہ یوں اپنا ہاتھ چھڑا کر اسے چھوڑ دے یہ اسے گوارا نہیں تھا۔

میرے لیے آپ جیسی بھی ہیں، جو بھی ہیں قابلِ احترام اور قابلِ قبول ہیں۔ آپ کا ماضی آپ کا " اسٹیٹس مجھے کسی سے کوئی لینا دینا نہیں۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ مجھے آپ کے ساتھ سے بڑھ کر کچھ عزیز نہیں۔

موسیٰ اٹھا اور یوں بولا کہ اقرا مڑ کے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھے گئی۔ ماما بھی حیران تھیں اس کی اس جرات پہ۔

میں انکار کر چکی ہوں اور یہ امید کرتی ہوں کہ آپ میرے فیصلے کو تسلیم کریں گے۔" اقرا کو سنبھلنے میں زیادہ وقت نہیں لگا۔۔۔ موسیٰ کی نظروں میں دیکھتے ہوئے شرمندہ معذرت خواہ لہجے میں کہا۔

آئی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ان دونوں کی یہ بحث جانے کس نہج پر لے جائے انہیں۔ (آپ غلط کر رہی ہیں۔) موسیٰ نے پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے کھڑا اسے اپنا فیصلہ بدلنے کو کہا "میں اپنا فیصلہ آپ کو سنا چکی ہوں۔ جہاں آپ نے میرا اتنا ساتھ دیا وہاں یہ آخری احسان کر دیں۔" مجھے لاہور بھجوا دیں۔ میں خالی دامن ہوں، مجھ سے ایسا کچھ مت مانگیں جو میں دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ مجھے شرمندہ مت کریں۔

اقرانے سر جھکا کر اپنے ہاتھ اس کے آگے باندھ دیے۔۔۔ آنکھوں میں پانی تیرنے لگا۔۔۔۔۔  
موسیٰ کی محبت نے آنکھیں میچ لیں۔

موسیٰ نے اسے سر تا پیر دیکھا اور یوں محبت کو اپنے سامنے سر جھکائے ہاتھ جوڑے دیکھنا اسے اپنے جذبات کی توہین لگا۔ وہ ہاتھوں کی مٹھیاں بھیج کر لبوں کو سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کرتا چند ثانیے اسے دیکھنے کے بعد لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کے قریب سے گزر کر باہر نکل گیا۔ دل میں شدت سے کچھ ٹوٹا تھا۔

نا صرف موسیٰ کے دل میں درد سا اٹھا بلکہ اقرانے کے دل کی حالت بھی موسیٰ کے دل سی تھی۔ اقرانے کے اس فیصلے پر دل نے اسے افسوس سے دیکھا۔ دل کی ترجمانی اس نے انکار کی صورت میں کر کے دماغ کی سنی اور دل کی سچائی کو جھٹلادیا۔

اقرانے پلٹ کر مسسز وجاہت کو دیکھا جو خاموش کھڑی ہوئی تھیں، مگر ان کی نظروں میں بے شمار سوالات تھے۔ ایسے سوالات جن کے جوابات دینے کی وہ متحمل نہیں تھی۔ اقرانے کو موسیٰ پر رشک آیا۔ وہ خوش قسمت ہے جو اس کے پاس کوئی اپنا ہے، اس کی ماں۔

اقرانے کو اپنا آپ برا محسوس ہوا۔ مسسز وجاہت صدمے میں گھری تھیں۔ کچھ کہنے سننے کو اب باقی نہیں رہا تھا۔ اقرانے کے انکار نے سب ختم کر دیا تھا۔ اقرانے کو اپنا آپ ان کے سامنے مجرم لگا۔ اس کے ہاتھ

پہلو میں گر گئے۔ پانی آنکھوں سے ابل کر گالوں پر بہہ گیا۔ وہ چاہ کر بھی خود کو اس رشتے کے لیے تیار نہیں کر پائی۔ وہ مجبور تھی مگر خودداری بھی اس میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ چاہے موسیٰ کو اس سے جتنی شدت سے محبت ہو لیکن پھر بھی وہ اس جیسی لڑکی ڈیزرو نہیں کرتا تھا۔

موسیٰ جیسا ویل آف شخص

اور

اقرا جیسی معمولی سی لڑکی۔

نہیں یہ ناممکن تھا۔

اقرا کے لیے وہاں کھڑے رہنا مشکل ہوا۔ وہ شرمندہ ہوتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ ماما واپس بیڈ پر بیٹھ گئیں۔

یہ جو ہوا وہ نہیں ہونا تھا۔

جانے اب موسیٰ کیسے یہ برداشت کرے گا۔ وہ کیسے اپنی محبت سے دستبردار ہو گا۔

.....

یہ تو سہیل سا کوئی سچن ہے ادھر دکھائو مجھے (فارہ نے کتاب نور کے ہاتھ سے لے کر صفحے الٹے " (ملٹے

فارہ اپنے دھیان میں پچھلے سال کے پیپر میں پوچھے گئے سوال کا جواب تلاش کر رہی تھی اور نور آلتی پالتی مارے اسی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ ہاتھوں میں نوٹس والا رجسٹر پکڑے وہ اندر ہی اندر جیسے کچھ سوچ رہی تھی۔

یہ دیکھو مل گیا جواب (فارہ نے کتاب اس کی طرف کرتے ہوئے مخصوص پیرا گراف پر انگلی رکھ " (کر اسے دکھایا

(ہاں شکریہ (نور نے مسکرا کر کتاب اس کے ہاتھوں سے لے لی

فارہ اپنے نوٹس کی ورق گردانی کرنے لگی۔ نور نے اسے دیکھا جو مکمل طور پر پڑھائی میں گم تھی۔ اپنے رویے پر اسے خود کو برا لگا تھا۔

! فارہ

ہممم

آئم سوری یار

فاریہ نے نوٹس کی جگہ اسے دیکھا۔ پھر چند ثانیے نور کو دیکھنے کے بعد نوٹس کو دیکھا اور نرمی سے کہا۔

اُس او کے "

یار میں نہیں جانتی ایسے اچانک ہی بس وہ دماغ گھوم گیا تو کچھ سمجھ نہیں لگی۔ (نور نے کتاب کے پیچ " (انگلی رکھ کر، کتاب بند کر کے اسے کہا

کوئی بات نہیں۔ آئی نو، تمہیں برا لگا اور ویسے بھی میں زیادہ ہی ادور ہو رہی تھی۔ (فاریہ نے اس " (کے گھٹنے پر تھپکی دے کر جواب دیا

تھینکس "

(بس کرو اب تم زیادہ ہی فارمل ہو رہی ہو۔ (فاریہ نے برا سا منہ بنایا "

کیا کروں سپر کی تیاری نہیں تو دماغ کی تاریں شارٹ سرکٹ کی وجہ سے خراب ہو گئی ہیں۔ (نور نے " (توجیہ پیش کی

او و آئی سی۔ ویسے تمہارے پاس دماغ تو ہے نہیں پھر دماغ کی تاریں! (فاریہ نے اسے آنکھیں چھوٹی " (کر کے دیکھتے ہوئے کہا اور نور پاس رکھا تکیہ اٹھا کر اس پر چڑھ دوڑی

.....

آج وہ لاہور جا رہی تھی۔ سامان کے نام پر اقرا کا سوٹ کیس جو میڈ نے تیار کیا وہ سارا سامان موسیٰ ہی کے توسط سے ملا تھا۔ کپڑے، جوتوں سے لے کر باقی ضرورت کی تمام چیزوں سے اس کا سوٹ کیس بھر کے بند کرتے ہوئے میڈ نے کھڑکی کے پاس کھڑی اس اداس لڑکی کی پشت کو دیکھتے افسوس سے کہا۔

آپ غلط کر رہی ہیں۔"

اقرا کچھ نا بولی۔ بولنے کے لیے کچھ تھا ہی نہیں۔ وہ خاموشی کی چادر اوڑھے وہیں کھڑی رہی۔ میڈ نے سوٹ کیس سے فارغ ہو کر اسے بیڈ کے قریب ایک سائیڈ پر دھرا اور اقرا کے نزدیک آگئی۔ آپ نے سر کی آفر ٹھکرا کر (وہ مزید کچھ کہتی کے اقرا نے رخ پھیر کر جن شعلہ بار نگاہوں سے " (اسے دیکھا اس کے الفاظ منہ میں ہی دب گئے

اقرا نے رخ پھیر لیا۔ میڈ نے اسے دیکھا۔ جب کچھ دیر وہ یونہی اس سے انجان بنی چپ چاپ کھڑی رہی تو میڈ نے وہاں سے چلے جانے میں ہی عافیت جانی۔ لیکن جاتے وقت اقرا کی پشت کو نخوت سے دیکھ کر اونہہ کرتی ایک سرد آہ بھرنا نا بھولی۔

اقرانے جو کیا وہ اس پر دل سے مطمئن تھی۔ وہ بس یہاں سے جانا چاہتی تھی۔ وہ اس گھر، اس گھر کے مکینوں سے دور جانا چاہتی تھی۔ اسے جیسے تیسے یہاں سے جانا تھا۔

باہر ہر طرف سورج کی روشنی جلوہ گر ہوتے ہوئے جیسے فضا میں سوگواریت سی چھائی ہوئی تھی۔ جیسے اس گھر کے افراد ہی نہیں، اس گھر کے در و دیوار بھی اس سے مانوس ہو چکے تھے۔

وہ سینے پر بازو فولڈ کیے کتنی ہی دیر وہاں کھڑی رہی اور پھر میڈ نے ہی اسے چلنے کو ہونے کو کہا اور رخصت کی گھڑی آگئی۔

اس نے پلٹ کر ایک بھرپور نظر اپنی کچھ عرصے کی ملی رہائش پر ڈالی۔ ہر چیز میں وہ اپنا آپ چھوڑے جا رہی تھی۔ اس نے یاسیت سے اور کسی قدر دل گرفتگی سے اس کمرے کو، اس چار دیواری کو الوداع کیا۔ بیڈ سے اپنی شال اٹھائی اور لمبائی میں برابر دو بار فولڈ کی ہوئی شال کو پیچھے سے کندھے پر پھیلا کر دونوں طرف سے آگے کو کر لی۔

دوپٹہ جو سر سے سرک کر نیچے گرا، اسے سیٹ کیا۔ چاکلیٹ کلر شلوار سوٹ پہنے، ساتھ کریم کلر کی شال اور ہم رنگ ڈوپٹہ لیے وہ اس گھر سے جا رہی تھی۔

.....

یار تو کہے تو میں بات کروں؟"

وہ آفس کی بجائے اپنے اکلوتے دوست کی طرف چلا آیا۔ دل کا بوجھ کسی سے تو بانٹنا تھا اور اس وقت وہ جس مشکل مرحلے سے گزر رہا تھا ایسے میں ایک دوست ہی تھا جس سے وہ اپنا آپ دکھ سنیر کر کے بہتر فیل کرتا۔

مثلاً کیا بات کرو گے تم؟"

بھئی راضی کروں گا انہیں اور کیا۔"

کیسے راضی کرو گے؟"

تمہاری تعریفیں کروں گا، مکھن لگاؤں گا، تھوڑا ایموشنل بلیک میل کروں گا اور اپنی تمام ایکٹنگ "اسکلز کو بروئے کار لاتے ہوئے ان کے قدموں میں گر کے ان سے تیرے لیے ان کا ہاتھ مانگ لائوں گا۔

منصور نے نا صرف اپنے ارادوں سے اسے آگاہ کیا، بلکہ عملاً اس کے قدموں میں گھٹنوں کے بل گر گیا۔ اور موسیٰ ہنس پڑا۔



----- پھر اس کے باوجود وہ تمہارے گھر رہتی آئی ہیں۔ اور اب تمہیں کہہ کر وہ لاہور جا رہی ہیں۔ جہاں تم نے بغیر ایک دوسرے پر کوئی حق رکھے ان کی جاب کا انتظام کر دیا اور ایک ملازمہ کا بھی بندو بست کر دیا۔ اب مجھے سمجھاؤ، یہ آخر چل کیا رہا ہے۔ (منصور نے یوں سارا خاکہ کھینچا کہ وہ اسے دیکھتا رہا پھر جواب میں کندھے اچکائے جیسے محبت میں جو کر دیا سو کر دیا)

تو پاگل ہے، کوئی کیسے اپنی محبت اپنے ہاتھوں سے گنوا سکتا ہے۔ (اپنے دوست کو یوں شکست خوردہ " انداز میں دیکھنا اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا

یار ہو سکتا ہے وہ کچھ ٹائم اکیلے رہ کر خود ہی میری اور آجائے۔ (ایک نئی مثبت سوچ موسیٰ کے " ذہن میں آئی

اور اگر یہ انتظار محض انتظار ہی رہا تو (منصور نے منفی سوچ پیش کی جس پر موسیٰ نے زخمی انداز " میں اسے دیکھا

(سر؟ (پی اے پھر سے مغل ہوا"

(جی؟ (وہ دانت پیس کے بولا"

سر سب ریڈی ہے، آپ آجائیں۔"

یہ میں تیسری بار سن رہا ہوں اور اگر میں نہیں آ رہا تو لازماً ہم کچھ اہم ڈسکس کر رہے ہوں گے۔ کیا " تم اندھے ہو دکھائی نہیں دیتا تمہیں۔

سر وہ ماڈل ویٹ کر رہی ہے۔ کہہ رہی ہے اسے کسی دوسری جگہ بھی جانا ہے۔ (پرسنل اسسٹنٹ کے " (پسینے چھوٹ گئے۔ اپنے باس کو یوں چیختے ہوئے اس نے بہت کم دیکھا تھا

بھاڑ میں گئی ماڈل، ادھر میرے دوست کی لوو اسٹوری کا کچھ نہیں بن پا رہا، ادھر تمہیں ماڈل کی پڑی " ہے۔ میری طرف سے وہ ابھی کے ابھی نکل جائے۔ اور تم بھی دفع ہو جائو۔ (منصور نے کمر پر ہاتھ رکھ کر پی اے کی بلاوجہ کلاس لے ڈالی۔ اور موسیٰ نے اسے روکنا چاہا

ریلیکس منصور "

(ٹو ہیل وڈ ریلیکس منصور (اس کا غصہ جوں کا توں رہا " )

اب تم کیا کھڑے میری شکل دیکھ رہے ہو، گیٹ آؤٹ۔ (پی اے اتنی ذلالت کے بعد جان بچا کر " (بھاگا

موسیٰ نے افسوس سے منصور کو دیکھا، منصور نے اسے شکایتی نظروں سے دیکھا۔

موسیٰ کو اقرا کی جدائی کا غم کھائے جا رہا تھا اور منصور کو دوست کی ادھوری محبت کی ادھوری کہانی پر طیش آرہا تھا۔

.....

ہائو از اٹ پاسیبل۔"

ارسم کا بس نہیں چل رہا تھا سارا آفس تھس نہس کر دے۔ اس کی ٹیم سر جھکائے اپنے سر کی یہ حالت پہلی بار نہیں دیکھ رہی تھی۔ وہ جب جب بلیک گینگ کا کوئی سراغ تلاش کرتا عین موقع پر اسے مات ہو جاتی۔ جانے وہ کیوں اس ایک گینگ کو اپنے شکنجے میں جکڑ نہیں پا رہا تھا۔

بے بسی، شدید غصے میں اس نے اپنے بال نوچے۔ پھر سامنے ٹیبل پر دھری ساری فائلز اس نے ہاتھ مار کر فرش پہ گرا دیں۔

کل ریڈ کے دوران وہ لاہور کے معروف ہوٹل میں اپنی ٹیم سمیت پہنچا، مگر جس شخص کے وہاں موجود ہونے کی اسے خبر ملی وہ وہاں سے چیک آؤٹ کر چکا تھا۔

اور یوں اس کے غصے کی انتہا نہ رہی۔ ابھی وہ آفس آیا سی سی ٹی وی فوٹیج نکلائی گئی ہوٹل کی تو جتنی دیر وہ شخص وہاں رہا کیمرے میں تکنیکی خرابی کی وجہ سے کوئی ویڈیو فوٹیج نہ بن سکی۔

.....

لڑکی نے انکار کر دیا ہے۔ اور ابھی وہ لاہور جا رہی ہے بائے ایئر۔ اکیلی جائے گی۔ ایئرپورٹ تک " صرف ڈرائیور ساتھ ہوگا۔

نسوانی آواز موبائل کے اسپیکر سے ابھری، وکی کی رگیں تن گئیں۔ ماتھے پر شکنیں ابھریں۔ چہرے پر کرختگی کا تاثر نمایاں ہوا۔ سر اٹھا کر اس نے اشارے سے موبائل مانگا۔ اسپیکر آف کر کے موبائل اسے تھمایا گیا۔

اس لڑکی نے بہت بڑی غلطی کر دی۔ اور اسے اس غلطی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ (وکی نے اظہار " (افسوس کیا۔ موبائل پر گرفت میں سختی در آئی

میرے لیے کیا حکم ہے باس؟"

وہی جو پہلے تمہارا کام تھا، ماں بیٹے پر کڑی نظر رکھو۔ (وکی نے حکم صادر کر کے موبائل ملازم کو پکڑا " (دیا)

باس لڑکی کا کیا کرنا ہے؟"

اس سوال پر وکی نے جن نظروں سے سوال کرنے والے کو دیکھا وہ کھسیانہ ہو کر جلدی سے ہاں میں سر ہلاتا باہر کو لپکا۔

اس سر پھرے، ہماری تاک میں بیٹھے پولیس والے کو میری طرف سے خیر سگالی کا پیغام بھیجو (پشت " (پر کھڑے گن مین نے باس کی بات پر عملدرآمد کے لیے جی باس کہہ کر باہر کی جانب قدم بڑھائے

.....

شام کا سورج مغرب کی سمت رواں دواں تھا۔ ہوا میں خنکی بڑھ چکی تھی۔ دن میں سردی نہیں تھی مگر سر شام ہوائیں چلنے سے موسم سرد ہو گیا تھا۔ لیکن اس سرد موسم کے باوجود ارسم نے یونیفارم پر کوئی گرم چیز نہیں پہن رکھی تھی۔ اس کا دل اندر سے جل رہا تھا۔ سردی کا اس پر کوئی اثر نہیں تھا۔ اسے کسی طور اپنی شکست برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ اتنی محنت رائیگاں ہوئی۔ اب تک اسے جو کیس ملے، سب حل کر چکا تھا، بس یہ ایک بلیک گینگ والا کیس اسے الجھائے ہوئے تھا۔

گاڑی سگنل پر رکی اور ارسم سگنل لائٹس پر نظر رکھے اسٹیرنگ وہیل پر ہاتھ کی گرفت ڈھیلی کیے مسلسل بلیک گینگ کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔ کہیں کچھ تو غلط تھا۔ کہیں ایسا جھول تھا جو ہر بار، ہر بار وہ آخر میں خالی ہاتھ رہ جاتا ہے۔

کیا کوئی اندر کا شخص، کوئی ٹیم ممبر یا کوئی اور اس پر نظر رکھے ہوئے ہے۔

اس کی ٹیم خود ہی کی سیلیکٹڈ ہے پھر کیسے وہ ان پر شک کر سکتا ہے۔

لیکن اکثر دھوکہ اپنے انتہائی قابلِ بھروسہ لوگ ہی دیتے ہیں۔

کہیں یہ اندھا اعتبار ہی تو اسے بازی جیتنے کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنا ہوا؟

احمر

عبداللہ

شیر خان

مجاہد

!کون ہو سکتا ہے ان میں سے

ارسم مسلسل سوچ رہا تھا لیکن جواب ندارد۔

نور کالنگ "ارسم نے کال پک کر لی۔"

(اسلام و علیکم کہاں ہیں (فکر مندی سے پوچھا گیا"

راستے میں ہوں، ٹریفک ہے بہت، آرہا ہوں بس (اس نے روکھے لہجے میں کہہ کر ٹھک سے کال " (بند کر دی

فی الحال اسے سوائے اپنے اس کیس سے زیادہ کسی چیز میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

.....

وہ رات گئے گھر لوٹا تو گاڑی سے نکل کر ایک نظر اپنے گھر کو دیکھا، اوپر سے نیچے تک۔ مکمل جائزہ لینے کے بعد اس نے آہستگی سے ٹوٹے لہجے میں یک ٹک سامنے دیکھتے ہوئے شعر کہا۔

بعد تیرے جہاں میں سناٹے چھا گئے

گھر کے در و بام میں سناٹے چھا گئے

(سیدہ صغریٰ غامری)

گھر کی عالیشان عمارت اسے آج اداسی سے تک رہی تھی۔ گھر؛ گھر نہیں مکان سا لگ رہا تھا۔ اینٹوں کا سیمنٹ کا بنا مکان۔ وہ گھر، گھر نہیں تھا اقرا کے بغیر۔

وہ بوجھل دل لیے سست روی سے قدم رکھتا آفس روم کی طرف چل پڑا۔

اس نے ماما کو اقرا کے لاہور پہنچنے پر اس کی خیریت دعا کرنے کی ذمہ داری سونپی تھی۔ وہ خود اب اس سے بات کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ اس کے چلے جانے پر ہی وہ اتنا ٹوٹ گیا تھا۔ اب ٹوٹا ہوا بکھرا شخص کیا کسی کی خیریت دریافت کرے بھلا۔

موسیٰ اپنے آفس روم میں آیا اور لانگ کوٹ اتار کر صوفے پر اچھال دیا۔

خود وہ سنگل سٹر صوفے پر بیٹھ گیا۔ اور صوفے کی پشت سے کمر ٹکا کر سر پیچھے کو گرا کے ہاتھوں کو صوفے کے بازوؤں پر رکھا اور آنکھیں موند لیں۔

آفس روم میں ون سائیڈڈ گلاس لگا تھا۔ باہر کا سب اندر دکھائی دیتا تھا مگر اندر کا باہر دکھائی نہیں دیتا تھا۔

آفس روم میں داخل ہونے پر ایک طرف ٹیبل کے ساتھ ریوالونگ چیئر اور ٹیبل کے پار آمنے سامنے دھرے دو سنگل سٹر صوفے۔

اس کے دوسرے سمت میں تین بڑے صوفہ سیٹ جن کے بیچ ایک ٹیبل رکھی تھی۔ اور اسی طرف ایک کونے میں کمرے سے ملحقہ دروازہ بنا تھا۔

موسیٰ کی آنکھیں ہنوز بند تھیں۔

ذہن کے پردے پر اقرا کا چہرہ جگمگایا۔۔۔۔

ماما کی کسی بات پر ہنستی ہوئی۔

میڈ کو ہدایات دیتی ہوئی۔

اکیلے میں اداسی کی تصویر بنی۔

کبھی یوں کہ بولے تو سحر سا طاری کر دے۔

کبھی یوں کہ اس کی خاموشی کا شور کانوں کے پردے پھاڑ ڈالے۔

کبھی اتنی مہرباں کہ اس کے ساتھ بیٹھ کر، اس سے اپنا درد بانٹ لے۔

تو کبھی اتنی سنگدل کہ اس کے پرپوزل کو پیروں تلے روند کر، اس کی خواہش کا گلا گھونٹ کر چلی جائے۔

.....

چائے! نور نے بھاپ اڑاتا چائے کا کپ اسے پکڑایا جو کب سے اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ "نور جانتی تھی کچھ ناکچھ ہوا ہو گا کسی کیس کو لے کر تبھی زیادہ کریدا نہیں۔"

چائے گرم گرم پینی چاہیے (نور نے اسے کسی گہری سوچ میں ڈوبا دیکھ کر آہستہ سے کہہ کر ہوش " (دلایا

اور اگر چائے ٹھنڈی ہو جائے تو؟"

تب وہ روٹھ جاتی ہے اور اپنا ذائقہ کھو دیتی ہے۔"

(دوبارہ گرم بھی ہو سکتی ہے! (ارسم نے عام سے لہجے میں کہا"

بے شک مگر پہلی بار والی بات نہیں رہتی (نور نے یوں نفی میں سر ہلا کر تجزیہ پیش کیا جیسے چائے " (پر نہیں بلکہ ملکی معیشت کی ترقی میں حائل رکاوٹوں سے متعلق ریسرچ بتا رہی ہو

ہاں بالکل لیکن جنہیں تمہاری طرح چائے سے عشق ہو وہ تو ٹھنڈی بھی ملے تو غٹا غٹ پی جائیں۔"

نو ڈاؤٹ چائے میرا عشق ہے مگر ٹھنڈی چائے نا نہیں بالکل نہیں۔ چائے ہو، گرم ہو اور بہتنتت " ہو۔ (نور نے بہت پر زور دے کے اپنی بات مکمل کی اور ارسم چائے کا گھونٹ بھر کر اسے دیکھ کر (ہنسنے لگا۔ نور کو سمجھ نہیں آئی اس کے ہنسنے کی وجہ

یارر واقعی مطلب، کیا بیگم مل گئیں مجھ غریب کو، پورا دن آفس میں خواری کے بعد گھر آنے پر " بجائے بیگم دو چار پیار بھری میٹھی باتیں کریں ہم سے تاکہ ہمارا موڈ فریش ہو، ہماری تھکن اڑن چھو ہو لیکن نہیں بیگم صاحبہ چائے کی شان میں قصیدے سنارہی ہیں۔ یعنی کیا کہنے اس پر تو کھڑے ہو کر خراج تحسین پیش کرنا بنتا ہے۔۔۔۔

ارسم نے باقاعدہ کھڑے ہو کر اسے حد ادب انداز میں خراج تحسین پیش کیا اور نور ہنس ہنس کے بے حال ہوئی۔ پھر ارسم واپس صوفے پر بیٹھ گیا۔ پھر وہ دوبارہ اسی بلیک گینگ کے بارے میں سوچنے لگا)

(سب صحیح ہو جائے گا ارسم۔ (نور نے سنجیدگی سے کہا"

ارسم کچھ ضروری فائلز کو دیکھ رہا تھا جو اب اس نے سامنے پھیلا رکھی تھیں۔ کافی دیر مغز ماری کے بعد بھی وہ کسی نتیجے پر نہیں پہنچ پا رہا تھا۔

کب صحیح ہوگا سب؟

اپنے وقت پر

میں تنگ آچکا ہوں۔ تھک چکا ہوں۔

محنت کریں اور سب خدا پر چھوڑ کر صبر کریں۔ انشاء اللہ خدا سب بہتر کرے گا۔ (نور نے اسے

خالصتاً ناصحانہ انداز میں کہا

صرف یہ ایک کیس ہے جس نے میرا سکون غارت کر رکھا ہے۔ (ارسم نے چائے کا گھونٹ بھر کر

بیزار لہجے میں کہا

(مجھ سے شئیر کریں، شاید کوئی ہیلپ کر سکوں میں) (نور نے مسکرا کر آفر پیش کی

(اچھا تو میری وائف اب کیس سولوو کریں گی، امیزنگ! (ارسم اس کی بات پر ہنسنے لگا

تو کیا مطلب، میں بے وقوف ہوں یا میرے میں عقل کی کمی ہے؟ (اس نے ماتھے پہ بل ڈال کر

(اسے گھورا

نہیں نہیں میری وائف بہت قابل ہیں لائق فائق، ہاں مگر یہ چور پولیس والی گیم سے دور رہیے

مسسز۔ آپ میرے لیے اتنا کریے کہ آپ میرے قریب رہیں، میری آدھی ٹینشن تو آپ کے پاس

ہونے سے دور بھاگنے لگتی ہے۔ جانتی ہیں کیوں؟ (ارسم نے ایک ہاتھ میں چائے کا کپ پکڑا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ سے نور کا ہاتھ تھام کر محبت کے رنگوں میں رنگیں آنکھوں میں اس کا چہرہ سموئے آنچ دیتے لہجے میں سوال کیا۔ نور نے اس کے یوں اچانک سے مزاج کی تبدیلی پر نا سمجھی سے نفی (میں سر ہلایا

وہ اس لیے مسسز ارسم کے تمہیں دیکھ کر ٹینشن کہتی ہیں چلو بھاگ چلیں یہاں سے، ارے ارسم " کے پاس تو ہم سے بڑی ٹینشن ہے۔

نور کو قطعاً اندازہ نہیں تھا وہ یوں مسکراتے ہوئے کوئی گل افشانی کرے گا۔ پہلے تو وہ چپ رہی پھر دانت پیس کر ارسم کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچ کر چھڑوایا اور کشن اٹھا کر اسے دے مارا جبکہ ارسم کے قہقہے کمرے میں گونجنے لگے۔

پھر نور نے چائے کے خالی کپ اٹھائے اور وہاں سے جانے لگی کہ ارسم کے موبائل پر پرائیویٹ نمبر سے کال آگئی۔

ہیلو کون بات کر رہا ہے؟"

تمہارے دشمن کا دشمن اور اگر تم چاہو تو قریب مستقبل میں تمہارا دوست بھی بن سکتا ہوں (ایک " (بھاری مردانہ آواز موبائل کے اسپیکر سے ابھری جس پر ارسم کے ڈھیلے پڑے اعصاب تن گئے

.....

.....

کے راستے پر تھی۔۔۔۔۔ اقرار چھلی سیٹ پر بیٹھی اپنی خالی ہتھیلیوں میں سوچوں کے گرداب میں الجھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

**Whatsapp : 03335586927**

ان کی نظروں میں دیکھے جب سے محبت کے افسانے  
یارو بھول گئے ہم وقت کی رفتار اور سارے زمانے

اقرا مسلسل موسیٰ کے بارے میں ہی سوچے جا رہی تھی۔ بارہا دل کو ڈپٹا مگر دل کی یہ نافرمانیاں جاری  
رہیں۔ وہ جتنا موسیٰ کو اپنے ذہن سے جھٹکنے پر مصر تھی وہ اتنا ہی اسے یاد آئے جا رہا تھا۔-----  
وہ خلوص بھرا انداز۔--

وہ ہونٹوں پر سبھی دھیمی مسکان۔۔۔۔۔

وہ اعتبار کی چار دیواری۔۔۔۔۔

وہ بے غرض مہرباں ہونا۔۔۔۔۔

وہ ہر دم اس کا خیال کرنا۔۔۔۔۔

اقرا جس حقیقت سے دامن بچا کر اپنی طرف سے وجاہت ولا سے نکل آئی تھی، وہی حقیقت اب اس کے اعصاب پر ہتھوڑے برسا رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ چاہ کر بھی ناچاہنے والا کام کر آئی تھی۔۔۔۔۔

وہ موسیٰ کا ہاتھ جھٹک آئی تھی۔۔۔۔۔

وہ موسیٰ کی محبت کو ٹھکرائے جا رہی تھی۔۔۔۔۔ بے بسی، خفت، پشیمانی، محبت کی ناکامی اور جانے کن کن جذبات اور احساسات سے مغلوب ہو کر وہ چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا کر رو پڑی۔۔۔۔۔

چند لمحے گزرے ڈرائیور نے گاڑی کو بریک لگائی اور ٹائر روڈ پر چرچرائے۔۔۔۔۔ اقرا کو دھکا لگا اور سر سامنے سیٹ کی پشت سے ٹکرایا۔ وہ تو چہرے پر دانوں ہاتھ تھے تو تھوڑی بچت ہو گئی۔ اس نے گھبرا کر تیزی سے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر دکھتے سر پر ایک ہاتھ رکھ کر سامنے دیکھ کر ڈرائیور سے پوچھا۔

کیا ہوا؟

اس وقت اس روڈ پر ٹریفک نا ہونے کے برابر تھی۔ ڈرائیور نے شاعٹ کٹ کہہ کر کسی سنگل روڈ سے جانے کا بتایا جسے اقراء نے سن کر انور کر دیا۔ وہ جہاں واقف تھی کراچی کے راستوں سے سو اس نے ڈرائیور کو کچھ نا کہا۔

گاڑی کے عین سامنے تین نقاب پوش ہاتھوں میں گنز لیے انہی کی گاڑی پر تانے کھڑے تھے۔ اقراء کی سانسیں رکیں۔ وہ یہ کیا کر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ موسیٰ کا گھر چھوڑ کر وہ بہت بڑی غلطی کر بیٹھی تھی۔ یہ ادراک اسے بہت اچھے سے ہوا۔ جو بھی اختلافات یا مسئلے تھے مگر، موسیٰ کے زیر سایہ وہ کم سے کم محفوظ تو تھی۔

اس نے گھبراہٹ کے مارے سر میں اٹھتی ٹیسیں بھلا کر وہاں سے بچ نکلنے کی ترکیب سوچی مگر کوئی ترکیب تب کام آتی جب وہ گن مین اسے کچھ دیر کی مہلت دیتے۔ دو گن مین بھاگ کر آگے آئے اور ایک نے ڈرائیور کے کچھ کرنے سے پہلے اس کے سر پر گن مار کے اسے بے ہوش کر دیا اور دوسرے نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اسے اترنے کا اشارہ کیا۔ اقراء نے دوسری طرف سے نکل کر بھاگنے کی کوشش کی مگر انہوں نے اسے دبوچنے میں زیادہ وقت نہیں لگایا۔

اقرا کے اوسان خطا ہوئے۔۔۔ اس پر لرزہ طاری ہوا۔۔۔ وہ ڈوبتی سانسوں کے بیچ کانپتے ہاتھوں سے بے آواز الفاظ میں خود پر رحم کی اپیل کرنے لگی۔۔۔ گن مین نے اپنی ٹراؤزر کی جیب سے رومال نکال کر اس کے لاکھ تڑپنے اور اپنی جان چھڑوانے کی کوششوں پر انکار کی مہر ثبت کرتے ہوئے وہ رومال اس کے ناک پر رکھا۔۔۔۔۔ اقرانے بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر لمحوں کی گیم تھی۔۔۔ بے ہوشی کی دوا سونگھنے کے کچھ سیکنڈز میں ہی وہ اس گن مین کے بازوؤں میں جھول گئی۔۔۔ گن مین نے دوسرے کے کہنے پر اسے سنبھال کر اپنی ایک طرف کو کھڑی گاڑی میں لا کر اسے پچھلی سیٹ پر ڈال دیا۔۔۔۔۔ ہوش و حواس سے بیگانہ وہ سیٹ پر گرمی جبکہ ایک بازو خود کے نیچے اور دوسرا سیٹ سے نیچے گر گیا۔۔۔۔۔

گن مین کو پیچھے اکیلے کھڑے آدمی نے جلدی سب نمٹانے کو کہا مگر اس دوران ان پر سنائپر سے نشانہ باندھے شکاری نے ایسا وار کیا کہ وہ وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔ باقی دونوں نے ادھر ادھر خوف سے نظریں دوڑائیں مگر ایک اور پھر دوسری، دو گولیاں چلیں اور وہ تینوں جہاں کھڑے تھے وہیں گر کر موت کی نیند سو گئے۔۔۔۔۔ کچھ دیر وہاں مکمل سناٹا چھا گیا۔۔۔۔۔ پھر جھاڑیوں سے نکل کر ایک اور اونچا لمبا حبشیوں کے ڈیل ڈول والا نقاب پوش برآمد ہوا اور پیچھے اکیلے مرے پڑے نقاب پوش کے پاس آیا اور گھٹنے کے بل بیٹھ اس کے موبائل کو اٹھایا اور اس پر آخری ڈائلڈ نمبر پر کال کی جو بڑی جلدی ایکسیپٹ کر لی گئی۔

آئندہ شیخ کی مرضی کے بغیر کوئی قدم اٹھانے سے پہلے اپنے کفن دفن کا بندوبست کر لینا۔"

موبائل کی دوسری طرف وکی کی اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی۔

.....

اسے ہوش آیا تو اس نے خود کو اسی گھر کے اسی کمرے کے اسی بیڈ پر چت لیٹے پایا جو وہ کچھ دیر پہلے چھوڑ کر جا چکی تھی۔

\*\*\*\*\*

وہ لیٹے سے اٹھ بیٹھی۔۔۔ کمرے میں نائٹ بلب کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ کھڑکیوں پر پردے گرے ہوئے تھے۔ اس نے بے ساختہ اپنے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھاما۔ ذہن پر زور ڈالا تو یاد آیا وہ لاہور جارہی تھی کہ راستے میں اچانک سے وہ تین نقاب پوش گن مین آگئے تھے۔ ڈرائیور کو بے ہوش کرنے کے بعد انہوں نے اسے دبوچا اور اسے بے ہوش کیا گیا، لیکن وہ یہاں کیسے آپہنچی؟

آپ ٹھیک ہیں؟ (موسیٰ جو اسے ایک نظر دیکھنے کو آیا تھا اسے جاگتا دیکھ کر بے تاب سے اس کی " (طرف بڑھا۔ مگر کچھ تھا اقرار کی آنکھوں میں جس نے اس کے بڑھتے قدموں کو لگام ڈالی

اقرار نے سر سے ہاتھ ہٹائے۔۔۔۔ کمرے میں داخل ہوئے اس اونچی قد و قامت کے توانا مرد کو دیکھا جو پیاسی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ رخ پھیر کر تکیہ کے پاس دھرا ڈوپٹہ پکڑ کے

اڑھا۔۔۔۔۔ موسیٰ نامحسوس انداز میں آگے بڑھ کر اس کے قریب ہوا۔ اقرا اسے دیکھ ضرور رہی تھی مگر وہ الجھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی اقرا کی تمام حسات چوکنا ہو گئیں۔۔۔۔۔ اس نے موسیٰ کو دیکھا اور دیکھتی چلی گئی۔۔۔۔۔ اس کے چند ثانیے یونہی خود کو دیکھتے رہنے پر موسیٰ کو بولنا پڑا۔

(اقرا؟ آر یو آل رائٹ؟) (موسیٰ نے پہلے سوال میں ردوبدل کر کے دوبارہ سے پوچھا)

اقرا کی نگاہیں اسے اپنے وجود کے آر پار ہوتی محسوس ہوئیں۔۔۔۔۔ وہ اس پر نظریں گاڑے چہرے پر سرد مہری کا تاثر لیے دھیرے سے بیڈ سے اٹھی۔۔۔۔۔ پیروں میں سلیپر نہیں پہنے۔۔۔۔۔ ایک جگہ جم کر کھڑی رہی۔۔۔۔۔ موسیٰ اس کی ایک ایک حرکت کو بہت اچھے سے نوٹ کر رہا تھا۔۔۔۔۔ موسیٰ اور اس کے بیچ تین قدموں کا فاصلہ تھا۔۔۔۔۔

کیسی لگ رہی ہوں میں آپ کو؟ (اقرا نے خود کا سر تا پیر جائزہ لے کر چبھتے لہجے میں الٹا اسی سے " (پوچھ لیا)

(اقرا دیکھیں سب بھول جائیں جو ہوا) (موسیٰ نے سنبھالنا چاہا)

(کیا ہوا؟) (عجیب کٹیلا انداز تھا)

(اقرا؟) (موسیٰ کو وہ بدلی بدلی سی لگی)



ان سب باتوں کا میرے پرپوزل سے کیا تعلق؟

تعلق تو آپ کا میرا ہے ہی نہیں پھر بھی میں یہاں موجود ہوں، کیوں؟

آپ میرے گھر گیسٹ ہیں اقراء، آپ کی برے وقت میں مدد کی تھی میں نے اور جب جب آپ پر کوئی مشکل آئے گی، آپ مجھے ہمیشہ اپنا مددگا، اپنا ساتھی پائیں گی (موسیٰ نے بڑے سبھاؤ سے موقع کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اسے تسلی بخشی مگر شومی قسمت یہ دو تسلی بھرے بول اسے کتنے مہنگے پڑنے والے تھے

انفنففففف۔۔۔

کمرے میں اقراء کی چیخ گونجی۔۔۔۔۔ موسیٰ تو مارے حیرت کے کچھ نا کہہ سکا۔۔۔۔۔ پینٹ کی پاکٹس سے ہاتھ نکالے۔۔۔۔۔ اور زرا آگے بڑھ کے اس کے بازو کو پکڑ کے اسے پرسکون کرنا چاہا۔۔۔۔۔ لیکن اب یہ ممکن نہیں تھا۔

خدا کا واسطہ ہے بس کردیں۔ بس کردیں اب یہ ڈرامہ (وہ چلا چلا کر بات کر رہی تھی) آپ کا نائٹ "دی اینڈ ہو گیا۔ ختم کریں اسے۔ چھوڑ دیں میری جان۔ آزاد کردیں مجھے۔ خدا کے لیے میرے ان بندھے ہاتھوں کا واسطہ مجھے رہائی دے دیں (آخر میں انتہائی کوششوں کے باوجود وہ رو پڑی)۔۔۔۔۔

وہ ہاتھ جوڑے چیختی چلاتی یکدم بے دم سی ہو کر گھٹنوں کے بل نیچے گر گئی موسیٰ کے قدموں میں جو اس کی اس اچانک سے کی حرکت پر جھٹ سے پیچھے ہٹا۔ رونے میں شدت در آئی۔ ڈوپٹہ سر سے ڈھلک کر شانوں پر آٹھرا۔

وہ نا سمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا جو سر جھکائے، بلک بلک کر روتی ہوئی ہاتھ جوڑے گھٹنوں کے بل اس کے قدموں میں گری ہوئی اس سے رحم کی بھیک مانگ رہی تھی۔ جبکہ موسیٰ نے تو خندہ پیشانی سے اس کے انکار کو ناصرف قبول کیا بلکہ اسے لاہور بھی بھیجا۔ اب راستے میں جو کچھ ہوا اس میں موسیٰ شامل نہیں تھا۔

اس نے ذرا سا جھک کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے سنبھالنا چاہا مگر جس بے دردی، حقارت اور سختی سے اقرانے اس کا ہاتھ جھٹکا موسیٰ کو شدید صدمہ پہنچا جسے وہ سہہ گیا۔ چہرے پر ہر دم پھیلی نرم مسکراہٹ سمٹ گئی، تاہم مزاج کی نرمی قائم تھی۔ وہ بھی گھٹنوں کے بل اس کے زلزلوں کی زد میں آئے نازک کانپتے وجود کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اقرار جو روئے چلے جا رہی تھی، پھر سے گویا ہوئی۔

میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ کیوں مجھے قید کر رکھا ہے۔ کیوں؟؟؟ (وہ چیخ چیخ کر اس سے " جواب طلب کر رہی تھی) میرا جرم کیا ہے آخر؟ (وہ آپ جناب کے تکلف سے نکل آئی) موسیٰ نے اس کے بندھے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیے۔ اقرانے اس بار اسے نہیں دھتکارا۔

**Whatsapp : 03335586927**

(کیا مطلب؟) (موسیٰ نے اسے جھٹلایا)

میں تم سے اسی دن سے واقف تھی جب تم مجھے زخمی حالت میں اپنے گودام سے یہاں اپنے گھر " میں لے کر آئے تھے۔ اسی دن تمہارا نقاب زرا سا ڈھلکا اور میں تمہاری شکل پہچان گئی۔ مگر میری

کنڈیشن نے مجھے انتہائی قدم اٹھانے سے روک رکھا۔ (وہ جوں جوں بولتی جا رہی تھی موسیٰ کی روح فنا ہوتی چلی گئی) پھر تمہارا رویہ، تمہارا میرے لیے فکر مند ہونا، مجھ پر احسانات کی بارش۔ میں تمہارے احسانوں کے بوجھ تلے دبتی چلی گئی۔ اور پھر اس پر جانتے ہو مزید کیا ستم ہوا مجھ پر جانتے ہو؟ (وہ تیزی سے اس کے نزدیک چلی آئی اور دانت پیس کر زہر خند لہجے میں سوال کیا۔ موسیٰ نے کوئی جواب نہ دیا)

جس شخص کی قید سے رہائی کی دعائیں مانگتی تھی اسی ظالم صیاد پر اپنا دل ہار دیا۔ (یہ انکشاف اگر " پرپوزل کے وقت کیا ہوتا یا اس سے پہلے تو موسیٰ خوشی سے پھولے نہیں سماتا مگر اب کی صورتحال ایسی تھی کہ وہ اپنی اصلیت کھل جانے پر جی بھر کر محبت کے اس اقرار پر خوش بھی نہیں ہو سکتا تھا)۔ مجھ سا شاید ہی بے عقل ہو اس دنیا میں۔ تم! تم پر دل ہار بیٹھیں میں! (اس نے جھک کر شہادت کی انگلی اس کے سینے پر مارتے ہوئے افسوس کیا)

دیکھو اقرار جو تم کہہ رہی ہو (موسیٰ ہمت مجتمع کر کے اٹھا اور اس کے دونوں بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر " اسے کہا)

خبردار! خبردار مجھے جھٹلانے یا بہلانے کی کوشش کی موسیٰ وجاہت۔ نہیں قطعاً نہیں۔ تمہارا راز فاش ہو چکا ہے اب کہنے سننے کو کچھ باقی نہیں رہا۔ (اقرار نے اس کے ہاتھ بازوؤں سے ہٹائے۔ اپنا فرش پر



اقرا کے لہجے میں سختی کی جگہ اب درد پنہاں تھا۔ اک ایسا درد جو روح کو مضطرب کر دے۔ موسیٰ نے سر جھکا لیا۔ آنکھیں بند کر کے کھولیں کہ شاید حقیقت برعکس ہو۔ یہ محض اس کا خواب ہو لیکن ایسا کچھ ناہوا۔ وہ واقعی ایک شکنجے میں پھنس چکا تھا جس میں سے فی الحال اس کا بچ نکلنا مشکل دکھائی دے رہا تھا)

.....

وکی کی سمجھ سے بالاتر تھا یہ شیخ۔ شیخ نے خود ہی اسے اپنا نائب منتخب کیا اور اب اسی کی راہ کا کاٹنا بن رہا تھا۔ اندر سے وہ خاصا ڈر گیا تھا، کہیں شیخ اسے ہی راستے سے ناہٹا دے۔ اس اقدام سے ایک بات تو واضح ہوئی، شیخ کا جھکاؤ کسی ایک طرف نہیں بلکہ وہ وکی اور وہاج دونوں کو ایک ہی پلڑے پر تولتا ہے۔ اس کے لیے اس کے کالے دھندوں میں ملوث ہر شخص کی اہمیت ہے۔

مگر یہاں اقرا والے معاملے میں اس کا ٹانگ اڑانا جبکہ اقرا ہی کو وہ شیخ کے حوالے کرنے والا تھا مگر عین موقع پر وہاج نے اسے اس سے چھین لیا۔ شیخ کو اس بات سے کیا فرق کہ وہاج کو اس کی محبوبہ ملے یا نا ملے۔

ایک یہی بات اسے کھائے جا رہی تھی۔

سر شکر ہے جان بچ گئی، آپ چھوڑیں نا اس لڑکی کو۔ لعنت بھیجیں۔ آپ تو ویسے بھی نائب ہیں۔"  
عیش کریں۔ کیوں کمبخت اس لڑکی کے پیچھے اپنی جان دانو پر لگاتے ہیں۔

ایک بات تو بتا چوہدری (اس نے شراب سے بھرے گلاس کے کنارے پر انگلی پھیرتے ہوئے "  
(آہستہ سے کہا

پوچھیں سرکار"

وہ لڑکی آخر وہاج کو واپس دینے میں شیخ کو کیا فائدہ ہونے لگا؟"

سیدھی سی بات ہے سر، گوڈے گوڈے عشق میں مبتلا ہے وہ سالا وہاج۔ اور عشق نری بلا ہے سرکار "  
جسے چمٹ جائے اس کا ککھ نہیں رہتا۔

(او سیدھی طرح بک۔ یہ کیا عشق معشوقی کی فلاسفی جھاڑ رہا ہے۔ (وہ چڑ کر اسے ٹوک گیا"

معزرت سرکار۔ آپ بھی نا بھولے بادشاہ ہیں۔ میرا کہنے کا مطلب ہے کہ وہ لڑکی وہاج کی کمزوری "  
ہے۔ اور شیخ ٹھہرا موقع پرست، مفاد پرست ایک گھاک شکاری۔ وہ وہاج کو زیر کر رہا ہے۔ لڑکی وہاج  
کے پاس ہوگی۔ عشق اور زور پکڑے گا اور جب شیخ کا جی چاہا موقع دیکھتے ہی وہاج کی محبوبہ کو دبوچ  
کر جو چاہے وہاج سے کروالے گا۔ وہ کیا ہوتا ہے۔ طوطے میں جان بند ہونا۔ وہ طوطا وہاج کی جان اقرا  
ہے۔

(او واہ کیا کمال بات کہی تو نے (وکی نے گلاس کو ٹیبل پر رکھ کر تالیاں بجا کر اسے داد دی " )

اویئے تو نے میرے کھولتے خون کو شانت کر دیا۔ واہ بھی کیا کہنے تیرے۔ اب آئی سمجھ۔ اب آئے " گا مزہ۔ جب وہاج کی محبوبہ کو کمزوری بنا کر شیخ اسے تڑپائے گا۔ (آخری بات پر وہ دونوں قہقہے لگانے لگے )

اچھا سن اس پولیس والے کا کیا کیا؟"

سرکار آپ کے کہے کے مطابق بڑے محتاط انداز میں اسے پہلا سراغ دے دیا ہے۔ اب دیکھتے ہیں " جناب کیا کرتے ہیں۔

ہممم اس پولیس والے کو وہاج کے پیچھے لگوا کر وہاج کی تباہی کا باقاعدہ آغاز ہو جائے گا۔ اب بس " انتظار ہے کس دن وہ پولیس والا ہمارے جھانسنے میں آتا ہے۔ دے تالی۔ وکی نے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا جس پر اس نے اپنا ہاتھ دے مارا۔ دونوں بے ہنگم قہقہے لگاتے ہوئے وہاج کی کبھی نا کبھی ہونے والی شکست کا جشن منا رہے تھے۔

.....

وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے اس پرائیوٹ نمبر سے بتائے گئے ایڈریس پر موجود تھا۔ مگر اس پر اسرار شخص کی کوئی خبر نہیں تھی۔ موسم کے تیور بدلے بدلے سے لگ رہے تھے۔ آسمان پر سیاہ بادلوں کا راج تھا۔ آج بارش کے امکانات واضح تھے۔ اس نے دو بار اس پرائیوٹ نمبر پر کال کی مگر پاورڈ آف کا سن کر اب اس کی ہمت جواب دے گئی۔ کچھ ہی دیر میں بارش شروع ہو جاتی اور ایسے میں یہاں ٹھہر کر کسی کا انتظار کرنا اسے بے وقوفی لگا۔ وہ یونہی کسی کی باتوں میں آکر اب شہر سے قدرے فاصلے پر بنے ایک خستہ حال ڈھابے میں بیٹھا ہوا تھا۔ کوئی رابطہ ہی نہیں ہو سکا تھا اب تک اس کا اس شخص سے۔ اگر وہ واقعی اس کی کسی کیس کے سلسلے میں مدد کا خواہاں تھا تو اب تک کدھر تھا۔

اکا دکا لوگ وہاں بیٹھے گپ شپ کر رہے تھے۔ کوئی ٹھنڈے موسم میں چائے اور پکوڑوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا تو کوئی کھانا کھا رہا تھا۔

ارسم اس دوران ایک کپ چائے پی چکا تھا۔ ڈھابے پر کام کرنے والے نوجوان لڑکے نے اس سے کچھ کھانے کو کہا تو اس نے انکار کر دیا۔

سامنے سے ایک ٹرک وہاں ڈھابے کے قریب آکر رکا۔ ارسم کی گاڑی کے ساتھ ہی اس نے ٹرک کو پارک کیا۔ ڈرائیو نے دروازے کھولنے کے ساتھ ہی اس نوجوان کو آوازیں دے کر کھانا لانے کو کہا۔

جس پر نوجوان اسے دیکھ کر فوراً سے اندر کو بھاگا۔ دونوں کی کافی جان پہچان لگ رہی تھی۔

ابھی ارسم وہاں سے اٹھنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ وہ اس ٹرک ڈرائیور کی وہاں بیٹھے دو مردوں کے ساتھ سیاسی جماعتوں کو لے کر بحث ہونے لگی۔

ارسم نے ان کو دیکھ کر اگنور کیا اور اٹھ کر وہاں سے اپنی گاڑی کی طرف چلا۔

ان کی بحث یکدم ہی ہاتھ پائی میں تبدیل ہوئی اور اس بار ارسم نے انہیں مڑ کر تیزی بھاگتے ہوئے آکر چھڑوا دیا۔

اور بھی وہاں بیٹھے مرد حضرات ان تینوں کو لڑائی جھگڑے سے روکنے کے لیے آگے بڑھے۔

پانچ سے سات منٹ میں معاملہ رفع دفع کرنے کے بعد وہ جب گاڑی میں آکر بیٹھنے لگا تو وائپرز کے بیچ ایک خاکی لفافہ پڑا ہوا تھا۔ اس نے جلدی سے لفافہ اٹھایا اور اپنے ارد گرد دیکھا۔ مگر آس پاس کسی کا نام و نشان نہیں تھا۔ اس نے لفافہ اپنے اوپر کوٹ کی اندرونی پاکٹ میں ڈالا اور تیزی سے اندر بیٹھ کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

اس کا ارادہ گھر جانے کا تھا۔

.....

ساری رات جلے پیر کی بلی بنے وہ یہاں سے وہاں چکر کاٹتا رہا۔ اقرا پر حقیقت عیاں ہو چکی تھی۔ اور اب اصل کھیل شروع ہوا تھا۔

وہ جو دشمن کو چٹکیوں میں مسل ڈالے آج وہ ایک لڑکی کے آگے شکست کھا چکا تھا۔

وہ لڑکی اس کی اولین چاہت ہے۔ اور اسی چاہت، محبت ہی نے آج اسے اس نہج پر لا کھڑا کیا کہ وہ سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتوں کو کھو بیٹھا ہے۔

اقرا کو اپنے پاس رکھنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا اور وہ یہاں ایک سیکنڈ رہنے پر آمادہ نہیں تھی۔ گزرے تکلیف دہ اور دلخراش لمحات کی فلم دماغ میں چلنے لگی۔

اقرا کا اسے دھتکارنا، اسے لعنت ملامت کرنا، اور تھک ہار کر اپنی رہائی کی التجائیں کرنا، ہاتھ جوڑے رونا گڑگڑانا، چیخ چیخ کر اس کی منتیں ترلے کرنا۔

موسیٰ کی منتشر سوچوں کا یکجا ہونا ابھی کے لیے ناممکن تھا۔

بستر بے شکن تھا۔ وہ سویا ہی نہیں بلکہ نیند تو جیسے کھو سی گئی تھی۔ جس سیچوئیشن میں وہ پھنسا ہوا تھا ایسے میں نیند آنی بھی کہاں تھی۔ ایک طرف وہ ساری رات جاگتا رہا۔ آنے والے وقت کا سوچتا رہا۔ تو دوسری طرف اقرا رو رو کر ہلکان ہوتی رہی۔

ماما نے اسے کل جب اقرا کے گھر واپس آنے کی اطلاع دی تو وہ خوشی اور حیرت کے ملے جلے جذبات چہرے پر بکھیرے کافی دیر کچھ بول ہی نہیں سکا۔

.....

بکل رات

(آپ جانتی ہیں آپ کیا کہہ رہی ہیں! (وہ بیٹھے سے اٹھ کھڑا ہوا)

(بالکل) (لفظی جواب نے موسیٰ کو تپا دیا)

لیکن یہ کیسے ہوا؟ مطلب میں نے اپنے دل کی پوری رضامندی سے اسے یہاں سے جانے دیا تو پھر " یہ سب کیا ہے ؟

(ہم مالک نہیں ہیں موسیٰ) (ماما نے اسے زور دے کر باور کرایا)

(مگر میرے اور اقرا کے تعلق سے شیخ کو مسئلہ نہیں ہونا چاہیے۔ (موسیٰ بھی انہی کے لہجے میں بولا)

ہماری زندگیوں پر اسے اختیار ہے۔ وہ جب چاہے جیسے چاہے جو چاہے ہمارے ساتھ کر سکتا ہے یا ہم " (سے کروا سکتا ہے۔) (مسسز وجاہت ساڑھی کی سطح پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ٹھوس جتاتے لہجے میں بولیں

موسیٰ کی رگیں تن گئیں، جبرے بھینچ لیے اور ہاتھوں کی مٹھیاں بنا کر ایک کو دوسری پر مار کر اپنے ابلتے خون کو کنٹرول کرنے کی معمولی سی کوشش کی۔

میں نے شیخ کی حکم عدولی نہیں کی، مگر اقرا کو اگر زرا سی بھی خراش پہنچی تو میں سب خاک میں ملا " دوں گا۔ میں اس شیخ کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔

(وہاج ج ج ! مسسز وجاہت کی آواز کمرے کی چار دیواری سے ٹکرا کر پلٹی)

وہ صوفے سے پشت ہٹا کر سیدھا ہوئیں۔ وہ اسے اس کے اصلی نام سے تبھی پکارتیں جب وہ ان کی تکلیف کا باعث بنتا یا آپے سے باہر ہوتا۔ موسیٰ کو اپنے لہجے اور الفاظ کی سنگینی کا احساس ہوا۔ ماما نے انگلی اٹھا کر اسے تنبیہ کی۔

ایک لڑکی کی خاطر تم نمک حرام بننے کی بات کرنے لگے ہو۔ یہ قطعاً قابلِ قبول نہیں۔ اپنے دل و " دماغ کو لگام ڈالو ورنہ کہیں تم میں سے اٹھتی بغاوت کی بو شیخ تک جا پہنچی تو وہ ہمیں کیڑے مکوڑے (کی طرح مسل کر بھوکے کتوں کی خوراک بنا دے گا۔) آخر میں لہجہ مزید سخت ہو گیا

اقرا میری محبت ہے (وہ بھی ہٹ دھرم ہوا۔ ان کے سامنے جرات سے سینہ تانے دبنگ انداز میں " (بولا)

(یہ کمبخت محبت کا ستیاناس ہو۔ جس نے میرے سمجھدار بیٹے کو گدھا بنا دیا۔) انہوں نے اسے لتاڑا

اقرا واپس جائے گی، اینڈ ڈیٹس فائنل۔ (موسیٰ کہہ کر پلٹا مگر مسسز وجاہت کے اطمینان سے کہے "الفاظ نے ایسا دھماکہ کیا موسیٰ کی سماعتوں پر کے وہ ششدر رہ گیا۔

وہ رکاوٹ گھوم کر ماما کو دیکھا جو اسے یوں دیکھ رہی ہوں جیسے کچھ کہا ہی نہیں۔

اقرا سے شادی کی تیاریاں شروع کر دو۔"

(آپ کا دماغ تو ٹھیک ہے۔ وہ انکار کر چکی ہے۔ (وہ جھنجھلاہٹ کا شکار ہوا"

(شیخ کی یہی مرضی ہے۔) (لہجے کا اطمینان برقرار رہا"

شیخ کی تو (خود پر جبر کرتے ہوئے کچھ ایسا ویسا کہنے سے روکا) میں اقرا سے اس کی مرضی کے خلاف "شادی نہیں کروں گا۔

سوچ لو۔ اگر تم نے نہیں کرنی تو شیخ۔۔۔"

(بسسس) (اس نے ہاتھ کھڑے کر دیے، ہتھیار ڈالنے پر صدمے میں گھرا ان کو دیکھتا رہا"

تمہارے پاس کل کے دن کی مہلت ہے۔ پرسوں اگر تم دونوں کی شادی نہیں ہوتی تو اقرا کا ٹھکانہ "کیا ہو گا تم اچھے سے جانتے ہو۔ جائو اور جا کر اسے جیسے تیسے راضی کرو۔ ورنہ کہیں تمہاری محبت داغدار نا ہو جائے۔

موسیٰ حیرتوں میں گھرا یوں کھڑا رہا جیسے قدم زمین نے جکڑ لیے ہوں۔ ہونٹ ادھ کھلے رہ گئے، تمام الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے۔ وہ عجیب مخمضے میں پھنسا ہوا مسسز وجاہت کو متلجی نگاہوں سے دیکھنے لگا جو اٹھ کر اپنی ساڑھی سیٹ کرتیں اسے مکمل طور پر نظر انداز کر کے اس کے پاس سے گزر کر کمرے سے چلی گئیں۔

کمرے کے وسط میں کھڑا موسیٰ گم سم، سلب حواس سمیت اس صورتحال سے نمٹنے کے لیے فی الحال کسی بھی طرح کی تدبیر کرنے سے قاصر تھا۔

.....

وہ وہیں بیڈ کی پائنٹی کے پاس فرش پر بیٹھی آنسو بہاتی اپنے زندہ ہونے پر افسوس کرتی رہی۔۔۔۔۔ وہ اکیلی کس کس چیز کا مقابلہ کرے۔ جسم ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے رہنے سے اکڑ گیا۔ وہ جانتی تھی اب اس کا یہاں سے نکلنا ناممکن ہے۔ وہ کتنی دعائیں نوافل مانگ کر خدا سے اس جہنم سے نکلی تھی مگر یہ حسرت پوری نہیں ہو سکی۔

وہاج آپ کو یہاں سے کبھی نہیں جانے دے گا۔ بہتر یہی ہے میری آفر ایکسپٹ کر لیں۔ آپ باس کا " (کام کر دیں، بدلے میں جو آپ چاہیں۔) (میڈ کا خیال آنے پر وہ بری طرح چونکی

میں یہاں سے بغیر کسی کی مدد کے نکلوں گی دیکھ لینا (اقرا کا نڈر انداز دیکھ کر وہ تمسخرانہ انداز میں " (ہنس پڑی جس پر اقرا تپ گئی

(مجھے میرا خدا نکالے گا اس قید سے (اقرا نے اس بار طیش میں آکر اسے کہا"

خدا ان کی مدد نہیں کرتا جو اپنی مدد آپ ناکریں۔ بغیر کچھ کیے ہاتھوں پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے " سے آزادی تو دور اس بارے میں سوچنا ہی عبث ہے۔ (میڈ نے اسے آئینہ دکھایا مگر وہ اپنی دعاؤں پر کامل یقین رکھتی تھی اسی لیے اسے کمرے سے باہر نکل جانے کو کہا اور وہ نفی میں سر ہلاتی وہاں سے (چلی گئی

یہ ان دونوں کے بیچ ہونے والی تیسری گفتگو تھی۔ میڈ نے اسے عبادات میں مشغول دیکھا، اس کا انداز رہن سہن دیکھا، اور موقع ملتے ہی موسیٰ کی سچائی بتائی مگر اسے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ اقرا تو اس سے پہلے سے واقف ہے۔ اور جب اسے موسیٰ کے خلاف اپنے ساتھ ملانے کی پیشکش کی تو وہ ہتھے سے اکھڑ گئی۔

اور اس کے بعد شادی سے انکار کر کے لاہور جاتے وقت بھی میڈ نے اسے آخری بار اپنے فیصلے پر نظر ثانی کا کہا لیکن وہ اپنے کہے الفاظ سے پیچھے نہیں ہٹی۔

آپ غلط کر رہی ہیں۔"

اقرا کچھ نا بولی۔ بولنے کے لیے کچھ تھا ہی نہیں۔ وہ خاموشی کی چادر اوڑھے وہیں کھڑی رہی۔ میڈ نے سوٹ کیس سے فارغ ہو کر اسے بیڈ کے قریب ایک سائیڈ پر دھرا اور اقرا کے نزدیک آگئی۔

آپ نے باس کی آفر ٹھکرا کر (وہ مزید کچھ کہتی کے اقرا نے رخ پھیر کر جن شعلہ بار نگاہوں سے " (اسے دیکھا اس کے الفاظ منہ میں ہی دب گئے

اقرا نے رخ پھیر لیا۔ میڈ نے اسے دیکھا۔ جب کچھ دیر وہ یونہی اس سے انجان بنی چپ چاپ کھڑی رہی تو میڈ نے وہاں سے چلے جانے میں ہی عافیت جانی۔ لیکن جاتے وقت اقرا کی پشت کو نخوت سے دیکھ کر اونہہ کرتی ایک سرد آہ بھرنا نا بھولی۔

میڈ کا خیال ذہن میں آتے ہی اقرا سیدھی ہوئی۔ سارا جسم شل تھا۔ وہ اپنے ہاتھوں کو آپس میں رگڑتی انہیں گرمائش دینے لگی۔ گرم سوٹ پر سویٹر پہنے وہ ٹھنڈے فرش پر بیٹھی رہی۔۔۔۔۔ ڈوپٹہ ایک طرف کو گرا پڑا تھا۔

وہ اپنی آنکھوں کو رگڑ کر صاف کرتی کھڑی ہوئی۔ ایک دم سے کھڑے ہونے پر بے جان ہوئی ٹانگوں پر بوجھ پڑا تو وہ لڑکھڑا گئی مگر خود کو سنبھال لیا۔ اسے اب خود کو سنبھالنا تھا۔ اسے اس قید سے خود کو آزاد کروانا تھا۔ ان کالے کاموں میں ملوث لوگوں سے چھٹکارا حاصل کرنا تھا پھر اس کے لیے اسے سر دھڑ کی بازی ہی کیوں نا لگانی پڑے۔

وہ اٹھی اور دوپٹہ پکڑ کر کندھے پر ڈالا۔ دروازے کے پاس آئی اور اسے دھڑا دھڑ پیٹ ڈالا ساتھ ہی بیٹھے گلے سے دروازے کھولنے کا کہتی رہی۔

دروازا کھولو۔ میں کہتی ہوں دروازا کھولو۔ مجھے جانا ہے یہاں سے۔ کیوں مجھے اذیت دے رہے ہو۔ کس " جرم کی سزا دے رہے ہو تم سب مل کے مجھے۔ کیا بگاڑا ہے میں نے (کل سے چیخ چیخ کر رو رو کے وہ اب تھک چکی تھی، سوجی ہوئی آنکھیں پھر سے برسنے لگیں۔ اس نے آنسو پونچھنے کی زحمت نہیں کی کھولو و و و۔ خدا کا واسطہ دروازا کھولو۔ مجھے جانے دو۔ بخش دو میری جان۔ "

وہ وہیں دروازے پر کھڑی صدائیں دیتی رہی۔ دہائیاں دیتی رہی مگر بے سود۔

وہ نڈھال ہو کر وہیں دروازے کے پاس دو زانوں ہو کر بیٹھ گئی۔ گاہے بگاہے وہ دروازے پر دستک دیتی رہی۔ مگر اس کی فریاد سننے کو وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔

صبح کا ناشتہ جانے کون وہاں رکھ گیا۔ جسے اس نے دیکھا تک نہیں۔ ایسی حالت میں کھانے پینے کا ہوش ہی کسے رہتا ہے۔ ایسی بے بسی، مشکل گھڑی میں اپنا ہوش تو گنوا دیتا ہے انسان۔

وہ جانے کس مٹی کی بنی تھی۔ اتنے صدموں کے باوجود بھی موت کی نیند سے دور تھی۔ زندگی عجب پہیلی بن کر رہ گئی تھی اس کے لیے۔

.....

اگر اس پولیس والے کے ہاتھ لگا تو تمہیں کیا کرنا ہے تم اچھے سے جانتے ہو۔ (مشینی envelope وہ " بھاری آواز میں اسے حکم دیا گیا اور موسیٰ کے اعصاب تن گئے۔ اس نے مسسز وجاہت کے لاکھ (روکنے کے باوجود شیخ سے کہہ دیا اور اقرا؟ وہ کیوں آپ کے لیے مسئلہ ہے؟")

وہ تمہاری اصلیت جانتی ہے۔ تمہاری محبت ہے۔ چاہو تو دل بہلا کر مار دو یا ساری زندگی کے لیے " زنجیروں میں جکڑ کر لطف اندوز ہوتے رہو۔ ورنہ کل تک اگر ویسا نہیں ہوتا جو میں چاہتا ہوں تو پھر تمہاری محبت میرا کھلونا بن جائے گی۔ جسے میں توڑوں گا مروڑں گا اور (بس میں سمجھ گیا) اس نے شیخ کو ٹوک دیا"

(اپنی آواز اور لہجہ پر توجہ دو۔ غلام ہو، غلام بن کر رہو۔) شیخ نے اسے اس کی اوقات دکھائی " غلام کے لیے اتنی چھوٹ۔ اقرا کو مجھے لوٹایا کیوں؟"

وفادار غلام کافی فائدہ مند ہوتا ہے۔ ہڈی ڈالتے رہو تو دم ہلاتا آگے پیچھے منڈلاتا رہے گا۔ (موسیٰ کا " فشار خون بلند ہوا

جو کہا ہے وہ کرو۔ زیادہ غصہ صحت کے لیے اچھا نہیں۔"

شیخ نے یہ کہہ کر بے ہنگم قہقہے لگاتے ہوئے کال ختم کر دی۔ موسیٰ نے زیر لب اسے بے شمار گالیاں نکالیں۔ پھر اگلا لائحہ عمل تیار کرنے لگا۔

.....

ارے آپ اتنی جلدی آگئے (وہ کسی کام سے کمرے میں آئی تو ارسم کو دیکھ کر خوشگوار حیرت " (ہوئی)

ہممم تم سناؤ تیاری کیسی ہے پیپر کی (وہ صوفے پر بند آنکھیں کیے بازو صوفے کی پشت پر پھیلائے " (آرام دہ حالت میں بیٹھا ہوا تھا مگر ماتھے پر شکنوں کا جال بچھا ہوا تھا

تیاری تو فرسٹ کلاس ہے ابھی فاریہ سے کال پر ٹاپک ڈسکس کرتے ہوئے باہر نکلی تھی۔ آپ سنائیں " (یہ چہرا کیوں اتر ا ہوا ہے۔ (وہ اسی کے پاس آ بیٹھی

(وہی ایک کیس ہے جو میرا درد سر بنا ہوا ہے۔) (اس نے آہستگی سے جواب دیا)

انشاء اللہ خدا سب بہتر کرے گا۔ دیکھنا یہ کیس بہت جلد آپ سلجھالیں گے۔"

نور نے ہمیشہ کی طرح اسے ہمت دلائی اسے مثبت سوچ دی۔

میں کیا ہے؟ (اس نے ادھے کھلے خاکی لفافے کو ابھی اٹھایا ہی تھا کہ ارسم نے envelope یہ "

تیزی سے اس کے ہاتھ سے وہ چھینا اور اس لفافہ میں سے نکل کر ایک تصویر فرش پر گری۔

(یہ تمہارے کام کا نہیں ہے۔) (ارسم نے تیزی سے کہہ کر لفافہ کو مضبوطی سے پکڑ کر سائیڈ پر کیا)

(آرام سے ارسم (نور کو اس کا انداز برا لگا)

آئم سوری۔ تم ایسا کرو چائے لے آؤ ہم دونوں مل کر باہر بیٹھتے ہیں۔ اور وہ کچھ چیزیں بھی لایا ہوں "

میں کچن میں رکھی ہیں۔ ساتھ میں وہ بھی لیتی آؤ۔) (ارسم اٹھ کر الماری کے پاس گیا اور الماری کے

(پٹ واکیے۔ لا کر ان لاک کیا۔ لفافہ اندر رکھا)

نور اٹھی اور نگاہ فرش پر گری تصویر پر پڑی۔ اس نے جھک کر تصور اٹھائی اور دم بخود رہ گئی۔

وہ بلاشبہ اس کی دوست اقرا ہی تھی۔ وہ اسی کی تصویر تھی۔ اقرا تھری پیس گرم شلوار سوٹ میں

ملبوس سبز گھاس پر نظریں جمائے ہوئے سنگی بینچ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ مگر ارسم کے پاس اقرا کی تصویر۔

یہ تو اقرار ہے۔"

ارسم کے حرکت کرتے ہاتھ نور کی حیرت زدہ آواز پر رکے۔ وہ فوراً سے مڑ کر اس کے قریب آیا اور اس کے ہاتھوں سے تصویر اچک لی۔

اوپہ یہ کیسے نکل گئی۔ لائو مجھے دو میں اسے اندر رکھ دوں۔"

اقرار کدھر ہے ارسم؟"

(کیا؟) وہ نا سمجھی سے بولا"

میرا مطلب کیا اس کا کوئی سراغ ملا؟"

ابھی تک تو کچھ پتا نہیں۔ لیکن انشاء اللہ میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا۔"

(انشاء اللہ) نور نے صدق دل سے کہا"

(اچھا اب چائے ملے گی یا آن لائن آرڈر کرنی پڑے گی۔) ارسم نے ہنستے ہوئے اسے یاد دہانی کرائی"

نہیں نہیں میں یوں گئی اور زرا سی دیر میں آئی۔"

وہ چٹکی بجا کر ہنستے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔ ارسم اس کے چلے جانے کا یقین کرنے آگے چل کر آیا اور سامنے نظریں دوڑائیں، وہ جا چکی تھی۔

اس نے تیزی سے اپنے ٹرائزو کی پاکٹس سے موبائل نکالا اور احمر کو کال ملائی۔

ہیلو سر۔ ہائو آر یو؟"

اقرا کے کیس میں ہوئی ابھی تک کی ساری انویسٹیگیشن کی تفصیلات چاہیں مجھے اگلے ایک گھنٹے میں۔"

انڈر اسٹینڈ ؟

یس سر"

کال ختم کر کے وہ موبائل وہیں بیڈ پر اچھال کر کوالٹی ٹائم گزارنے کے لیے باہر لان میں چلا آیا۔  
جہاں ماما بھی چلی آئیں۔ پھر نور چائے اور لوازمات بھی لے آئی۔  
تینوں نے کافی دیر وہاں بیٹھ کر باتیں کیں۔

.....

بیٹا تم بھی ہمارے ساتھ چلتی اب اکیلے گھر رہو گی تو ہمیں تمہاری فکر رہے گی۔ (ماما نے اسے گلے سے لگاتے ہوئے فکر مندی سے کہا)

او ہو ماما کیا ہو گیا ہے۔ آپ لوگوں نے کونسا رات وہاں رکنا ہے۔ تھوڑی ہی دیر کی بات ہے ویسے " بھی میں نور کے بغیر کیسے کسی فنکشن میں جاؤں۔ں ور ہونا ہے میں نے۔ آپ سب بے فکر ہو کر جائیں۔ کچھ نہیں ہوتا مجھے۔

ماما بابا، چاچا اور چاچی کسی فیملی فرینڈ کے بیٹے کی شادی میں شرکت کرنے جارہے تھے۔ اسے بھی ساتھ چلنے کو کہا مگر اس نے صاف منع کر دیا۔ ایک تو پیپر کی تیاری کرنی تھی دوسرا اسے اکیلے نور کے بغیر ایسے مزہ ہی کہاں آنا تھا۔

کیا ہو گیا بھابھی صحیح ہی تو کہہ رہی ہے۔ ہم نے کونسا زیادہ دیر تک رکنا ہے۔ جیسے ہی رخصتی ہوئی ہم " واپسی کے لیے نکل آئیں گے۔

اچھا تم اپنا بہت خیال رکھنا۔ بہتر یہی ہے اپنے کمرے میں رہنا۔ اور اس وقت لان یا چھت پر نہیں " جانا آئی سمجھ۔ ماما نے اسے نصیحتیں کیں جو اس نے ہنستے ہوئے سن کر ان کے گال پر بوسہ دیا اور شرارتا کہا۔

اب تو پکا کمرے میں نہیں ٹکے گی آپ کی بیٹی۔

(فاریہ) ماما نے اسے آنکھیں نکالیں "

اچھا نا بابا مان لی بات اب جائیں بابا اور چاچو انتظار کر رہے ہیں۔ اوکے چاچی اللہ حافظ اور آپ کو " بھی میری جان میرا جگر۔

وہ دونوں اسے مل کر رخصت ہو گئیں۔ وہ انہیں رخصت کر کے کمرے میں آئی تو نور کی کال آرہی تھی جو اس نے جلدی سے پک کر لی۔

ہیلو مسسز ارسم کہیے کیا بکنا ہے۔"

اسلام و علیکم! لڑکی کبھی تو سلام میں پہل کر لیا کرو۔ (نور نے ہر بار کی طرح اس کی اصلاح کی جسے " وہ آج بھی ہنس کر انکور کر گئی

میں چاہتی ہوں یہ ثواب میری دوست کمالے۔ ویسے بھی ایک یہی ثواب تو کماتی ہے میری جان، " ورنہ تم جتنی پچھے کٹن ہونا بخشش کی امید دکھائی نہیں دیتی فاریہ کو۔

کیا کیا کیا۔۔۔ میری بخشش کی امید نہیں اور جو تم منتیں ترلے کر کے پیپر میں ہیلپ مانگتی ہو وہ " کونسا نیک کام ہے۔

بھئی تمہارا نام نا نور نہیں فتور ہونا چاہیے تھا۔ (فاریہ نے دانت پیس کر اسے کہا جس پر دوسری " (طرف نور ہنسنے لگی

ہاں وہ میں اکیلی ہوں ناتو سوچا تم سے دماغ کی دہی بنوا لوں۔"

حوصلہ یار سب خیر خیریت ہے۔ سب گھر والے کسی شادی میں گئے ہیں۔ مجھے ساتھ چلنے کو کہا مگر " میں نے انکار کر دیا۔ ایک تو پیپر کی تیاری نہیں دوسرا سچی بات ہے تم جیسی جو کر کے بغیر کوئی ہلا گلا نہیں ہوتا۔

[illegible]

اور آپ کے مجازی خدا کیسے ہیں۔ بہت دن ہوئے کوئی رابطہ نہیں۔ (فارسیہ نے ایسے ہی بات کہہ دی "  
(جو نور کو دوبارہ سے الجھا گئی

میں ہوں ناتم سے رابطے کے لیے۔ اور ویسے بھی ان کا آج کل ایک کیس انہیں چین نہیں لینے " دے رہا۔ اسی لیے بڑی ہیں بہت۔

پھر ان دونوں نے کچھ دیر معمول کی باتیں ہنسی مذاق کیا۔

.....

کیا کہہ رہی تھی فاریہ؟  
وہ جو جہان کی فائلز سامنے میز پر پھیلائے ان پر سے کچھ پوائنٹس بنا کر ایک سفید اے فور شیٹ پر نوٹ کر رہا تھا۔

کچھ خاص نہیں۔ بس وہ اکیلی تھی تو گپ شپ لگالی۔

اکیلی کیا مطلب؟

ارسم کا دھیان فائلز سے ہٹا۔ اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھ کر حیرانگی سے پوچھا

نور نے اس کے گھر پر اکیلے ہونے کی وجہ بتائی جس پر اس نے نارمل انداز میں کہا

اگر سب شادی میں جارہے تھے تو وہ آج رات ادھر ہی آجاتی۔

نہیں وہ لوگ کچھ دیر بعد واپس آجائیں گے۔"

چلو ٹھیک ہے۔"

آپ بتائیں یہ کام کب تک جاری رکھنے کا ارادہ ہے۔"

وہ اس کے پاس آکر بیٹھتے ہوئے بے زاری سے بولی۔

(ابھی تو ٹائم لگے گا۔) اس نے مصروف سے انداز میں جواب دیا۔

بس کر دیں ارسم۔ چلیں ناب سوتے ہیں۔ آپ صبح میں یہ کمپیٹ کر لیجیے گا۔ (نور اس کے کندھے پر سر رکھ کر لاڈ سے بولی)

کام ضروری ہے نور۔ مجھے ہر حال میں کسی نتیجے تک پہنچنا ہے۔ تمہیں نیند آئی ہے۔ تم سو جاؤ۔"

ارسم کبھی تو کام کو سائیڈ پر رکھ کر مجھے بھی دیکھ لیں۔ (وہ اس کے کاغذ پر چلتے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر شکوہ کناں ہوئی)

(بی پریکٹیکل نور۔) نور نے اس کے کہنے پر اس کے ہاتھ سے بال پین کھینچ لیا اور ہاتھ پیچھے کر لیا۔

(نور پین واپس کرو۔) ارسم نے اسے رخ پھیر کر سنجیدگی سے کہا۔

اونہہ"

نور نے نفی میں سر ہلا کر اسے ہری جھنڈی دکھائی۔

(آئی سیڈ پین دو مجھے (اس نے ایک ہی جست میں پین اس کے ہاتھ سے سختی سے کھینچ لیا)

نور کو نا صرف اس کا لہجہ برا لگا بلکہ وہ اس کے یوں ہاتھ سے سختی برتنے پر بھی دکھی ہوئی۔

چپ چاپ بنا کچھ کہے وہ اٹھی اور بیڈ پر جا کر لیٹ گئی۔

ارسم نے ایک نظر بھی بیڈ پر لیٹی کبل میں کوور اپنی بیوی کو نہیں دیکھا۔ اسے یوں نور کو ٹریٹ نہیں کرنا چاہیے تھا مگر اس کے بقول اس کی بیوی کو اسے سمجھنا چاہیے تھا۔ وہ اپنے کام میں کتنا سخت تھا۔ نور کو اس بات کا خیال کرنا چاہیے۔ رسم کو نور کے ناراض ہونے کا زرا احساس نہیں ہوا۔ وہ یونہی کام کو لے کر اوور ری ایکٹ کر جاتا اور نور خاموش ہو کر اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتی۔ مگر بعض اوقات یہ چھوٹی چھوٹی سی ناراضگیاں ہی آگے جا کر رشتے کو کمزور کرتی ہیں۔

ماما نے بارہا اسے نور کے ساتھ چل د دن گھومنے پھرنے کے لیے نادرین ایریاز جانے کو کہا جس پر وہ ٹال مٹول سے کام لیتا۔ فی الحال اس کے نزدیک یہ کیس اہم تھا مگر ماما نے سختی سے نور کے پیپرز کے بعد انہیں کہیں گھومنے پھرنے جانے کے فیصلے سے مطلع کیا تھا جسے وہ بد بدلی سے ابھی کے لیے مان گیا۔

وہ مسلسل اہم پوائنٹس سفید اوراق پر نوٹ ڈاؤن کرتا رہا۔

.....

اس نے جھجھکتے ہوئے دروازے کا لاک کھولا اور ناب گھما کر پیش کیا۔

دروازا مکمل کھول کر کمرے میں جھانکا۔ اقرا کہیں دکھائی نہیں دی۔ سامنے واشروم کا دروازہ بھی ادھ کھلا اور لائٹ آف تھی۔

وہ چل کر اندر آیا۔ اور اسے آواز دیتے ہوئے پلٹا تو شاگڈ ہوا۔

وہ فرش پر اوندھے منہ بے ہوش پڑی تھی۔

(اقرا ۱۱، آنکھیں کھولو اقرا ۱۱) (موسیٰ نے اس کا چہرے تھپتھپایا)

اقرا نے مندی مندی آنکھیں کھولیں۔ ماحول کو سمجھنے کی کوشش کی۔ اس کا سر موسیٰ کی گود میں تھا جو چہرے پر دنیا جہاں کی بے تابیاں، بے چینیاں سمیٹے فکر مندی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

(تم ٹھیک ہو؟) (دل اسے یوں دیکھ کر تڑپ ہی تو اٹھا تھا)

اقرا نے اسے دیکھا، بے ساختہ اپنے چکراتے سر کو تھاما اور پھر جب ہوش میں آئی تو جھٹکے سے اسے پرے دھکیل کر پیچھے ہٹ کر دھاڑی۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے قریب آنے کی۔ تم سمجھتے کیا ہو خود کو۔ تمہاری پاور کا مجھ پر کوئی اثر " نہیں۔ تمہیں میں۔۔۔۔

ابھی وہ کچھ اور بھی کہتی کہ موسیٰ نے اسے مدھم لہجے میں کہا۔

میں تم سے محبت کرتا ہوں اقرا! تمہیں تکلیف دینے کا سوچنا بھی گناہ ہے میرے لیے۔"

اونہ۔۔۔۔۔ جو تکلیف تمہاری اصلیت نے مجھے دی اور جو مجھے یہاں واپس لا کر تکلیف دے چکے " ہو اب اس کے بعد کوئی تکلیف کا ذکر رہے ہو، جو دینا باقی ہے؟ بتائو مجھے، پتا تو چلے اور کیا کیا عذاب ہیں جو مجھے جھیلنے ہیں ابھی۔

موسیٰ کا سر جھک گیا۔ وہ ہارے ہوئے جواری کی طرح اس کے سامنے سر اور نگاہیں نیچے کو کیے بیٹھا اس کی کڑوی کیسلی حقیقت پر مبنی باتیں سنتا رہا۔ اسے اس نازک جان پر ترس آیا۔ شاید نہیں یقیناً یہ پہلی بار تھا کہ موسیٰ کو کسی لڑکی پر ترس آیا ہو۔ وہ کتنی ہی لڑکیوں کو شیخ کو بیچ چکا تھا مگر پہلی بار اسے ایک لڑکی کے آنسو اپنے دل پر گرتے محسوس ہو رہے تھے۔ وہ اتنا درد سہہ کر اس حال تک آ پہنچی اب ناجانے شیخ کی شادی کی شرط پر وہ کیسے ری ایکٹ کرے گی۔ یہ کیسا امتحان تھا۔ کس دوراہے پر لا کھڑا کیا تھا اسے اس کے دل نے۔ شرط منوالی تو اقرا کے دل میں پچی پچی عزت بھی ملیامیٹ اور اگر ! وہ انکار کر دے تو اس کی عزت

نہیں۔۔۔ دل نے بے ساختہ اپنے خیال کی نفی کی۔

باخدا تمہیں یہاں واپس لانے میں میرا کوئی ہاتھ نہیں (اس نے پورے دل کی سچائی سے اعتراف کیا " (مگر اب یہ اعتراف اسے وہ مقام نہیں دلا سکتا تھا جس کی اسے چاہ تھی

ایک اور جھوٹ۔ ایک اور فریب۔ پچھلے شرم نہیں آتی تمہیں۔ نہیں شرم نام کی چیز سے تم جیسوں کا " کیا واسطہ۔ اقرانے اسے ترس بھری ملا متی نظروں سے دیکھ کر کہا۔ اس کا جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

(میں مجبور ہوں ( سرسراتی آواز میں کہا گیا " )

(تم بھی مجبور ہو سکتے ہو ! ( استہزاء یہ انداز " )

اگر تمہیں یہاں سے جانے دیا تو وہ جو تمہارے ساتھ کرے گا میں جیتے جی مر جائوں گا۔ بہت محبت " (کرتا ہوں میں تم سے (اذیت سے بھرپور آواز اقرانے بے دلی سے سنی

تمہیں کوئی محبت نہیں مجھ سے۔ تم صرف اپنی ہوس، اپنے نفس کے غلام ہو، اسی لیے مجھے واس " لائے ہو نا (موسیٰ کا شرمندگی سے جھکا سر اس درجہ توہین آمیز الفاظ پر جھٹکے سے اوپر اٹھا۔ آنکھوں

میں صدمہ واضح تھا۔ اقرانے اس کی محبت کو الفاظ کے نشتر سے لہو لہان کیا کہ جس کا بے رنگ خوں، موسیٰ کی نگاہوں میں آٹھرا۔ ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھا۔ اقرا کے تاثرات میں فرق نا آیا۔

وہ اپنے تئیں جی بھر کر اپنی بد بختی کا سوگ منا چکی تھی۔ جی بھر کے اپنی بے بسی کا ماتم کر چکی تھی۔ اب تو سانسوں کی ڈور جب ہاتھ سے چھوٹ جائے اسے غرض نہیں تھی۔ چہرے پر مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان تھے۔

اتنے دن میری دسترس میں ہونے کے باوجود میں نے تمہیں آنکھ اٹھا کر، جی بھر کے نہیں دیکھا۔" اتنے عرصے میں تم نے کس دن میرے کردار میں جھول دیکھا۔ تم سے پہلے غلط کاریوں میں لگا رہا مانتا ہوں میں۔ لیکن خدا گواہ ہے تم سے ہوئی پہلی ملاقات نے میری زندگی کا ہر رخ بدل کے رکھ دیا۔ میری سوچ کا، میری زندگی کا محور تم ہو۔ تم چاہے اس حقیقت کو تسلیم کرو یا نہ کرو۔ مگر تمہیں میری پناہ نے ہی حفاظت کے احساس سے روشناس کرایا ہے۔ اور اگر ایسا نہیں تھا تو تم نے ایک بار بھی یہاں سے بھاگنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔ تم نے میڈ کے کہنے پر مجھ سے بغاوت نہیں کی۔ کیونکہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔ اور وہی محبت ہے جو بغاوت اور تمہارے بیچ میں کھڑی ہے۔

کتنی ساعتیں یونہی خاموشی کی نظر ہو گئیں۔

وال کلاک کی ٹک ٹک کے ساتھ دھڑکنوں کا شور۔

لب خاموش، بولتی آنکھیں

شر مساری، دردوں کی ماری

محبت، وفاداری

سیاہ، سفید

کھوٹا، کھرا

حاکم، غلام

آر یا پار

! موسیٰ اور اقرا

سر میں درد کی شدید لہر اٹھی۔ اقرا نے سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔ موسیٰ پاس میں بیٹھا اسے نا  
امیدی سے دیکھتا رہا۔

ہم دونوں کو شادی کرنا ہوگی۔ (خاموشی کے طویل وقفے کو موسیٰ نے شیخ کی شرط بتا کر دھماکہ سے "  
(توڑا)

اقرا کے سر پر بم پھٹا اور وہ سر کا درد بھول کر پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ کر بے یقینی سے  
بولی۔

ت ت تم مذاق کر رہے ہو، ہے نا؟ کہہ دو یہ سچ نہیں۔ موسیٰ اٹھ کر کھڑا ہوا، رخ پھیر کر اپنی " بھیگی آنکھیں بند کر لیں۔

تم بکو اس کر رہے ہو۔ تمہاری اور میری شادی۔ نہیں یہ بہت ہی بیہودہ مذاق ہے۔ میں اور ایک " کر منل سے شادی، ہرگز نہیں۔ میں زہر کھا لوں گی مگر تم سے شادی نا ممکن۔ سنا تم نے میں تم سے شادی نہیں کروں گی۔۔۔۔۔

وہ چلا چلا کر اسے اپنا فیصلہ سنارہی تھی جسے وہ بڑے حوصلے سے سنتا رہا۔ اقرا کا ایک ایک لفظ اس کے دل پر ہتھوڑے برسا رہا تھا۔

تم میری بات کان کھول کر سن لو۔ میں تم سے شادی نہیں کروں گی۔ (وہ برق رفتاری سے اٹھ کر " اسے بازو سے کھینچ کر اپنے سامنے کرتی چلا اٹھی۔ موسیٰ کا گریبان اپنے دودھیا ہاتھوں میں پکڑ کے اس (کے چہرے پر انکار کا طمانچہ رسید کر دیا

کھانسی کا شدید اٹیک ہوا۔ کل سے چیخ چیخ کر گلے کی حالت خراب ہو گئی تھی۔ وہ اسے چھوڑ کر کھانستے ہوئے پیچھے ہٹی۔

! پانی "

سماعتوں میں ٹھہری ہوئی نرم آواز ابھری۔ سر اٹھا کے اسے دیکھا اور گلاس کو ہاتھ مار کر فرش پر پھینک دیا۔ کانچ کے ٹکڑے فرش پر پھیل گئے۔ موسیٰ نے اب بھی خود پر جبر کیا۔ اسے یہ مرحلہ کیسے بھی کر کے سر کرنا تھا۔ اسے ہر حال میں اقرا سے شادی کرنی تھی، پھر چاہے اس کے لیے اسے ساری دنیا کو آگ ہی کیوں نا لگانی پڑ جائے۔ اقرا کو اس سے اتنی نرمی کی توقع ہرگز نہیں تھی۔ وہ حیران ہی تو تھی اس کی اس قدر رحم دلی، نرم دلی پر جو وہ اپنی اتنی انسلٹ پر بھی کوئی سخت ری ایکشن نہیں دے رہا تھا۔ اس نے گہرے سانس بھرتے ہوئے نظریں فرش پر کرچی کرچی ہوئے گلاس پر مرکوز کیں۔ موسیٰ نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔

وہ سمجھ گیا اقرا کیا کرنے والی ہے۔ وہ چیل کی طرح تیزی سے کانچ کا ٹکڑا اٹھانے کو نیچے جھکی اور جھپٹ کر ٹکڑا ہاتھ میں لیا۔ وہ انتہائی قدم اٹھا کر نوکیلا کانچ کا ٹکڑا اپنی کلائی پر پھیرنے لگی کہ اس کے ارمانوں پر اوس پڑی۔

چھوڑو مجھے کون ہو تم؟ خدا کے لیے جانے دو مجھے۔ کوئی ہے؟ کوئی ہے یہاں؟ پلیز مجھے یہاں سے " باہر نکالو۔۔۔۔۔

اقرا یہ آواز لاکھوں میں پہنچان سکتی تھی۔ یہ تو اس کی انتہائی قریبی دوست فاریہ کی آواز تھی۔ رخ پھیر کر دیکھا تو موسیٰ موبائل کو اسی کے سامنے کیسے سپاٹ انداز میں موبائل کو دیکھ رہا تھا۔ موبائل پر

ایک ہی ویڈیو بار بار چل رہی تھی۔ گور اندھیرے میں فاریہ کرسی پر رسیوں میں جکڑی ہوئی تھی۔  
واحد روشنی اس کے سر کے عین اوپر لگے زیرو سائز بلب کی تھی۔ آنکھوں پر کالا کپڑا بندھا ہوا تھا۔ وہ  
روتی ہوئی التجائیں کر رہی تھی۔

اقرا نے موسیٰ کو دیکھا، موسیٰ نے بھی اسی لمحے اسے دیکھا۔

ایک چھناکے سے اقرا کے اندر کچھ ٹوٹا تھا۔

مان

بھروسہ

بھرم

اعتبار

یا

محبت کا وہ مجسمہ جو اس کے دل نے تراشا تھا۔

! یا سب ہی راکھ کا ڈھیر ہو گیا

وہ سمجھ بوجھ کی صلاحیتوں سے عاری دھندلائی نظروں سے موسیٰ کو دیکھ کر مظلومیت کی انتہا پر پہنچ کر شکست خوردہ انداز میں کانچ کا ٹکڑا پرے پھینک کر بولی۔

اس حد تک گر گئے تم موسیٰ۔"

اور موسیٰ کے لیے وہاں رکنا دشوار ہوا۔ سانس لینے میں مشکل پیش آئی۔ وہ موبائل پر چلتی ویڈیو کو روک کر موبائل واپس پیٹ کی پاکٹ میں ڈال کر لمبے لمبے ڈگ بھر کے دروازے کے پاس پہنچ کر دوپل کو رکا اور لہجہ مضبوط بنا کر اسے کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

آج کا سارا وقت سوچ لو۔ کل نکاح نامے پر دستخط کر دینا، یہ رہا ہو جائے گی۔ ورنہ میں تمہاری دوست کو نہیں بچا پاؤں گا۔

صور پھونکا جائے گا تو مرے ہوئے زندہ ہوں گے، لیکن یہاں تو صور پھونکا گیا اور زندہ جیتی جاگتی اقرا کی سانسیں رک گئیں۔ وہ بے جان ہو کر رے رے سانس لیتی اک طرف کو کٹی شاخ کے جیسے فرش پر آگری۔

کئی کانچ کے نوکیلے چھوٹے بڑے ٹکڑے اس کے بازو میں پیوست ہو گئے، لیکن وہ شل اعصاب کے ساتھ سن ہوئی جن دردوں کے شکنجے میں پھنس چکی تھی وہاں ان کانچ کے ٹکڑوں کی اذیت کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔



وہ جیسا دکھتا ہے ویسا وہ باہر والوں کے لیے ہی تھا۔ دوستانہ رویہ رکھنے والا ارسم گھر میں کتنا کم گو اور سنجیدہ مزاج ہے اس کا اندازہ اسے شادی کے بعد ہوا۔

ارسم سلجھا ہوا اور سنجیدہ مزاج شخص ہے جو کام اور بس کام کی فکر میں لگا رہتا ہے۔

وہ تمام رومانی باتیں جو نور نے کبھی ناولز، ڈراموں یا موویز میں دیکھیں سنیں، وہ سب افسانہ لگیں۔ ایسا حقیقی زندگی میں کچھ نہیں ہوتا۔ وہ فینٹاسی ورلڈ کی باتیں جنہیں پڑھ کر وہ خوش ہوتی آئی ایسا حقیقت میں دور دور تک کچھ ہوتا ہوا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اور یہی بات نور کو اچھی نہیں لگی تھی۔

انسان کو پہچاننا ناممکن ہے۔ ہم کسی کی اصلیت نہیں پہچان سکتے، دن مہینے سال یا صدیاں بیت جائیں ساتھ رہتے ہوئے مگر پھر بھی انسان کا اصل سچا روپ ہم تب تک نہیں پہچان پاتے جب تک کہ وہ اپنا وہ اصلی کھرا روپ ہمارے سامنے خود نالائے۔

.....

ہمارے متعلق تیرے ہاتھ کچھ نہیں آنے والا، بہتر یہی ہے باز آجا۔ چھوڑ دے گینگ کا پیچھا ورنہ " بہت مہنگا پڑے گا تجھے۔ (یہ دھمکی آمیز کال اسے آج شام میں موصول ہوئی جس پر اس نے خاص (توجہ نہیں دی

ایسی دھمکیاں پہلے بھی بہت مل چکی ہیں۔ جو اکھاڑنا ہے میرا، اپنے باس سے کہو اکھاڑ لے۔ (وہ اب " ان چیزوں کا عادی ہو چکا تھا۔ اکثر اسے یہ کالز یا اسی قسم کی دھمکی آمیز خط موصول ہوتے رہتے جن (پر شروع شروع میں وہ پریشان ہوتا رہا مگر اب وہ انہیں سن کر دیکھ کر نظر انداز کر دیتا ہے بہت پچھتائے گا تو۔ میں بتا رہا ہوں۔) اسے کر خنگی سے کہا گیا لیکن ارسم پر اس کے الفاظ بے اثر " تھے)

اپنے باس سے کہنا الٹی گنتی شروع کر دے۔ بہت جلد وہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہو گا۔ (ارسم نے " اٹل لہجے میں کہہ کر ٹھک سے کال اینڈ کر دی

اگرچہ وہ ڈرتا نہیں تھا مگر اندر ہی اندر کچھ بہت غلط ہونے کا وہم جانے کیوں اسے ستائے جا رہا تھا۔ وہ جیسے تیسے اپنا دھیان اس طرف سے ہٹانے میں کامیاب ہو ہی گیا۔

میں اقرا کی تصاویر envelope اسے ہر حال میں بلیک گینگ کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانا تھا۔ ملنے پر وہ الجھا ضرور لیکن پھر ساتھ میں اسے لیٹر جو ملا اسے پڑھنے پر سب سمجھ آ گیا۔ ابھی وہ بلیک گینگ اور طلحہ کے آپس کے کنکشن پر ریسرچ کر رہا تھا۔

موبائل پر احمر کی کال آئی جو اس نے تیزی سے پک کر لی۔

بولو احمر"

سر طلحہ نے جس شخص سے اقرا کا سودا طے کیا تھا، اس کا سراغ مل گیا ہے۔"

ویری گڈ۔ اب تم ایک کام کرو، اس پر کڑی نظر رکھو۔ دیکھو وہ کس بھیس میں کھلے عام گھوم رہا ہے۔ اور اس دوران زرا سی بھی غلطی نہیں۔ انڈر اسٹینڈ؟

یس سر"

اس کا مطلب ہے یہ ڈیل واقعی فائدہ مند ہوگی میرے لیے۔ (ارسم نے زیر لب آہستہ آواز میں خود " (کلامی کی اور دوبارہ سے کام میں لگ گیا

.....

ساری رات وہ روتی تڑپتی خدا کے حضور دعائیں مانگتی رہی، اپنی دوست کی خیریت کی دعائیں طلب کرتی رہی۔ بازو میں کانچ کے نوکیلے ٹکڑے کبے ہوئے تھے خون سے بازو تر تھا مگر اسے جیسے کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

اس وقتی تکلیف کو مکمل طور پر نظر انداز کیے آنے والے وقت کو دیکھ رہی تھی۔

زندگی اسے کیوں اتنا ستا رہی تھی۔ کیوں اسے سکون کی گھڑی نصیب نہیں ہو رہی تھی۔ کیوں اس کی آزمائشیں ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔ جانے اس کی دوست کس حال میں ہوگی۔ اور اگر اس نے حامی نا بھری تو موسیٰ اس کے ساتھ کچھ ایسا ویسا، نہیں نہیں ایسا کچھی نہیں ہوگا۔

اس نے بے ساختہ جھر جھری لی۔ یہی سوچ اس کا مسلسل جینا محال کر رہی تھی کہ کچھ ایسا ویسا نا ہو جائے فاریہ کے ساتھ۔

وہ کی جیسے درندہ صفت شخص کی قید میں رہ کر اس اذیت کو گزار آئی تھی، جس میں آج اس کی دوست گرفتار تھی۔

جس کی رہائی اقرا کی ہاں سے منسلک تھی۔

ایک طرف دوست تو دوسری طرف اس کی پوری زندگی کا سوال تھا۔

اسے اپنی ساری عمر موسیٰ کے نام لکھنی ہوگی۔

اسے اپنا آپ موسیٰ کو سونپنا ہوگا۔

اپنے تمام تر جملہ حقوق موسیٰ وجاہت کے نام کرنے ہونگے اسے۔

آگے کنواں پیچھے کھائی۔

یہ کیسا دوراھا تھا، قسمت کی یہ کیسی ستم ظریفی تھی کہ وہ آج اس مقام پر آچکی تھی کہ اپنی دوست کی خاطر خود کے لیے جہنم میں رہنے پر حامی بھرنی تھی۔ اسے نکاح کرنا تھا موسیٰ وجاہت کے ساتھ۔

نکاح جیسا پاکیزہ رشتہ وہ ایک ایسے شخص کے ساتھ کیسے قائم کر سکتی جس کے دامن پہ جانے کتنے بے گناہ لوگوں کے خون کے چھینٹے پڑے تھے۔

سیاہ پردے سرکتے ہوئے اپنی رفتار کے مطابق آسمان پر جا بجا پھیل چکے تھے۔ دور دور تک نیلے آسمان نے سیاہ چادر اوڑھ لی تھی۔ صبح اقرانے موسیٰ کو اپنے فیصلے سے آگاہ کرنا تھا۔ وہی فیصلہ جس سے فاریہ کی زندگی جڑی ہوئی تھی۔

ماضی:

میں بتا رہی ہوں ایک گھنٹے سے زیادہ نہیں رک سکتی میں۔ اس لیے جلدی جلدی یہ سیر مکمل کرنی " ہے۔

آج وہ تینوں یونیورسٹی میں ہونے والے فن فیئر کو بائے بائے بول کر لاہور کی سڑکوں کی خاک چھاننے کے مشن پر نکل پڑی تھیں۔ اقرا کو بڑی مشکل سے ان دونوں نے راضی کیا تھا۔

اففف اللہ لڑکی! سن چکے ہیں ہم، ایک گھنٹے سے زیادہ نہیں روکیں گے تمہیں۔ اب چپ کر جا " (ہماری ماں۔) (فاریہ نے باقاعدہ ہاتھ جوڑ کر اسے چپ کروایا)

وہ تینوں ہنسی مذاق کرتی ہوئیں ہاتھوں میں کولڈ ڈرنکس پکڑے فٹ پاتھ پر چلتی جا رہی تھیں۔ سامنے ہی روڈ کی دوسری جانب شادی ہال پر نور کی نظر پڑی جہاں کافی گہما گہمی دکھائی دے رہی تھی۔

(اوائے وہ دیکھو شادی ہال (نور نے انہیں متوجہ کیا)

واہ نور شاباش۔ اب وہ بتائو وہ کیا ہے؟ (فاریہ نے انگلی سے سامنے کھڑے رکشہ کی سمت اشارہ کر کے اسے چڑایا)

(تمہارا سر ایڈیٹ (نور نے تپ کر کہا)

(اچھا آگے چلو اب (اقرا نے انہیں متوجہ کیا)

یار میں کہہ رہی تھی کیوں نا ایڈونچر کریں آج کیسا!؟ نور نے دونوں کو باری باری دیکھ کر ابرو اچکا " کر پیش کش کی۔

(آر یو میڈ؟) (اقرانے فوراً توبہ کی)

ناٹ جسٹ می (نور نے شرارتا ہنس کر کہا جس پر اقرانے فاریہ کو دیکھا جو راضی بہ رضا تھی نور " (کے ساتھ، فاریہ نے ہنستے ہوئے نور کو کہا

ہاہا آئی ایم ان "

(نہیں خبردار !!! خبردار جو تم دونوں نے ایسی ویسی حرکت کی تو) (اقرانے بدک کر پیچھے ہٹی

کون دونوں؟ ہم تینوں یہ حرکت کریں گے اور زوق و شوق سے کریں گے، پورے ہوش و حواس " میں کریں گے۔ کیوں فاریہ؟

نور نے کمر پر ہاتھ رکھ کر اسے دیکھتے ہوئے اٹل لہجے میں کہا۔

یار تم دونوں کا دماغ خراب تو نہیں ہو گیا۔ ود آؤٹ نو ہائو، ود آؤٹ انوی ٹیشن یعنی ود آؤٹ اپنی " تھنگ ہم یونہی منہ اٹھا کر اندر چلے جائیں گے۔ ایسے نہیں ہوتا آئی سمجھ۔ یہ فضول سوچ نا، فوراً اسے چلتا کرو اپنے خالی دماغوں سے۔

اقرانے انہیں صاف ہری جھنڈی دکھائی لیکن وہ اس کے لاکھ انکار کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اسے اپنے ساتھ گھسیٹ لائیں۔

شادی ہال میں رنگ و بو کا سیلاب تھا۔ ہر طرف رنگ برنگے ملبوسات پہنے خوش گپیوں میں مصروف لوگ موجود تھے۔

(اوئے وہ دیکھو ہمارا کھانا (نور نے خوش ہو کر انہیں نظروں ہی نظروں سے اشارہ کیا)

(ارے کھانا تو کھل چکا جلدی کرو (نور کو پریشانی نے آن گھیرا)

(اگر کچھ برا ہوا تو میں نے چھوڑنا نہیں تم دونوں کو (اقرا نے انہیں دانت پیس کر دھمکی دی)

کچھ برا نہیں ہوتا بس تم اپنا منہ سیدھا کرو اور اچھا اچھا سوچو بلکہ اچھا اچھا کھانا کھانے کے مزے (لو۔ (فاریہ نے اس کا بازو پکڑ کر آہستہ آواز میں کہا

چلو کہیں ایڈجسٹ کرتے ہیں کھڑے کھڑے کھانے کا مزہ نہیں آئے گا۔

(اوئے وہ پلر کے پیچھے کونے والا ٹیبل ٹھیک رہے گا (نور نے انہیں ٹیبل کی طرف اشارہ کر کے کہا)

اچھا ایسا کرتے ہیں تم جا کر وہاں بیٹھو ہم کھانے کو کچھ لاتے ہیں (نور نے فاریہ کو ساتھ لیا اور اقرا کو وہاں ٹیبل پر جگہ پکی کرنے کے لیے بھیج دیا۔ اقرا جل تو جلال تو کا ورد کرتی آکر کرسی گھسیٹ کر (بیٹھ گئی، دل کی دھڑکن کانوں میں سنائی دے رہی تھی

دوسری طرف فاریہ اور نور نے آؤ دیکھنا تاؤ کھانے کے لیے پلیٹوں پر جو پہاڑ کھڑے کیے وہ دیکھنے لائق تھے۔

یہ رشین سیلڈ ختم ہو گیا ہے کانسڈلی ری فل کر دیں (نور نے پاس میں ہاتھ جوڑے کھڑے ویٹر کو " (یوں آرڈر دیا جیسے یہ فنکشن اسی نے اریج کروایا ہو، ویٹر سر ہلاتا حکم کی تعمیل کے لیے چلا گیا فاریہ پلیٹوں کو لے کر اقرا کے پاس چلی گئی کہ نور نے پاس کھڑے ویٹرز سے سوال جواب کا سیشن شروع کر دیا۔

کھانے کے بعد چائے ملے گی؟"  
(جی)؟ (ویٹر منہ کھولے اسے ہونق بنا دیکھ رہا تھا"

اتنا کوئی مشکل سوال تو نہیں پوچھا"

میم چائے کا ہمیں نہیں کہا گیا"

دیکھیں زرا کتنی غلط بات ہے۔ چائے ہی نہیں ملے گی سرے سے تو کھانا ہضم کیسے ہوگا (پاس میں " (کھڑی اپنے لیے کھانا لینے کو آئی ہم عمر لڑکی سے اس نے کہا جس پر وہ ہنس پڑی

بھی واقعی میں بھی چائے کی بہت شوقین ہوں"

ادھر ٹیبل پر ان دونوں کا انتظار کرتی اقرا مسلسل اپنی خیر و عافیت سے یہاں بچ نکلنے کی دعائیں مانگ رہی تھی۔

فارہ کا اسٹیج پر دو کمسن بچوں کو دیکھ کر دماغ کا فیوز بھک سے اڑ گیا۔

اتنے ننھے منے بچوں کی شادی، وہ حیران نا ہوتی تو کیا کرتی۔ قدم قدم چلتی وہ اسٹیج کی طرف چلتی آئی اور وہاں کھڑی خواتین کے قریب پہنچ کر اسے رکنا پڑا۔ ہاتھوں میں پلاؤ کی پلیٹیں تھامے ہوئے وہ انہیں سننے لگی۔

اریجنٹ تو کافی شاندار کیا ہے بھائی جان نے (زیادہ عمر کی خاتون نے دوسری کو ستائشی انداز میں " (کہا)

کیا خاک شاندار، باجی اتنا خرچہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی، بس یہ پیسوں کی نمائش کرنا چاہتے تھے " ورنہ کوئی تک بنتی نہیں تھی اتنے بڑے فنکشن کی۔

مجھے تو اس فنکشن کے ہونے ہی کی تک سمجھ نہیں آرہی۔ آخر یہ لوگوں کو ہو کیا گیا ہے۔"

فارہ نے بے دھیانی میں دل کی بات کہہ ڈالی۔ دونوں خواتین اس نوجوان انجان لڑکی کی بات پر رخ پھیر کر ٹکڑ ٹکڑ اسے دیکھنے لگیں۔

(کچھ غلط کہہ دیا میں نے! (اس کی زبان لڑکھرائی)

(آپ کی تعریف؟ (فنکشن کے حق میں بولنے والی خاتون نے اسے گھور کر پوچھا)

میری ذات ذرہ بے نشان (فارسیہ نے انگلش لٹریچر کی بجائے اردو ادب میں ہاتھ ڈالا جو کسی کام نہ آیا)

انگل سے ہمارے فیملی ٹرمز ہیں۔ آپ شاید ان کی سسٹمز ہیں۔ (فارسیہ نے بشاشت سے انہیں جو منہ " (میں آیا بول دیا

جی جی بالکل صحیح پہچانا، آپ کا نام کیا ہے بیٹا؟ (دوسری خاتون نے مسکرا کر پوچھا، فارسیہ نے خدا کا " (لاکھ شکر ادا کیا کہ تکا صحیح لگ گیا

آپ مجھے چھوڑیں فی الحال۔ پہلے اسے روکیں جو غلط ہو رہا ہے۔ ان بچوں کی عمر تو دیکھیں۔

(عمر کا کیا لینا دینا اس میں؟ (پہلی خاتون نے اچھنبے سے اسے دیکھا)

عمر کا ہی تو مسئلہ ہے سارا، اتنی سی عمر میں یہ کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ بچوں کو سمجھا دو تو ہو لینے دیں۔ " پھر کر لیتے یہ سب۔ (فارسیہ نے افسوس سے اسٹیج پر بچوں کو دیکھا لڑکا بہ مشکل دس بارہ اور لڑکی قریباً (آٹھ سال کی ہوگی

شریعت میں تو عمر کا تذکرہ نہیں کیا گیا (ان دونوں کی بحث اب طول پکڑ چکی تھی۔ آنٹی جان کافی " (گرم مزاج کی محسوس ہوتی تھیں جبکہ فاریہ کو ان کے لب و لہجہ سے زرا برابر فرق نہیں پڑا تھا کیا بات کر رہی ہیں آنٹی، شادی کے لیے لڑکا لڑکی کا بالغ ہونا لازمی ہے۔ اور یہ تو اسکول کے بچے " ہیں دونوں۔ ان کے ساتھ یہ سراسر ظلم اور زیادتی ہے۔

شادی ! (ان دونوں خواتین کو شدید جھٹکا لگا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر آنکھوں ہی " (آنکھوں میں کچھ کہا

بیٹا آپ کے والد کون ہیں؟ بلکہ بھابھی کدھر ہیں۔ ہاں وہ رہیں، بھابھی سنیے زرا ادھر آئیے گا بھابھی " !

پہلی خاتون نے اپنی بھابھی کی تلاش میں پورے ہال میں نظریں دوڑائیں اور پھر وہ انہیں قریب ہی (کسی ضعیفہ سے بات کرتی نظر آگئیں

(ہاں جی کیا ہوا فضیلہ؟ (وہ تیزی سے ان کے پاس چلی آئیں " )

(یہ جانے کون لڑکی ہے ایسے ہی اندر آگئی ہے۔ (گرم مزاج خاتون نے نتھنے پھلا کر ناگواری سے کہا " )

کون کیا مطلب؟ میں شانزے ہوں (ادھر فاریہ نے جو منہ میں نام آیا وہی نام لیا، ادھر بھابھی جی " کا چہرہ سرخ ہوا

(ماں کون ہے تمہاری؟) فاریہ نے ڈرتے ڈرتے ہوا میں تیر چھوڑا جس نے اسے کہیں کا نہیں چھوڑا"

شمیم آر (فاریہ کا آرا ابھی منہ ڈے نکلا نہیں تھا کہ انہوں نے آؤ دیکھنا تاؤ لعن طعن کا بھرپور " (آغاز کر دیا

بیڑا غرق ہو تیرا، تو یہاں کیسے آگئی۔ تیری ماں کی اتنی جرات۔ تو منہ اٹھا کر یہاں چلی کیسے آئی۔" تیری ماں کم ہے جو اب تو بھی آگئی میری خوشیوں میں زہر گھولنے۔۔۔۔۔

خاتون نے بھری شیرنی بن کر فاریہ کا گریبان دبوچ لیا جو حیرت زدہ ہوئی اس خوفناک صورتحال کو سمجھنے کی سعی کر ہی تھی۔ چاولوں سے بھری کانچ کی پلیٹیں ہاتھوں سے چھوٹ کر فرش پر گر کر چکنا چور ہو گئیں۔

ہال کے اس زنانہ حصے میں بھابھی جی کا چینچنا چلانا جنگل میں آگ کی طرح پھیل گیا۔

اقرا نے گھبراہٹ کے مارے اٹھ کر اپنے پیچھے ہوتے لائیو ساس بہو کا ڈرامائی سین دیکھا، جہاں اس کی پیاری دوست کا گریبان پکڑے ایک بھاری بھر کم عورت ساڑھی میں بہ مشکل اپنے وجود کو سمیٹے ہوئے فاریہ کو جھنجھوڑ کر اپنا غصہ نکال رہی تھیں۔

دیکھیں آرام سے بات کریں، یہ کونسا طریقہ ہے۔"

عفت رک تو صحیح، ہوا کیا ہے؟ (بھابھی جی کو روکنا چاہا کہ ان کی گل افشانی نے فاریہ پر تیخ بستہ پانی " (پھینک دیا، وہ بے ساختہ کپکپائی

ارے یہ اسی شاطر شمیم کی بیٹی ہے۔ اسی کمینی ڈائن کی جس نے میرے وسیم کو اپنی ادائیں دکھا دکھا " کر انا کیا ہوا ہے۔

اس کے الفاظ تھے کہ ایٹم بم جس نے پھٹ کر فاریہ کا حشر نشر کر دیا۔ وہ سرا سگی کی حالت میں مدد طلب نگاہوں سے یہاں وہاں دیکھ رہی تھی۔

ہاہائے نی بیڑا غرق جائے تیرا، بد بختے جی، نا تجھے شرم نا آئی اپنی ماں کے نا ہوئے کھسم کے بچوں " کا عقیقہ کھانے چلی آئی تو۔

فاریہ نے اتنی توہین زندگی میں کبھی نہیں سہی تھی۔

میری بات تو سنیں آپ (فاریہ نے پورا زور لگا کر انہیں پرے دھکیلنا چاہا مگر اتنا بھاری وجود نازک " (جان سے کسے پیچھے ہٹتا

مینو میں گجریلا نہیں ہے؟؟"

نور کو کھانے سے فرصت نہیں تھی اور اس نے دور سے دیکھا کہ ہنگامہ برپا ہوا پھر پاس میں کھڑی خاتون سے بولی کہ

لگتا ہے جہیز کا مسئلہ بنا ہو گا۔ لوگ بھی دن بہ دن بے حس ہوتے جارہے۔ اتنی مشکل سے والدین "

(جہیز؟ کیسا جہیز؟؟) خاتون نے تیوری چڑھا کر اسے ٹوکا "

(آپ لڑکے والی سائیڈ سے ہیں؟) (نور کو یہی سوچھا "

میری چھوڑو اپنی سنائو تم کس کی سائیڈ سے ہو؟ "

میں وہ "

نور ررر (اقرا کی کان کے پردے پھاڑتی آواز نور کے کانوں سے ٹکرائی اور اس نے تیزی سے آواز " (کے تعاقب میں دیکھا

(سارا حال اب اسٹیج کے پاس بے ٹکٹ شو کو دیکھنے کے لیے قریب آگیا

فاریہ کا حال بے حال تھا، پھولی ہوئی سانسوں کو ٹریک پر لانے میں وقت درکار تھا۔ سلیقہ سے سنواری زلفیں اب چھانگا مانگا کی جنگی جھاڑیوں کا منظر پیش کر رہی تھیں۔ ڈوپٹہ ایک طرف فرش پر آگرا تھا۔

اقرا اس کے آگے ڈھال بنی کھڑی، خواتین سے تو تو میں میں کر رہی تھی۔ نور پھٹی پھٹی نظروں سے ہاتھوں میں پلیٹیں تھامے تماشائیوں کی صف میں شامل تھی۔

یہ فاریہ ہے، میں اقرا ہوں۔ یونیورسٹی اسٹوڈنٹس ہیں ہم۔ ایک ریسرچ پراجیکٹ کی وجہ سے ادھر " آگئے۔ میں معذرت خواہ ہوں آپ پلیز مزید کچھ نا کریں ہم جا رہے ہیں۔

ارے واہ یہ کیسی ریسرچ ہے جو تمہیں بلا اجازت ادھر ادھر دوسروں کی ذاتی زندگی میں گھسنے کی " (سیکھ دے رہی ہے۔) (ایک بڑی عمر کی عورت نے چڑ کے کہا

دیکھیں انتظامیہ کو بلائیں اور خبر کریں انکی تاکہ آئندہ یہ کسی اور کے فنکشن میں بن بلائے نا چلی " (آئیں۔) اور ایک آواز ابھری

نور ان سب کے بیچ سائیڈ پر ہو کر ٹیبل پر پلیٹیں رکھ کر چاولوں سے دو دو ہاتھ کرنے لگی۔ جانے وہ آنٹی جی کہاں گئی تھیں جن سے نور کی ابھی جہیز پر بات ہوئی کانوں میں کسی کی مات پڑی تو پتا (چلا یہ تو عقیقہ ہو رہا ہے یہاں پر

(انفنفنف) (فاریہ خود کو سنبھال کر ہاتھ اٹھا کے بولی اور اک دم سے وہاں خاموشی چھا گئی " )

ہم تسلیم کرتے ہیں ہم سے غلطی ہوئی ہے، مگر اب بس بہت تماشا بن گیا ہمارا۔ ہم جا رہے ہیں اور " رہی بات انتظامیہ کو بتانے کی تو خبردار بہت اچھی اور سلجھی ہوئی لڑکیاں ہیں ہم۔ کہا نا غلطی ہو گئی۔

چلو کوئی نہیں بات ختم کرو۔ جوان بچیاں ہیں اور جوانی میں ایسی شرارت تو ہوتی رہتی۔ ان کا دل " (صاف ہے۔) (ایک ہمدرد خاتون کی آواز ابھری

(تو لڑکیوں کو اتنا سر چڑھانے کا یہی انجام ہوتا ہے نا۔) (ایک اور تیر برسیا گیا

آنٹی! ہم معافی مانگتی ہیں ٹھیک ہے؟ اب اور کچھ نہیں کہنا۔ چلو فاریہ۔"

آوارہ کہیں کی بد تمیز۔ اور دیکھو تو یہ میڈم بنی بجائے دوست کو سمجھائے الٹا زبان چلا رہی ہے۔"

(آوارہ کسے کہا ہے؟) (یہ نور تھی جو اس خاتون کے سامنے آکھڑی ہوئی"

(تم کون ہو؟) (بو تل کے جن کی طرح عین سامنے نمودار ہونے والی لڑکی کو دیکھا

آنٹی آپ عمر میں مجھ سے کافی بڑی ہیں اس لیے عزت سے ادب و احترام سے کہہ رہی ہوں۔ ہم " تینوں بہت اچھی سلجھی اور شریف لڑکیاں ہیں۔ آوارہ ہوتیں تو یہاں کی بجائے کہیں اور گئی ہوتیں۔ خواتین ہی کی گید رنگ میں آئی ہیں۔ دوسرا شرارت کرنے کی عمر فکس نہیں۔ تیسرا آج کل کے دور میں کوئی معافی نہیں مانگتا لیکن میری دوستوں نے معافی مانگی۔ چوتھا یہ کہ ہم جیسے آئی تھیں ویسے جا رہی ہیں بلکہ تین چچ چاول کے پیسے بھی ویٹر کو پکڑائے ہیں اور آئندہ امید ہے ہمارے میں سے کسی کی بھی آپ میں سے کسی سے بھی ملاقات نہیں ہوگی۔

-----

کیا ضرورت تھی اس ذلت کی؟ میں پوچھتی ہوں کیا تک تھی۔ فضول میں اتنی بے عزتی اتنی " شرمساری، توبہ میری جو آئندہ تم دونوں کے بہکاوے میں آئی۔ غضب خدا کا کتنے لوگ تھے اور سب میں ہم ماشاء اللہ سے تماشا بن گئیں۔ (حال سے باہر روڈ پر آنے تک اقرا خاموشی کی چادر اوڑھے ان (دونوں کے آگے آگے چلتی رہی۔ اور جب وہ بولنا شروع ہوئی تو بس پھر بریک لگانا بھول گئی سن رہی ہو تم دونوں؟ (پلٹ کر طیش کے عالم میں انہیں مخاطب کیا جو سر جھکائے چپ چاپ اسی " (کے پیچھے پیچھے چل رہی تھیں میں منع کر رہی تھی، منع کر رہی تھی مگر تم دونوں نے میری پہلے کبھی سنی ہے جو آج سن لیتیں۔ " ((اقرا زور و شور سے انہیں کوستی ہوئی آگے آگے تھی اور وہ دونوں پیچھے پیچھے اور یہ نور جناب عالیہ کو دیکھو ویٹر کو تین چھچ چاول کے پیسے دیتی پھر رہی ہیں اتنا نہیں کہ دوستوں کی مدد کو آئے۔

اقرا ایک ٹھیلے پر آرکی اور بیچ پر بیٹھ گئی اور وہ دونوں بھی ساتھ میں آ بیٹھیں۔

ویسے یہ تین چچ چاولوں کے پیسے کی کیا لاجک تھی؟ (فارہ بھی حیران تھی اس فراخ دلی اور " خودداری پر

ویٹ آمنٹ! پیسے کون سے پیسے؟ میں اور تین چچ چاول کے پیسے دوں گی۔ ہاہاہاہاہاہاہ۔ گائز پیسے ویسے " کوئی نہیں دیے وہ تو آنٹی جی کی بات پر تپ گئی تو بھرم دکھایا ورنہ میں اور ایسے ویسے نکالوں۔ اپنے کندھوں پر سے بیگ اتار کر سامنے ٹیبل پر رکھا اور زپ کھول کر شاپر نکالا جو چاولوں سے بھرا تھا۔ فارہ ہنس ہنس کے بے حال ہوئی۔ اقرانے نفی میں سر ہلایا جیسے ہار مان لی تھی کہ ان دونوں کا (کچھ نہیں ہو سکتا

(اوائے تو نے یہ کب کیا؟ (فارہ خوشی سے ہاتھوں سے ہی چاول کھانے لگی " )

کیسے کا کیا مطلب۔ بھی جب تم دونوں اپنے حق کی خاطر چچ چاڑا ڈال رہی تھیں تب میں نے سوچا " میری بیچاری سی دوستیں اتنا رولا ڈال کر تھک جائیں گی۔ بس اسی لیے جسٹ فار یو و گائز مجھے یہ کرنا پڑا۔

یہ ہوئی نابات شباہش میری چیتی تو بہت آگے جائے گی ایک دن۔ (فارہ نے اسے کمر پر تھپکی دی " (جسے نور نے سر تسلیم خم کر کے قبول کیا

شرم کرو شرم۔ ابھی اتنی بے عزتی ہوئی اور تم دونوں ایسے بی ہیو کر رہی ہو جیسے آسکر ایوارڈ مل گیا " (ہو۔) بازو سینے پر فولڈ کر کے اس نے ساتھ میں بیٹھیں دونوں دوستوں کو غیرت دلائی

گریبان میرا پکڑا گیا، اس اوکے! غلط فہمی تھی ڈیس وائے۔ باتیں بھی سننی پڑیں، مگر آج جو باتیں " تمہیں بری لگ رہی ہیں اقرا، آج جس ایڈوینچر کے نام پر ہمارا تماشا بنا ہے کل یہی ایڈونچر تمہیں ہنسائے گا ایک بھولی ب سری یاد بن کر۔ کل یہی حرکتیں یہی ہنسنا ہنسنا تمہیں رولائے گا کہ کاش وقت کا پیہ گھومے اور تم دوبارہ سے یہ لمحے جی سکو۔ (فاریہ نے اس کے کندھے پر بازو پھیلا کر محبت بھرے انداز میں مسکرا کر کہا

اور میرے تین چچ چاولوں کے پیسے بھی یاد آئیں گے تم دونوں کو (نور کی گل افشانی پر اقرا کے " (تنے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے اور تینوں دوستیں کھل کر ہنسیں

اب چائے منگوائی جائے یا نہیں (نور نے استفسار کیا اور دونوں کے ہاں کہنے پر اس نے ٹھیلے والے " (کو تین کپ چائے کا کہا

واہ تین کپ چائے اور تین چچ چاول (اس بار اقرا بولی اور تینوں کافی دیر تک اس یادگار دن پر " (تبصرے کرتیں ہنستی رہیں

.....

حال:

رات سبک رفتاری سے گزرتی رہی اور اقرا کی سانسوں پر اس آزمائش کا بوجھ بڑھتا رہا۔ موسم میں سختی در آئی۔ وہ انکار کرنے کا سوچتی تو فاریہ کا چہرہ نظروں کے سامنے آجاتا اور جو اقرار کا خیال ذہن میں آتا تو موسیٰ اور اس کے کالے دھندے جھوٹی شناخت امتحان بن کر سامنے آ موجود ہوتے۔

بہر حال ایک تو فیصلہ کرنا تھا اب چاہے انکار یا اقرار۔

دونوں ہی صورتوں میں آزمائش شرط تھی۔

اسے فیصلے کا اختیار ہوتے ہوئے بھی کوئی اختیار نہیں تھا۔ یہ کیسی نا انصافی تھی۔ یہ کیسا عجب کھیل کھیل رہی تھی قسمت اس کے ساتھ۔

باپ بچپن میں چھوڑ کر چلا گیا۔ اب تک سوتیلے باپ اور اس کے بیٹے کے ظلم و زیادتی کا شکار بنی رہی اور اب شادی یعنی پوری زندگی اب ایک کر منل کے نام کرنی ہوگی۔

.....

ماما نے وال کلاک پر ٹائم دیکھا ساڑھے نو بج رہے تھے اور فاریہ ابھی تک سوئی ہوئی تھی۔ اسے جگانے کا ارادہ کیا۔

ویسے نارمل روٹین میں وہ لیٹ اٹھتی ہے مگر کل اسکا آخری پیپر تھا اسی لیے ماما نے اسے اٹھانا چاہا۔ وہ جب کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئیں تو دیکھا وہ بیڈ پر لیٹی دائیں جانب کروٹ کیے سوئی ہوئی تھی۔ چہرہ بالوں کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا۔ وہ مکمل طور سے کمبل میں دبکی ہوئی تھی۔

ماما نے اسے آواز دے کر جگانا چاہا مگر وہ سوتی رہی۔ پھر پلٹ کر کمرے کے پردے سمیٹتے ہوئے اسے آوازیں دیں۔

فاریہ فاریہ اٹھ جائو۔"

ماما کے آوازیں دینے پر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی، انہوں نے آگے بڑھ کر اس کے ماتھے کو چھوا اور پریشانی نے انہیں آن گھیرا۔

ماما کو لگا جیسے انہوں نے آگ کو چھو لیا ہو، فاریہ بخار میں تپ رہی تھی۔ چہرے سے بالوں کو ہٹایا، گالوں پر سرخیاں نمایاں تھیں۔ ماما کو بے چینی ہوئی۔

ان کے ہاتھ پیر پھول گئے۔ انہوں نے اسے ہلایا، وہ زرا سا کسمائی مگر آنکھیں ناکھولیں۔ پھر ملازمہ کو آوازیں دیں۔

-----

(ارسم ناشتہ کیے بغیر ہی چلے گئے) (نور کچن سے باہر ڈائننگ ایریا میں آئی تو پھپھو کو اکیلا پا کر پوچھا)

وہ بڑی بھابھی کی کال تھی فاریہ کی طبیعت بہت خراب ہے۔

(کیا ہوا فاریہ کو؟) (اسے پریشانی ہوئی)

کہہ رہی تھیں تیز بخار ہے بھائی لوگوں کو آج ڈیرہ غازی خان جانا پڑ گیا کسی جاننے والے کی ڈیوٹھ " ہوگئی اسی لیے ارسم کو بلایا کہ ہسپتال لے جائے۔

تو وہ ہمیں بھی ساتھ لے جاتے

ابھی دیکھتے ہیں ناشاید اسے ایڈمٹ کر لیں ڈاکٹر"

(کیا اتنی طبیعت خراب ہے (وہ ان کے پاس آ بیٹھی اور فکر مندی سے بولی"

نہیں بس موسمی بخار ہے۔ انشاء اللہ سب خیر ہوگی تم فکر نہ کرو"

(پچھپو نے اس کے گال چھو کر پیار سے سمجھایا)

کل رات میں تو ٹھیک تھی ایسے اچانک سے تیز بخار کیسے ہو گیا"

بیماری تو ایسے ہی آتی۔ بس تم دعا کرو خدا اسے جلد سے جلد شفا عطا کرے آمین"

ثم آمین"

(پھر بھی پھپھو ارسم مجھے ساتھ لے جاتے (وہ روہانسی ہوئی")

ارے یہ کیا تم رو رہی ہو نہیں میری بیٹی رونے والی کیا بات ہوئی بھلا ادھر آؤ کچھ نہیں ہوگا تم بے " فکر رہو اور دعا کرو بس۔

پھپھو نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔ وہ ارسم اور فاریہ کی بے تکلفی سے ہرٹ ہوتی تھی مگر فاریہ اسے عزیز بھی اتنی ہی تھی۔ بچپن سے اس کے ساتھ ساتھ رہی ہے۔ دونوں ایک دوسرے سے ایسے ہی پیار کرتی ہیں۔ ایک کو اگر تکلیف ہو تو دوسرا ایسے ہی بے چینی اور بے قراری میں مبتلا رہتا ہے۔

.....

موسیٰ کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ بظاہر وہ بڑے مضبوط اعصاب کا مالک تھا مگر اندر سے دل سوکھے پتے کی مانند کانپ رہا تھا۔

اگر اقرانے انکار کر دیا تو؟؟؟

!! نہیں نہیں

ایسا نہیں ہو سکتا۔

وہ یقیناً بلکہ سو فیصد ہاں میں جواب دے گی۔

اور جو ہاں میں جواب مل گیا تو کیا وہ اس کی بے رخی بے اعتنائی کو برداشت کر سکے گا؟؟؟

"\_\_\_\_\_↑↑↑↑↑

اس نے ہاتھوں کی مٹھیاں بنا کر ایک کو دوسری پر مار کر اپنے اندر کے ابال کو، اپنی اندر کی بے قراری کو جھیلنے کا حوصلہ بے دار کیا۔ اسے کسی طور بھی کمزور نہیں پڑنا تھا۔ ہر حال میں اقرا کو قائل کرنا تھا اسے ورنہ شیخ تو اس کی گھات لگائے بیٹھا تھا، اور اقرا اس کی اولین چاہت ہے، اسے تو وہ گرم ہوا سے بچا کر رکھے کجا کے شیخ جیسے درندہ صفت کے حوالے کر دے۔

اقرا کا اجڑا حلیہ پھر اس پر اس کے بازو پر لگے زخموں کی تاب نہ لا سکا وہ کر منل۔ خود پر جی بھر کر غصہ آیا۔ اپنی اندھی محبت میں وہ یہ بھی بھول گیا کہ ایک بار پلٹ کر اس کی خیر خیریت ہی دریافت کر لی ہوتی۔

بکھری زلفیں، پیڑیاں جمے ہونٹ جو کبھی گلابی تھے، بند آنکھیں جن میں موسیٰ کا دل ڈوب سا جاتا ہے ان پر مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان۔ وہ وجود جس میں اس کی جان بند تھی اس وقت لاوارثوں کی طرح فرش پر اوندھے منہ پڑا تھا۔

موسیٰ نے متاعِ جاں کو بازوؤں میں اٹھا کر بیڈ پر لٹایا ساتھ ہی فوراً ڈاکٹر کو کال ملائی اور اسے سب کچھ چھوڑ کر جلدی سے اپنے گھر آنے کا کہا۔

م م مجھے۔۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔ تب قبول۔۔۔۔۔ (اقرا کے منہ سے ٹوٹے پھوٹے الفاظ سن کر وہ تیزی " (سے اس کے پاس آیا اپنے کان اس کے منہ کے قریب کیا

وہ اتنا ہی کہہ کر خاموش ہو گئی۔ اور موسیٰ کو سب بات سمجھ آ گئی۔ وہ نیم بے ہوش سے مکمل بے " ہوشی میں جا چکی تھی۔

اقرا۔۔۔۔۔ آنکھیں کھولو۔۔۔۔۔ اقرآنکھیں کھولو۔ دیکھو میری طرف۔ اقراتم سن رہی ہو مجھے؟

اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے دوسرے سے اس کا چہرہ تھپتہاتے ہوئے مسلسل وہ ہوش میں لانے کی خاطر اسے آوازیں دیتا رہا مگر وہ بے ہوش رہی۔

یہ پہلی بار ہوا ہوگا کہ یوں کسی لڑکی نے ایسی حالت زار ایسی ستم زدہ آفتوں میں گھری نیم بیہوشی کے عالم میں اپنی شادی کی رضامندی دی ہوگی۔

موسیٰ کا دل تڑپ بھی رہا تھا اور خوش بھی ہوا تھا۔ اقرار کی خوشی تھی تو دوسری طرف اس کی جان کی پرواہ بھی حد درجہ تھی۔

آنکھوں میں سرخی در آئی۔ ہونٹ سختی سے بھیج لیے۔ وہ کتنے ہی لوگوں کو موت کی نیند سلاچکا تھا اب تک اور آج ایک لڑکی کے سرہانے بیٹھا اسے ہوش میں لانے کے لیے جتن کر رہا تھا۔

وقت کا پانسا پلٹتے دیر نہیں لگتی۔ کل کو دنیا کو اپنے اشاروں پر نچانے والا آج ایک لڑکی کے لیے دیوانہ بنا بیٹھا تھا۔

آج اس کے لیے اپنا سب کچھ دائو پر لگا دینے پر مصر تھا۔

.....

! تم ہماری بات مان لو، لڑکی گھر پہنچادی جائے گی ورنہ نتائج کے ذمہ داری تم پہ ہوگی"

خبردار !!! میں کہہ رہا ہوں خبردار اگر اسے ہاتھ بھی لگایا تو۔۔۔ (ارسم آگ بگولہ ہوا مگر دوسری " (طرف اطمینان قائم رہا

(تو جانتا نہیں میں کیا حشر) (ارسم کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے کیونکہ کال کاٹی جا چکی تھی)"

تمہارا سنیک مین سے کیا تعلق اور مجھے اتنی فیور دینے کی وجہ؟"

پولیس والے ہو اور اتنے بے تکی سوالات پچ پچ پچ (اس کی طنزیہ ہنسی اور چبھتے الفاظ ارسم کی انا پر " (کوڑے بن کر برسے

ٹھیک ہے تم وعدہ معاف گواہ بننا چاہتے ہو تو میں راضی ہوں مگر مجھے باقی کے ثبوت جلد از جلد " چاہیں۔

ایک تو تم بہت بے صبرے ہو۔ چلو ایسے ہی سہی۔"

ارسم کے خیالات گڈمڈ ہو رہے تھے۔ وہ ایک طرح سے بند گلی میں کھڑا تھا، جہاں مکمل اندھیرا تھا۔ اسے وہ فیصلہ کرنا تھا جس میں اسے بظاہر شکست ہو مگر درحقیقت سارے فائدے اسی کے حصے میں آئیں۔

.....

رات بھر بادل جم کر برسے اسی لیے آج آسمان صاف اور روشن تھا مگر اقرا کی زندگی سے تمام روشنیاں روٹھ کر اسے تاریک چراغ تھا کر جا چکی تھی۔

موسیٰ کے حق میں فیصلہ دے کر فاریہ کی زندگی بچانے والی اقرا خود اجڑ گئی۔

کمرے میں خوابناک اندھیرے سے اقرا کو وحشت ہوئی۔ ناتواں وجود میں جنبش ہوئی۔ سارے جسم میں درد کی ٹیسیں اٹھیں۔ سرہانے کے ساتھ دھرا ڈوپٹہ پکڑا، ہمت مجتمع کر کے وہ بستر سے اٹھ کر آہستہ آہستہ قدم بھر کے گلاس ونڈو کے پاس آئی اور پردے ہٹا کر باہر کی روشنی سے اپنے نصیب کی سیاہی کو مٹانا چاہا۔

پھر مایوس ہو کر گلاس ونڈو پہ دونوں ہاتھ رکھ کے ان پر سر ٹکا لیا ایسے کہ اب ہر سو روشنی ہونے کے باوجود وہ کبھی اس اندھیرے سے نکل نہیں پائے گی جس کا انتخاب اس نے خود کیا۔ کتنے ہی آنسو اس کے دل کے بکھرے ارمانوں کا سوگ مناتے ہوئے سست رفتاری سے گالوں پہ بہہ گئے۔

دروازے پر دستک دے کر مسسز وجاہت اندر آئیں ساتھ میں دو عدد میڈلز جن کے ہاتھوں میں کئی شاپنگ بیگز تھے جن میں اقرا کے لیے برانڈڈ کپڑے جوتے جیولری الغرض ہر چیز موجود تھی۔ لدے پھندے شاپنگ بیگز مسسز وجاہت کے حکم پر کنگ سائز بیڈ پر رکھ کر میڈ ایک طرف ہو کر کھڑی ہو گئیں۔

اقرا کی حالت میں سدھار نہیں آیا۔ وہ اپنی جگہ جم کر کھڑی رہی۔ جتنا ہو چکا تھا اور اب جو ہونے جا رہا تھا اس کے بعد اس کی کچھ کرنے کی اوقات ہی کہاں تھی بھلا۔ ماں بیٹے کے نرنے میں پھنسی وہ ایک حقیر غلام تھی۔

"میڈم کا سوگ ختم ہو جائے تو انہیں تیار کر دینا۔"

مسسز وجاہت نے اسے سناتے ہوئے میڈز کو حکم دیا۔

(یہ سوگ تو اب ساری عمر کا ہے۔) (اقرا کی پست آواز پر وہ چونکیں)

انسان جو بھی جیسا بھی ہو لیکن آئی بلیو نا شکرانا ہو۔ کم سے کم جو ملے اس کی قدر لازم ہے۔ تبھی "پہلے سے بڑھ کر عطا ہوتا ہے۔"

مسسز وجاہت نے صاف سیدھے انداز میں اپنی طرف سے اقرا کے رویے پر افسوس کیا۔

شکر!! کیسا شکر؟ (تیزی سے پلٹ کر شکوہ کناں لہجے میں بولی ساتھ ہی بے دردی سے آنسو پونچھ "ڈالے)

مسسز وجاہت نے اسے سرتا پیر دیکھا پھر بیڈ پر دھری تمام چیزوں کو اور اپنے تئیں اسے مرعوب کرنا چاہا۔

تم پر جان چھڑکنے والا شخص تمہارا ہمسفر بن رہا ہے اور ساتھ میں تا عمر یہ سب دھن دولت ملے گی "تب یہ رونا دھونا کس بات کا؟ (ساڑھی کے پلو کو اپنے بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی پر لیٹتے ہوئے (انہوں نے کہا

(میڈم کو تیار کرو) وہ ساڑھی کے پلو کو چھوڑ کر وہ مڑیں لیکن اقرا کی آواز پر رکنا پڑا۔

(و عشرت جہنم میں لے جائے گا آپ کو۔) (اقرانے کھلے دل سے بد دعا دی

**!خبردار آئندہ جو ایسی بکواس کی تم نے"**

کیوں سچ نہیں سنا جاتا؟"

"اپنی اوقات مت بھولو۔۔۔۔۔ میرے بیٹے کی نظر تم پر ٹھہر گئی ورنہ دو کوڑی کی نہیں ہو تم"

"!! !!

موسیٰ کمرے کے دروازے کے بیچ و بیچ کھڑا ان کی بات سن چکا تھا۔ سب کی نظریں اس جانب اٹھیں۔

"لیوو"

ہاتھوں سے اشارہ کرتے اس نے غصے سے میڈز کو کہا۔ ان کے وہاں سے جانے کے بعد اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا۔

آپ میری ہونے والی بیوی کی گھر کے ملازمین کے سامنے انسلٹ کر رہی ہیں۔"

Have you lost your mind ?

اس کے لہجے میں افسوس ہی افسوس تھا۔ وہ ان دونوں کے نزدیک چلا آیا۔

میں نے ایسا کیا غلط کہہ دیا۔ ایک مڈل کلاس لڑکی کو تم لائف پارٹنر بنا رہے ہو جبکہ ایسی معمولی " لڑکیاں تو چند ٹکوں میں ریڈ لائٹ ایریا۔۔۔۔۔

"! انففففففف"

موسیٰ کی گرجدار آواز کمرے میں گونجی۔ مسسز وجاہت کے لیے موسیٰ کا رویہ الارمنگ تھا۔ موسیٰ نے جڑے بھینچ کر ایک گہرا سانس بھرا۔ اتنی گری ہوئی بات اس کی ماں کیسے کر سکتی تھی وہ بھی اس کی اقرا کے بارے میں۔

نرم نگاہوں میں پہلی بار آگ نمایاں ہوئی۔ اقرا کو ان دونوں سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ موسیٰ نے اسے دیکھا اور مسسز وجاہت کو مضبوط لہجے میں کہا۔

اقرا کو کچھ نہیں کہیں گی آپ۔۔۔ (توقف کیا) اور کسی غیر یا یوں ملازمین کے سامنے تو ہرگز نہیں۔"  
۔۔۔۔۔ اسے کوئی تکلیف پہنچی تو میں سب کچھ جلا کر راکھ کر دوں گا۔ گاٹ اٹ؟

آخری بات دانت پیس کر ان کو دیکھتے ہوئے کہی جو اس کے لہجے کے اتار چڑھاؤ کو بہت اچھے سے سمجھ رہی تھیں۔ مسسز وجاہت نے چند لمحے اسے دیکھا پھر طیش کے عالم میں واک آؤٹ کر گئیں۔

(ماما کی طرف سے آئم سوری) (اس نے اقرا کو دیکھ کر شرمندگی سے کہا)

ان بے گناہوں سے معافی مانگو جن کی زندگیاں اجاڑ کر یہ محل بنا رکھا ہے۔ (اقرا نے اسے مزید " شرم دلائی لیکن موسیٰ اقرا کی طرف سے چبھتی باتوں، طعنہ زنی اور سرد مہری یعنی ان سب کے لیے تیار تھا۔

ہر چیز اپنی پسند سے تمہیں تصور میں سوچ کر خریدی ہے۔ ایک گھنٹے بعد ہمارا نکاح ہے اور فاریہ گھر " پہنچ چکی ہے لیکن جسے ایک بار اغوا کیا جائے۔۔۔۔۔ وہ دوسری بار بھی (اس نے دانستہ بات ادھوری (چھوڑ دی

اقرا کی آنکھوں میں لہو اترتا، اس نے تیزی سے موسیٰ کا گریبان پکڑا مگر اچانک ہی آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھا گیا۔

موسیٰ نے جلدی سے اس کے گرد بازوؤں کا گھیرا بنا کر اس کے نازک وجود کو سنبھالا، جو موسیٰ کا گریبان چھوڑ کر اپنے چکراتے سر کو پکڑے نیم غشی کے عالم میں موسیٰ کو دیکھ رہی تھی۔  
تمہیں یوں تکلیف میں دیکھ کر میرا دل کڑھتا ہے۔۔۔۔۔(بے بسی سی بے بسی تھی موسیٰ کی آواز "  
(میں)

تو۔۔۔ آزاد کر دو۔۔۔۔۔خ خ ختم کر دو میری تکلیف (اقرانے نظریں جھکالیں۔۔۔۔۔پھر چند "  
(سیکنڈز گزرنے کے بعد نظریں اٹھا کے اسے حل بتایا  
کھلی بکھری زلفیں اس پر پلکوں کا اٹھنا گرنا اور نگاہوں کا نگاہوں سے ملنا۔  
تمہیں آزاد کر دوں تو دل کا کیا کروں جس میں صرف تم ہی تم ہو۔(موسیٰ نے خوبصورتی سے اپنی "  
(محبت کا اظہار کیا لیکن دوسری طرف کوئی اثر نہیں ہوا  
اقرانے اس کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر انہیں پیچھے کیا اور بیڈ کی طرف چلی مگر پھر سے چکر آیا اور  
اس بار موسیٰ کے بڑھتے ہاتھوں کو دیکھ کر اس نے اشارے سے اسے دور رہنے کو کہا۔  
اس نے باہر کھڑی میڈ کو آواز دی جو فوراً اندر آئی۔  
!میم کے لیے کچھ کھانے کو لائو جلدی"

جی سر۔"

اقرا بیڈ پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے چلتی آئی اور بیڈ کرائون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

آنکھیں بند تھیں، لب خاموش اور یوں تھکاوٹ تھی جیسے سالوں سے تیز دھوپ میں صحرا میں ننگے پیر بھٹک رہی ہو۔

موسیٰ کے دل پر ضربیں لگیں جنہیں وہ سہہ گیا۔ متاعِ جاں ہے وہ اس کی، بھلا کیسے وہ اسے خود سے جدا کر سکتا تھا۔

پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر موبائل نکالا اور اپنے خاص ملازم کو نکاح خواں کو اقرا کے کمرے میں لانے کو کہا۔

ایک بار نکاح ہو جائے پھر مجھے فکر نہیں رہے گی۔"

اقرا ہلکے ہلکے سانس لے رہی تھی۔ موسیٰ اب جو بھی کر رہا تھا اقرا میں اتنی طاقت نہیں تھی ابھی کہ اس سے بحث کرتی، سو خاموش رہی۔ وہ وہیں اس سے کچھ فاصلے پر سینے پر بازو فولڈ کیے کھڑا نکاح خواں اور گواہان کا انتظار کرنے لگا۔

.....

ٹینشن کی بات نہیں ہے آنٹی ڈاکٹر سے میری تفصیلی بات ہوئی ہے موسمی بخار ہے انشاء اللہ جلدی " آرام آجائیگا۔ بس آپ اس کا خیال رکھیں۔

شام میں وہ اسے ڈسپارچ کروا کر گھر لے آئے تھے۔ اب وہ دوائوں کے زیر اثر سوئی ہوئی تھی۔ ایسے کیسے اتنا شدید بخار ہو گیا۔ ہمارے جاتے وقت تو ٹھیک ٹھاک تھی پھر کیسے اتنی طبیعت خراب " (ہو گئی)۔ (اما ابھی تک اسے لے کر پریشان تھیں

آنٹی پیپر کی ٹینشن لی ہوگی یقیناً۔"

اچھا اب ہمیں باہر چلنا چاہیے اسے آرام کرنے دیں۔ آجائیں بھابھی۔ یہ سو کر اٹھے گی تو بالکل فٹ " ہوگی۔"

چھوٹی بھابھی نے انہیں تسلی دی۔ اور انہیں فاریہ کے پاس سے اٹھا کر باہر لے آئیں۔ ارسم نے اب گھر جانے کی اجازت چاہی تو دونوں نے اسے ڈنر کے لئے روکا لیکن وہ ضروری کام کا کہہ کر معذرت کرتا وہاں سے نکل آیا۔

.....

ڈرگز کی سپلائی ہو چکی ہے۔ آگے کیا حکم ہے؟

ختم کردو اسے (مشینی آواز موبائل سے برآمد ہوئی) تاکہ باقی سب کو عبرت حاصل ہو۔ ہماری مرضی کے خلاف جو کوئی کچھ بھی کرے گا اس کا مرنا لازم ہے۔

.....

وکی ڈرگز ڈیلیور کروانے کے بعد اب گھر جا رہا تھا اور شیخ کے پی اے کو کال ملا کر اسے کام ہو جانے کی خوشخبری سنائی۔

"ویل ڈن مجھے یقین تھا تم یہ کام بہت اچھے سے کرو گے۔ اب تم انعام کے حقدار ہو۔"

مشینی آواز میں اسے تعریفی کلمات سن کر اس کی باچھیں کھل گئیں۔ ساتھ بیٹھے پی اے نے بھی دانت نکالے۔

شکریہ شکریہ

لیکن ایک سوال ہے بس پھر تمہیں وہ زمین مل جائے گی، جس کی تم نے ڈیمانڈ کی تھی۔"

ارسم کو خاکی لفافہ کس سے پوچھ کر دیا؟"

تمہارے پاس دس سیکنڈ ہیں ٹک ٹک ٹاک ایک۔۔۔۔۔دو۔۔۔۔۔"

چار۔۔۔۔۔ پانچ۔۔۔۔۔ چھ "

میں۔۔۔۔ میری بات۔۔۔۔"

سات۔۔۔۔۔ آٹھ۔۔۔۔۔ نو۔۔۔۔۔"

مجھے معاف کر دیں میں آئندہ ایسا کچھ نہیں کروں گا"

ٹک ٹک دس۔۔۔۔۔ آئندہ کچھ ایسا ویسا تبھی کرو گے جب زندہ بچو گے۔ یہ بات مکمل ہونے کے "

ساتھ ہی گاڑی میں لگا ٹائم بم پھٹا اور گاڑی کے پرچے ہوا میں اڑے۔ زوردار دھماکہ سے سنگل روڈ

کے اطراف اونچے درختوں کی ٹہنیوں میں بیٹھے پرندے بھی شور مچاتے یہاں سے وہاں پر پھیلانے اڑنے لگے۔

یہ ایریا شہر سے کافی دور تھا۔ اس لیے ادھر ٹریفک نا ہونے کے برابر تھی۔

مقامی پولیس اسٹیشن میں انجان نمبر سے کال موصول ہوئی جہاں اس حادثے کی اطلاع دی گئی۔

-----

تم میری اولین چاہت ہو۔ میرے دل کی سلطنت پر تمہارا راج ہے۔ تمہیں دیکھتا ہوں تو سب پس " منظر میں چلا جاتا ہے۔ " نکاح ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ نکاح خواں اور گواہان سب واپس جا چکے تھے۔۔۔۔۔ کمرے میں سب چیزیں اپنی جگہ پہ تھیں بس اسی کی دنیا اجڑی تھی۔ تمہیں نہس ہوئی تو اقرق کی ذات۔ موسیٰ اس کے قریب بیڈ پر ایک ٹانگ فولڈ کر کے بیٹھتے ہوئے گویا ہوا۔

مجھے یہ پیار محبت یہ سب جھوٹ لگتا تھا۔ سب افسانوی باتیں تھیں میرے نزدیک پھر جس پل تمہیں " دیکھا۔۔۔۔۔ (چند لمحے کی خاموشی) اس ایک پل نے مجھے یکسر بدل کے رکھ دیا۔

اقرا بے تاثر چہرہ لیے اس کے محبت سے چور، پیار کی چاشنی میں ڈوبے سچائی کے رنگوں سے بننے الفاظ بے دلی سے سن رہی تھی۔ یہ سچ تھا کہ وہ موسیٰ کو دل دے چکی تھی مگر اس کی حقیقت کھل جانے کے بعد اب اسے موسیٰ سے محبت کم اور گھن زیادہ آتی تھی۔ وہ جب جب اسے دیکھتی اسے اپنی اذیتیں یاد آتیں وہ کیسے طلحہ اور پھر وکی جیسے تیج ذات مردوں کے درمیاں رہی اور ایسی کتنی ہی معصوم لڑکیاں ان جیسوں کے ہاتھ لگ کر موت کی نیند سونیں کون جانتا ہے بھلا۔

جانتی ہو یہ منظر کتنا حسین ہے (اس کے گود میں دھرے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لے کر موسیٰ نے " کہا۔۔۔ اقرا چاہ کر بھی اپنا ہاتھ پیچھے نہ کھینچ پائی) تم میرے پاس میری محرم بن کر بیٹھی ہو۔ کوئی مجھ سے اس وقت یہ پوچھے کہ خوش قسمتی کسے کہتے ہیں تو میں برجستہ کہوں کہ "جسے دل چاہے وہ یوں "آپ کے پاس ہو آپ کے محرم کے روپ میں

موسیٰ نے اس کے ہاتھ کو باری باری اپنی آنکھوں سے لگایا پھر آنکھیں بند کیں اور اس کے ہاتھ کو لبوں سے چھو لیا۔۔۔۔۔ پہلا نرم محبتوں بھرا لمس پا کر اقرا کے ذہن سے سب مٹ گیا۔ وہ کون ہے؟ کیا ہے؟ موسیٰ کا کردار اس کی اصلیت سب جیسے کہیں کھو گیا۔ اس نے شرم اور جھجک کی ملی جلی کیفیت میں اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا اور موسیٰ نے ہاتھ چھوڑ دیا۔

میں دنیا کے لیے جو بھی جیسا بھی ہوں۔۔۔۔۔ لیکن تمہارے لیے "

صرف تمہاری محبت کا طلبگار

تمہاری نظروں کا دیوانہ

تمہارے دیدار پہ فدا

تمہاری زلفوں کا اسیر

تمہارے عشق میں گم

تمہارا تابعدار ہوں۔۔۔۔۔

اقرا کی نظریں جھکی تھیں۔ چاہے جو بھی تھا اب وہ اس کا شوہر تھا۔ اس کا مجازی خدا۔ وہ ان خوبصورت لمحوں میں کھل کر جینا چاہتی تھی مگر اس کی اصلیت ان کے رشتے کے آڑے آجاتی۔

(تم کچھ کہو گی نہیں؟) (موسیٰ نے اس کی خاموشی کو خاص نوٹ کیا)

(مثلاً کیا کہوں؟) (اقرا نے نظریں اٹھا کر عام لہجے میں کہا)

کچھ بھی

کچھ کہنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ میں کس سے مخاطب ہوں؟

موسیٰ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

تم موسیٰ بن کر میرے سامنے ہو یا وہاج بن کر۔"

(مہمم یہ تو واقعی سوچنے والی بات ہے۔) اس نے کھلے دل سے اس کی تائید کی

اٹھو (خود کھڑے ہو کر اس نے ہاتھ بڑھا کر اقرا کو اٹھنے کا کہا۔ اقرا اس کے بڑھے ہاتھ کو اگنور کر کے بیڈ سے اٹھی۔ موسیٰ نے مسکرا کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا تب اقرا نے سرد آہ بھری۔ وہ بھلا کہاں اس گھر میں اپنی مرضی کی مالک تھی۔ اک پر کٹے پرندے سی حالت تھی اقرا کی۔۔۔۔۔ اس کے ہاتھ کو سینے سے لگا کر دوسرا بازو اس کے کندھے پر پھیلا کر اس نے قدم بڑھائے۔

اقرا اس کے ساتھ لگی یوں چل رہی تھی کہ ایک ہاتھ پہلو میں گرا اور دوسرا موسیٰ کے سینے پر دھرا تھا۔ وہ اس کے سینے سے لگی اس کے ساتھ قدم سے قدم ملائے چل رہی تھی۔ اس کا رخ اپنے کمرے کی طرف تھا۔ وہ یونہی اسے خود سے لگائے سرشاری کے عالم میں چہرے پر مخصوص نرم مسکان سجائے اسے اپنے ساتھ لگائے اب ان دونوں کے مشترکہ کمرے میں جا رہا تھا۔

اقرا گول زینے اترنے کے بعد بھی یہ جاننے سے قاصر تھی کہ وہ اسے یوں کہاں لے جا رہا ہے اب سامنے کمرہ دیکھ کر ساری بات سمجھ میں آئی۔

ایک طرح سے یہ اس کی رخصتی ہی ہو رہی تھی۔ اب نکاح کے بعد وہ اور موسیٰ الگ تھوڑی تھے۔ پھر الگ کمروں میں رہنے کا کیا جواز۔ موسیٰ اسے یوں خود سے لگائے کسی فاتح کی طرح چل رہا تھا۔ اس نے جسے پورے دل کی گہرائیوں سے چاہا، خدا نے اسے اس کا محرم بنا دیا۔

کل تک جسے وہ سوچتا تھا، جو ہر وقت اس کے حواسوں پہ سوار رہتی تھی آج سے اس کے تمام جملہ حقوق موسیٰ کے نام ہو چکے تھے۔ اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

میں اپنی بیٹی کو دھوم دھام سے رخصت کروں گی سارے ارمان پورے کرنے ہیں میں نے (قریب " (کہیں ماں کی آواز سنائی دی

میری جان میری شہزادی ہے تو اور تیرے لیے کوئی شہزادہ ہی آئے گا دیکھنا وہ شہزادہ جو تجھے اس " جہنم سے نکال کر اپنے محل میں لے جائے گا جہاں تو بہت خوش رہے گی۔ (ماں کی کہی باتیں اس کے (گرد گنگناتی ہوئی اسے جیسے رخصت کر رہی تھیں

امی آپ بھی نا کچی آنکھوں سے خواب دیکھتی ہیں جن کی کوئی تعبیر نہیں ہوگی۔"

نہیں مجھے اپنے خدا پہ پورا بھروسہ ہے وہ تجھے بہت بھاگ لگائے گا دیکھنا انشاء اللہ۔"

ماضی کے جھروکوں سے اسے وہ لمحے وہ حسین وقت یاد آنے لگا جب وہ اپنی ماں کی آغوش میں سر رکھ کر ڈھیروں باتیں کرتی۔

یار تمہاری شادی پہ ناہم نے خوب ہلا گلا کرنا ہے۔ انت مچا دیں گے کیوں فاریہ؟

"ہاں ہاں کیوں نہیں ضرور۔"

دوستوں کی باتیں بھی کانوں میں سنائی دینے لگیں۔

اسے محسوس ہی نہیں ہوا اس کی آنکھیں برسنے لگیں اور نظر دھندلانے لگی۔ اس نے آنسو پونچھ کے دھند ہٹانے کی کوشش نہیں کی بلکہ آنکھوں کو بند کر لیا۔ وہ دونوں اب کمرے میں داخل ہو چکے تھے۔

.....

!!! آ آ آ

شدید سرد موسم میں اس کا جسم پسینے میں شرابور تھا۔ تیزی سے سانس لیتی وہ لیٹے سے اٹھ بیٹھی۔ اس نے براخواب دیکھا جس میں ایک نقاب پوش شخص اس کی طرف قہقہے لگاتا بڑھ رہا تھا۔ فاریہ نے سائیڈ ٹیبل سے جگ اٹھایا اور ساتھ رکھے گلاس میں پانی انڈیلا۔

ایک ہی سانس میں وہ پورا گلاس پینے کے بعد گلاس واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر اپنا چہرہ صاف کرنے لگی۔

"تم اس بارے میں گھر میں کسی کو نہیں بتاؤ گی فاریہ۔"

ارسم کی کہی بات اسے یاد آئی۔

بخار اتر چکا تھا مگر دماغ سن تھا۔ ارسم کے بقول وہ لوگ ارسم پر کسی کیس کو لے کر پریشر ڈال رہے تھے اسی لیے اسے اغوا کیا گیا۔ وہ خود بھی کسی کو کچھ نہیں بتانا چاہتی تھی خواہ مخواہ سب پریشان ہو جاتے اور ارسم نے سادے سوٹ میں ملبوس پولیس کے جوان گھر کی سیکورٹی پہ معمور کیے تھے۔

گھر والوں سے اس نے بڑی مہارت سے جھوٹ بولا۔ بس سردی میں بغیر سویٹر اور شال کے ٹھنڈی ہوا ست لطف اندوز ہونے کی غرض سے وہ باہر لان میں نکلی۔ چوکیدار کو اس اغواء کے واقعے کی کوئی خبر نہیں تھی کیونکہ اغواء کار پچھلی دیوار پھلانگ کر گھر میں داخل ہوئے تھے۔

فاریہ نے کھڑکیاں دیکھیں پھر اپنی تسلی کے لیے اٹھ کر ننگے پیر انہیں چیک کیا کہ کیا واقعی وہ لاکڈ ہیں۔ پھر گھر اسانس بھر کر خود کو پر سکون کرتی وہ بیڈ پر آکر لیٹ گئی۔

.....

نیوز رپورٹر اور بھی کچھ بولتی کہ مسسز وجاہت نے ولیم میوٹ کیا اور تیزی سے اپنے پاس صوفے پر رکھے موبائل سے کال ملائی۔

اس لفافے کا کیا بنا؟"

"ٹرین پٹری پر ہی رہے تو ٹھیک ورنہ پاتال کی ٹکٹ کٹ جاتی ہے۔ اور اس کھڑوس سر پھرے مرد " مجاہد پر کڑی نظر رکھو۔۔۔۔۔۔ ہاں وہی جس کا ڈر تھا۔۔۔ نہیں معاملہ سنگین ہے۔۔۔۔۔۔ وہ لڑکی کچھ زیادہ ہی اس کے حواسوں پر سوار ہے (صوفی کے ہتھے پر ہاتھ کی مٹھی بنا کر مارتے ہوئے انہوں نے غصے سے کہا)۔۔۔۔۔۔ بٹ فارگیٹ آباؤٹ ہر۔۔۔۔۔۔ جو کہا اسے ذہن میں رکھو۔

آخر میں سختی سے ہدایات جاری کرنے کے بعد کال ڈسکنٹ کر دی۔

-----

کمرے میں نائٹ بلب کا اجالا تھا۔ گلاس ونڈو پر دبیز پردے گرے ہوئے تھے۔ صبح کے ساڑھے آٹھ بج رہے تھے۔ کچھ دیر پہلے ہی اس کی نیند ٹوٹی۔ تب سے وہ دائیں کروٹ کیے چہرے کے نیچے دایاں ہاتھ رکھ کر موسیٰ کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی زندگی میں موسیٰ کو آئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا پھر کیا وہ اس پر بھروسہ کر سکتی ہے؟

کیا واقعی موسیٰ اسے کبھی چھوڑے گا نہیں اور اس کی محبت ہمیشہ یوں ہی رہے گی فدا ہونے والی؟ وہ اس پر شرعی اور قانونی طور پر حق رکھتا ہے۔ اس کا شوہر ہے وہ لیکن اس کی حقیقت بھی تو اس سے چھپی نہیں۔

کشادہ پیشانی، لو دیتی نگاہیں جو بند تھیں، اور لب جن پر نرم سی مسکراہٹ سجی رہتی وہ خاموش تھے۔ موسیٰ کو سوچتے سوچتے اس کے ذہن کے پردے پر طلحہ کا چہرہ ابھرا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کا چہرہ وکی کے چہرے میں تبدیل ہوا، اقرانے بے ساختہ خوف سے جھرجھری لی اور خدا سے ان دونوں سے خود کے محفوظ رہنے کی دعا مانگی۔

وہ ایک برے شخص کی محبت میں بری طرح گرفتار کیوں ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔ وہ اصول پسند، با  
!!! کردار صوم صلوة کی پابند لڑکی کیسے بھلا ایسے مرد کا انتخاب کر سکتی تھی

وہ چاہ کر بھی اپنے اندر کی جنگ کو ختم نہیں کر پا رہی تھی۔

اس کی آنکھ دروازے پر مسلسل ہونے والی دستک سے کھلی۔ اس نے اقرا کو دیکھا جو جاگی ہوئی تھی اور اس کے دیکھنے پر پزل ہو کر رخ پھیر گئی۔ موسیٰ کے لب خود بخود مسکرا اٹھے۔

(گمنگ) (اوپنچی آواز میں اس نے کہا " )

اقرا لیٹے سے اٹھ بیٹھی اور ساتھ پڑا ڈوپٹہ اٹھا کر سر پہ اوڑھ لیا۔

خود پر سے تیزی سے کمبل ہٹا کر موسیٰ نے پاؤں بیڈ سے نیچے اتارے، سلیپر پہنے اور اٹھ کھڑا ہوا۔  
پھر کچھ سوچ کر پلٹا۔

تیار ہو جائو تمہیں کہیں لے جانا ہے۔"

اقرانے ہاں میں سر ہلایا۔ اس نے اپنے کپڑے صحیح کیے۔

واٹس دا پرابلم؟"

موسیٰ نے دروازہ کھول کر خفگی سے پوچھا۔

میم آپ کو بلارہی ہیں۔ اٹس ارجنٹ۔"

میڈ نے پیغام پہنچایا۔

او کے آئی ایم کمنگ۔"

اقرانے باتھروم میں جا چکی تھی۔ میڈ کے جانے پر وہ مڑ کر سائیڈ ٹیبل تک آیا اور موبائل اٹھایا۔ ان

لاک کیا تو پتا چلا پی اے کی ان گنت مسڈ کالز اور میسنجز آئے ہوئے تھے۔

.....

پرائیوٹ نمبر دیکھ کر اس نے ان سب کو وہاں سے جانے کا کہا۔

ہیلو۔"

مشینی آواز بند ہوئی اور کال ڈسکنٹ۔

منصور موبائل کان سے ہٹا کر سیٹی بجانے لگا۔ چہرے پر پراسرار مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔

[illegible]

--عیش ہوں گے تیرے عیش----پیسہ ہی پیسہ-----ہاہاہاہاہاہاہا

راکنگ چیئر کو گھما کے ترچھا ہو کر فل لینتھ مرر میں اپنے عکس سے مخاطب ہو کر اس نے کتنی ہی اپنی بلائیں لے ڈالیں۔

-----

وقاص کو مارنے کی کیا وجہ بنی؟ (ماما اپنے کمرے میں ٹہل رہی تھیں تبھی وہ اندر اتا ہوا حیرانگی سے " (بولا)

تمہیں کیسے پتا چلا؟"

وہ ضروری نہیں۔"

وہ پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے، ڈریسنگ ٹیبل سے پشت ٹکا کر انہیں دیکھتے ہوئے بولا۔

وجہ تو معلوم نہیں لیکن کچھ ایسا ہی کیا جو شیخ کو پسند نہیں آیا۔"

انہوں نے اندازہ لگایا۔

اپنے ہی نائب کو مارنے کی کیا ضرورت پیش آگئی پھر خود ہی اس کا انتخاب بھی کیا ہو تو بات کچھ " سمجھ نہیں آتی۔

تمہیں اس سے زیادہ اپنی فکر کرنی چاہیے۔ (ماما نے اسے ٹوکا) مرنے والا مر گیا۔ بات ختم۔"

تو اب ہمیں کیا کرنا ہے؟"

شیخ ہی بتائے، میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ شام میں میٹنگ ہے۔ اسی میں سب پتا چلے گا۔"

ٹھیک ہے جو ہو گا مجھے انفارم کر دیجیے گا۔"

وہ ٹیک ہٹا کر سیدھی ہوا اور نارمل لہجے میں کہا۔

کیا مطلب؟؟؟"

انہیں اس کا کل بھی بدلا بدلا رویہ ایک آنکھ نہیں بھایا تھا کہ آج وہ پھر اسی بدلے بدلے انداز میں ان کے سامنے پھر سے کھڑا تھا۔

میں اور اقرا لاہور جا رہے ہیں۔"

اس نے اپنے موبائل پر پی اے کو میسج ٹائپ کرتے ہوئے انہیں مطلع کیا۔

تم ہوش میں ہو؟؟؟"

وہ تپ گئیں اس بار۔ جو بھی تھا وہ شیخ سے اچھے سے واقف ہونے کے باوجود ایسی غیر سنجیدگی کا

مظاہرہ کیسے کر سکتا تھا۔

تمہاری پریکٹیکل لائف مائی فٹ"

!تم ایسے بی ہیو کیوں کر رہے ہو جیسے اس کی فطرت سے واقف نہیں"

شکر ہے سپر ختم ہو گئے۔"

نور نے کمرہ امتحان سے باہر نکلتے ہوئے ساتھ میں چلتی فاریہ سے کہا۔

ویسے یہ تمہیں کیا سوچھی بخار کی، مانا تمہیں میری جدائی نے دکھی کر دیا لیکن اتنا جوگ لینے کی کیا " (ٹک تھی) وہ دونوں مین گیٹ کی طرف جا رہی تھیں (اتنی تم مجھے عزیز (فاریہ نے اسے منہ چڑایا)

آئی نو یو لوو می ڈارلنگ، لیکن یوں نہیں کرتے پگی تم میری طرف آجاتی، اس لیے اب تم میرے " ساتھ چلو گی، میں ارسم سے پوچھوں وہ آگئے یا نہیں۔ اسی وقت نور کے موبائل پر ارسم کا میسج موصول ہوا۔ لو نام لیا جناب حاضر۔"

فاریہ کے دماغ سے ابھی تک وہ رات نہیں نکل پا رہی تھی۔ وہ نور سے باتیں تو کر رہی تھی مگر دھیان بھٹک بھٹک کر اسی رات کی طرف چلا جاتا۔ ماما کی کال آرہی ہے۔"

وہ دونوں مین گیٹ کے پاس آئیں تو فاریہ کا فون بجنے لگا۔

کیا ہوا سب خیریت ہے نا؟"

لیکن میں نے تو ان سے اجازت لے لی تھی۔"

ہیں وہ کیوں؟"

لیکن تائی اور ماما تو کسی رشتہ دار عیادت کے لیے جانے والی تھیں۔"

اوہو تو کوئی بات نہیں ہم وہاں سے ہو کر چلے جاتے چلو۔ دیکھتے ہیں کیا معاملہ ہے۔ (نور نے اس کے "کندھے پر بازو پھیلا کر اس کا گال کھینچا

(توبہ یار ہٹو پرے (فاریہ نے اسے پرے دھکیلا"

ہق ہا ایک تو بندہ پیار کرے، اوپر سے نخرے۔"

-----

ارسم انہیں گھر کے گیٹ پر چھوڑ کر چلا گیا اسے کوئی ضروری کام تھا۔ وہ دونوں اپنا اپنا راگ الاپتی  
ہوئیں اندر آئیں اور ڈرائنگ روم میں سامنے بیٹھے وجود کو دیکھ کر وہ پتھر کی مورت بن گئیں۔۔۔۔۔

کچھ دیر نور اور فاریہ کو اپنی جگہ سے ہلتا نا دیکھ کر اقرانے انہیں ہوش دلایا۔  
یہ سکتہ ختم ہو جائے تو اپنی دوست سے مل لو۔"

! اوئے تم م م م م م

نور شولڈر بیگ دھڑام سے پھینک کر اسی کی طرف بڑھی جو ان کے ڈرائنگ روم میں داخل ہونے پر  
کھڑی ہو چکی تھی۔

مجھے بھی جگہ دے دو تھوڑی سی۔"



یہ کیا؟ یہ خون کیسا؟"

(اوتے یہ کیسے ہوا، ادھر دکھائو (فارسیہ نے اس کے سوپر کو ہٹانے میں اس کی مدد کی"

اوه شٹ یہ میرا زخم کھل گیا شاید۔"

میں فرسٹ ایڈ باکس لاتی ہوں۔"

نور جاتے جاتے پلٹی۔

بلکہ ایک کام کرو فاریہ، تم اسے کمرے میں لے چلو میں ادھر ہی آتی ہوں اور تینوں خوب گپ " شپ کریں گی اور کھانے کا بھی بندوبست کرتی ہوں میں۔

نہیں میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہوگا۔ (اقرآنے سہولت سے انکار کیا جس پر نانا نور نے کان " (دھرے نافرمانیہ نے

اقرا کے زخم پر فاریہ نے بینڈج کر دی تھی۔ نور فرسٹ ایڈ باکس دے کر کچن میں گئی اور کافی دیر ہونے کے بعد

ابھی تک واپس نہیں آئی تھی۔

اور سنائو میرڈ لائف کیسی چل رہی ہے؟؟"

اقرا نے اسے چھیڑا مگر فاریہ کے چہرے کے تاثرات اچانک سے بدل گئے۔ مسکراہٹ سمٹی اور لبوں کو تالا لگ گیا۔

مت پوچھو یار۔"

منہ بسور کر اس نے اقرا سے کہا۔

کیوں؟ کیا ہوا؟ کیا ارسم بھائی تمہارے ساتھ ٹھیک نہیں؟"

دوست کے غم میں وہ بھی غمگین ہوئی۔

ٹھیک تو تب ہو جب ساتھ ہوتا۔ وہ ساتھ ہی نہیں میرے۔"

ک ک کیا مطلب فاریہ کیوں ڈرا رہی ہو، کھل کے بتائو آخر بات کیا ہے۔"

اقرا کو معاملہ سنگین لگا۔۔۔ ایک تو فاریہ کا زرخیز دماغ اور اوپر سے جاندار ایکٹنگ۔۔۔ اقرانے اس کی ٹھوڑی کو چھو کر جھکے چہرے کو اوپر اٹھایا۔

چھوڑو نایار اس بے وفا دغا باز انسان کا نام بھی نہیں لینا چاہتی میں "

فاریہ اب ایسے نہیں کرو، بتائو نا ورنہ میں نور سے پوچھ لوں گی۔"

اچھا بتاتی ہوں۔ (اس نے ڈرامے کو طول دینے کا ارادہ ترک کیا)

دراصل عین شادی والے دن ارسم نے۔۔۔۔"

کیا؟؟؟ اقرانے کا تجسس بڑھا۔"

شادی والے دن ارسم نے بارات لانے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اسے کسی اور سے پیار تھا۔"

واٹ !!! اقرانے کی زبان گنگ اور دل بھی عجیب سا ہو گیا۔"

تو یہ بات بارات والے دن ہی بتانی تھی۔ پہلے بتا دیتے۔"

بس یار جو قسمت میں لکھا تھا۔ (فاریہ محظوظ ہوتے ہوئے اپنی ہنسی ہر قابو کر کے مدھم آواز میں "

بولی)

پھر گھر والوں نے کیا کیا؟"



میں نے رسم کو چھٹی کا دودھ کیوں یاد دلانا ہے؟

تمہاری شادی رسم سے کیسے ہوئی؟

او وائو میکرونی ی ی ی (فارسیہ نے بائول میں سے اپنے کیے پلیٹ میں میکرونی نکالنا شروع کی ہی تھی " (کہ نور نے اس کو تکیہ اٹھا کر سر پہ دے مارا

اوئی ماں، ظالم انسان ہاتھ ہولا رکھو پہلے ہی میری طبیعت ٹھیک نہیں۔"

فارسیہ کی بچی کیا بکواس کی ہے تم نے اس سے۔"

(میری کنفیوژن تو دور کر دو۔) (اقرانے متوجہ کیا"

میں تو میکرونی کھانے لگی ہوں۔ تم دونوں اپنا دیکھ لو جو جو پوچھنا کرنا ہے وغیرہ وغیرہ۔"

نور نے ساری اے ٹو زی داستان اقرانے کے گوش گزار کی اور فارسیہ کبھی دائیں طرف اقرانے کو دیکھتی تو بائیں طرف نور کو دیکھتی۔ تینوں دوستوں نے خوب گپ شپ لگائی۔ اور انجوائے کیا۔

.....

وکی کو مارنے کے پیچھے کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

موسیٰ نے کافی دیر سوچا مگر کوئی جواب تلاش نہ کر سکا۔

سر آپ کے کہے کے مطابق سب ریڈی ہے۔ ملازم نے اسے آکر بتایا۔ وہ اس وقت ایک عالیشان  
بنگلے کے لان میں ایک طرف کھڑا ہوا تھا۔

اس کا موبائل بجا تو اس نے نمبر دیکھا۔ پرائیویٹ نمبر کالنگ۔

ہیلو۔"

(اپنا کام چھوڑ کر بیوی کے چونچلے اٹھانے کو کس نے کہا تمہیں۔) (مشینی آواز ایئر پیس سے برآمد ہوئی)

میں اپنے ذمہ سب کام ختم کر چکا ہوں۔ ابھی کے لیے کوئی اسائنمنٹ ڈیو نہیں تھی، تو مجھے میرے "

(مطابق زندگی جینے کا پورا حق ہے۔) (اسے شیخ کی بات ناگوار گزری

بھی ماننا پڑے گا کمال کی چیز ہے وہ لڑکی۔۔۔ ایک ہی رات میں تیور بدل دیے۔"

(مانسڈ یوور لینگوئج) (اس بار چاہ کر بھی وہ خود کو کنٹرول نہ کر سکا)

اوہ !!! تو بات اس نہج تک پہنچ چکی۔۔۔۔۔ دیکھتے ہیں آگے آگے ہوتا ہے کیا۔۔۔۔۔ خیر کل "

ایک شخص سے ملو گے تم وینیو تمہیں بتادیا جائے گا۔ اور اپنی کمال کی بیوی کو سلام کہنا میرا۔

کال ڈسکنٹ ہو چکی تھی اور موسیٰ کا انخفا خاصا فرجش موڈ بھی خراب ہو چکا تھا۔

اس نے منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے شیخ کو کئی گالیوں سے نوازا۔

\*\*\*\*\*

ڈھلتی ہوئی اداس شام میں اقراء اپنے بیڈ روم کی بالکونی میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کو اکتاہٹ ہونے لگی تھی۔ یکدم ہی وہ اٹھی اور کمرے میں آگئی۔ وہاں موسیٰ تھا صبح کا گیا ابھی گھر آیا تھا، ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑا اپنی گھڑی اتار رہا تھا۔

کیسا گزرا تمہارا دن؟" اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔"

قید خانوں میں دن کیسے گزرا کرتے ہیں۔" اقراء نے قدرے اکتا کر کہا۔"

آج شام کو ڈنر کرنے چلیں۔" اس نے مصلحانہ انداز میں کہا۔"

"تمہارے ساتھ گزرا ہر لمحہ عذاب ہے میرے لیے۔۔۔"

اقراء!" وہ دھک سا رہ گیا۔"

کیا اقراء ہاں؟؟ تمہیں پتہ ہے تمہارے ہاتھوں پہ لگا خون مجھے چین سے سانس بھی نہیں لینے دیتا۔"

مجھے لوگوں کا خون یاد آتا ہے جو تم نے لیا ہے۔۔۔" وہ یونہی رونے لگی۔

تم معاف نہیں کر سکتی مجھے کیا؟" موسیٰ نے اسے بے بسی سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔"

میں معاف کرنے والی کون ہوتی ہوں؟؟؟ جن کے پیاروں کو چھینا ہے ان سے معافی کیوں نہیں "مانگتے۔"

اقراء "اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔"

تم سے محبت کی تھی میں نے لیکن تم نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ، تم نے کسی کے ساتھ بھی اچھا "نہیں کیا۔" وہ غصے سے چیخی۔

موسیٰ چپ چاپ اٹھ کر چلا گیا۔

○

فارہ!! کہاں ہو؟؟؟" نور اسے آوازیں دیتی کمرے کے باہر کھڑی تھی۔"

نور! وہ میرے کمرے میں نہا رہی ہے۔ تم یہیں بیٹھ جاؤ میں اسے بیجھتی ہوں جیسے ہی وہ باہر نکلتی "ہے۔" فارہ کی ماما نے اسے کہا تو وہ کمرے میں آگئی۔ وہ کہہ کر کچن میں اسکے لیے جوس لینے چلی گئیں۔

نور اس کے کمرے میں داخل ہوئی تو سارا کمرہ بکھرا پڑا تھا، اس نے سوچا فارغ بیٹھنے کی بجائے چیزیں سمیٹ دی جائیں۔

تکیہ اٹھایا تو اس کے نیچے ایک ڈائری نکلی۔ اس نے جوں جوں پڑھنا شروع کیا اس کے تاثرات بدلتے گئے۔

-----°-----

موسیٰ نے اپنا موبائل اٹھایا۔ ماما کی کال آرہی تھی۔ اس نے غائب دماغی سے کال اٹینڈ کی۔

تمہارا دماغ گھاس چرنے چلا گیا ہے کیا؟ تم عشق میں پاگل ہو گئے ہو موسیٰ!! اس لڑکی کے لیے جو "تمہیں منہ بھی نہیں لگاتی۔ تم اپنا سارا کریر اس کی وجہ سے داؤ پہ لگا رہے ہو۔" وہ تھکے ہوئے انداز میں سن رہا تھا۔

میں تمہاری ماں ہوں موسیٰ اور میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ ابھی اسی وقت اس لڑکی کو طلاق دو اور "گھر واپس آؤ۔" وہ اسی طرح غصے سے کہے جا رہی تھیں۔

ماما! "موسیٰ نے کہنا چاہا۔"

موسیٰ! اگر تم میری بات نہیں مان سکتے، تو ماں بھی مت کہو مجھے۔ "انہوں نے کہتے ساتھ ہی کال کاٹ دی۔

وہ صوفے پہ ڈھ گیا۔ کئی لمحے ایسے ہی بیت گئے۔ پھر اس نے موبائل نکال کر کسی کو کال ملائی۔

"ہمم تو محبت کی شادی ہے۔۔۔"

"!!!جی ہاں"

"جی ہاں بس ابھی بھجواتے ہیں۔"

اپنے بیڈ روم میں بستر پہ لیٹی وہ چھت کو تک رہی تھی۔ دماغ میں ابھی بھی فاریہ کی ڈائری کے الفاظ گھوم رہے تھے۔

ہاں رسم میری محبت ہے لیکن میں رسم کی محبت کو اس سے چھین کر خوش نہیں رہ پاؤں گی۔ میں " نے اس سے محبت کی ہے اور محبت کا تقاضا یہی ہے کہ میں اسکی خوشی کا خیال کروں، خود غرض نہ بنوں۔

نور کی خشک آنکھوں میں کرب سا اتر آیا۔

نور میرے لیے رسم سے بھی زیادہ اہم ہے اور جب اسے ایک چاہنے والا، محبت کرنے والا جیون " ساتھی مل جائے گا تو میرا دل مطمئن ہو جائے گا کہ میرا اپنی محبت سے دست بردار ہونا خالی نہیں گیا۔ میرا دل پھٹتا ہے جب یہ سوچتی ہوں مگر میں اپنی خوشی کے لیے ان دونوں کی خوشی برباد نہیں کر سکتی۔

نور کو ایسا لگا کہ اس نے ڈائری سے فاریہ کی الفاظ نہیں، اس کی روتی بلکتی راتوں کی آوازیں سن لی ہیں اور اب یہ آوازیں اس کا پیچھا کبھی نہ چھوڑنے والی تھیں۔

آج نور جلدی کیوں چلی گئی؟ "ماما نے اس سے آکر پوچھا تو وہ چونک گئی۔"

ہاں! تمہارے کمرے میں بیٹھی تھی، جب تم نہانے گئی تھی۔ ملی نہیں تمہیں؟" انہوں نے الجھ کر " پوچھا۔

کل اتوار تھا تو کل اس کے گھر ہو آئے گی۔ اس نے سوچا۔

اوئے نورےےے!!" فارسیہ نے پزل کو یک دم چھوڑ کر کہا۔ "جی فائری باجی!!" وہ واضح چڑی " تھی۔ البتہ فارسیہ نے نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

یار! اگر محبت ہو جائے تو اسکی کیا نشانی ہوتی ہے؟؟؟ "فارہ نے سوال داغا۔"

اسکے گال کھینچنے کو دل کرتا ہے اور اور دل کرتا ہے اسے کھا جاؤ۔ "نور نے کہا تو اقراء زور سے ہنس " دی جبکہ فارہ نے اسے کچا چنا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

ہاں! اپنی محبت کو کھا جاؤں؟ یا اس کے گال کھینچ کھینچ کے اس کا منہ لٹکا دوں؟؟؟ "وہ چڑے ہوئے " انداز میں بولی۔

نہیں، نہیں مطلب دیکھو جب تمہیں کسی بچے پہ پیار آتا ہے تو اسکے گال کھینچنے کو دل چاہتا ہے نا اور " دل کرتا ہے اس پیار کرو۔۔۔ "وہ کہہ ہی رہی تھی کہ فارہ نے اسکا جملہ اچکا۔ "ہاں اس پیار کی بریانی بنا کے کھا جاؤ۔ ہاہ! تم سے نا۔۔۔ پوچھنا ہی نہیں چاہیے کچھ بھی۔ "وہ تپ کر بولی۔

جس پہ نور نے کوئی اثر نہ لیتے ہوئے اپنے تھیلے نمائیگ سے اگلا پیکٹ نکال کر کھانا شروع کر دیا۔

تم بتاؤ اقراء!! "اب کی بار وہ اقراء کی طرف مڑ گئی۔ "کیا؟"، "بی بی سن تو آپ چکی ہیں اب انجان " نہ بنیں۔ "اچھا!!" وہ کچھ لمحے خاموش رہی تو فارہ نے اسکا کندھا زور سے ہلایا۔

محبت جب ہوتی ہے نا تو بہت واضح ہوتی ہے "اس نے بولنا شروع کیا تو فارہ انہماک سے سننے لگی۔ " "دل کرتا ہے کہ انسان اس کے لیے قربانی دے۔۔

بکرے کی یا نیل کی۔ "آواز نور کی طرف سے آئی تو دونوں نے مڑ کر اسکی طرف دیکھا۔" اور اگر " کسی کو بکرہ عید کے بعد محبت ہو تو وہ کیسے قربانی دے، مطلب پورا سال انتظار کرے؟" پھر اس نے چپس کے پیکٹ میں جھانکا۔

نور ایک احسان کر!!" فاریہ نے زبردستی کی مسکراہٹ منہ پہ لاتے ہوئے کہا۔

کھلے دل کی ہوں، بتاؤ کیا؟؟؟" اسنے فخریہ انداز میں کہا تو دونوں فاریہ اور اقراء یک زبان ہو کر "!!بولیں۔" چپ رہا کر

موسیٰ نے کھلے دروازے سے جھانکا۔ وہ جائے نماز پہ بیٹھی دعا مانگ رہی تھی۔ اسکا سپید چہرہ ڈوبے میں مقید مزید حسین لگ رہا تھا۔ وہ بے خودی سے کئی لمحے اسے دیکھتا رہا۔ پہلی بار جب اسے دیکھا تھا تو دل ہار دیا تھا اب جب آخری بار دیکھ رہا تھا تو لگتا تھا اب کی بار سب کچھ ہار دے گا۔ دل مزید بوجھل ہونے لگا۔ اتنی دیر میں وہ دعا مانگ کر فارغ ہو گئی تھی اور اب اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

میں نے آپکے ساتھ بہت غلط کیا ہے، جب آپکے پیرنٹس کی دیتھ ہوئی تو مجھے آپکی رہائش کا معلوم " ہوا۔ میں وہاں گیا تو پتہ چلا کہ آپ اور آپکا سوتیلا بھائی لاپتہ ہیں، بہت معلوم کروانے پہ آپکا معلوم

ہوا۔ جن دنوں آپ میرے پاس تھیں انہی دنوں مجھے پتہ چلا کہ آپکا سوتیلا بھائی۔۔۔" وہ کہتے ہوئے ہنچکیا۔ اقراء الجھ کر اسے دیکھنے لگی۔ "اسنے۔۔۔ اس نے آپ کو جوئے میں ہار دیا تھا۔" اس نے کہہ کر اقراء کو دیکھا، بھائی کا مان ٹوٹا، اسے لگا تھا وہ روئی گی، کم از کم شک میں ضرور جائے گی مگر وہ بت بنی کھڑی رہی، اس نے جو کچھ سہا تھا اس کی مقابلے میں اس بات پہ حیرت زدہ ہونا اس کے لیے مشکل تھا۔

میں نے آپ سے محبت کی ہے اقراء!! یہ آپ اچھی طرح جانتی ہیں۔۔۔ اور محبت کا تقاضا یہی ہے کہ "محبوب مرنے کا کہے تو مر جاؤ اور جدائی تو موت ہی تو ہوتی ہے۔ یہ سپر ز۔۔۔" اس نے خاکی لفافہ اسکی طرف بڑھایا، اقراء نے کانپتے ہاتھوں سے اسے تھاما۔

رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ وہ پھپھو کو دودھ کا گلاس دے کر اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔ ارسم لاونچ میں بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ یک دم گولیاں چلنے کی آواز آئی۔

نور تم امی کے کمرے میں جاؤ۔" ارسم فوراً کھڑا ہوا اور بولا۔

ارسم!!" وہ ٹھٹھکتے ہوئے بولی۔ "جاؤ نور!!" وہ دوبارہ بولا۔ نور نے گھبرا کر سر ہلایا۔

گولیاں چلنے کی آواز برابر آرہی تھی۔ ارسم نے جیب سے موبائل نکالا اور کسی کو کال ملانے لگا۔ گھر کے کئی شیشے ٹوٹ گئے تھے۔ ایک طوفان برپا تھا۔

ہیلو!! میرے گھر پہ فائرنگ ہو رہی ہے۔ فوری نفری بھیجو۔" اس نے دراز سے اپنا پسٹل نکال لیا تھا۔ "چند لمحوں بعد پولیس کے سائرن کی آواز آئی تو گولیوں کی آواز تھم گئی۔

میں نے تمہیں اس لیے نہیں بلایا تھا کہ انہیں بھگا دو، پکڑتے انہیں احمق!" وہ انسپکٹر پہ حلق کے بل چلایا تھا۔ کچھ دیر اسے یونہی ڈپٹلے کے بعد امی اور نور کا خیال آتے ہی کمرے میں گیا۔

ارسم!!" امی پریشانی سے رو رہی تھیں۔ وہ انہیں تسلی دینے لگا۔

میں اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر رہا ہوں، مجھے ان سب گناہوں کی سزا کاٹنی ہے جو میں نے ("کیے ہیں۔

اقرانے بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ بیگ میں کمرے ڈالے۔

میں اب دست بردار ہوتا ہوں اقرانے! مگر محبت کو ختم کرنا میرے بس میں نہیں اس لیے کاغذات ("میں علیحدگی کا حق آپکو دیا ہے۔

پھر بیڈ پہ پڑے ہوئے کاغذات کو بھی سوٹ کیس میں سب سے اوپر رکھا۔

اتوار کی صبح ہی وہ دونوں مارکیٹ کچھ سامان لینے کے لیے آئے تھے۔

ارسم! آپ نے پتہ کروایا کہ یہ حملہ کس نے کروایا تھا؟" نور نے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پہ بیٹھتے " ہوئے پوچھا۔

وہی گینگ ہے، جس کو پکڑنے کی کوشش کر رہا ہوں میں۔" اس نے گاڑی کو پارکنگ ایریا سے " نکالتے ہوئے کہا۔

کہاں تک پہنچی آپکی کوشش؟" نور نے دوبارہ سوال کیا تو وہ کچھ نہ بولا۔ بیک ویو مرر میں ایک گاڑی " نظر آرہی تھی، جس میں دو مصلحہ افراد بیٹھے دکھائی دے رہے تھے۔ ارسم نے گاڑی کی رفتار تیز کی۔ "نور! تم گاڑی کی سیٹ کے نیچے ہو جانا، اگر وہ قریب آئیں تو۔"

ارسم!!! " وہ بوکھلا کر بولی۔ دونوں گاڑیوں کی رفتار تیز ہوتی جا رہی تھی۔ سڑک پہ ٹریفک نہ ہونے " کے برابر تھی۔ پچھلی گاڑی اب ارسم کی گاڑی کے برابر تھی۔ اس کی پیسنجر سیٹ پہ بیٹھے آدمی نے گن سے فائر کرنا شروع کر دیا۔ وہ ایک گولی سے بچے، دوسری سے مگر تیسری گولی نور کو جا لگی۔ ارسم نے تیزی سے گاڑی دوسری روڈ پہ چڑھا دی، تیز رفتار ہونے کی وجہ سے مصلحہ گاڑی فوری طور پہ نہ چڑھ سکی۔

نور!! اونو۔۔ میں ابھی ہاسپٹل کی طرف لے کے جا رہا ہوں گاڑی، ڈونٹ وری۔۔ "وہ بوکھلا کر کہہ رہا تھا۔ خون بھل بھل بہہ رہا تھا۔ وہ درد سے کراہ رہی تھی۔

ارسم!! "وہ کراہتے ہوئے بولی۔ "بس ہم پہنچ گئے ہاسپٹل۔۔" اس نے بے چینی سے ڈرائیو کرتے ہوئے کہا۔

اگر میں مر جاؤں تو۔۔۔ "ایسے مت کہو!!" ارسم نے بیچ میں اسے ٹوکا۔

نہیں ارسم مجھے کہنے دیں۔۔ "ارسم نے بے بسی سے اسے دیکھا۔ "مجھے آپ سے ایک وعدہ چاہیے" ارسم!! "وہ کہہ رہی تھی۔ "تم جو کہو گی میں کروں گا، مگر ایسے مرنے مرانے کی باتیں مت کرو" نوررر "اس نے جیسے التجا کی۔ "وعدہ کریں نا۔

اچھا وعدہ!! "آپ اس گینگ کو اس کے انجام تک پہنچائیں گے اور میرے خون کو ضائع نہیں ہونے دیں گے اور۔۔" کہتے کہتے اس نے درد کی شدت سے آنکھیں میچیں اور سر کو ٹیک دی۔ "تم کچھ مت کہو۔۔ بس ابھی ہم ڈاکٹر کے پہنچنے والے ہیں۔۔

وہ آپ سے بہت محبت کرتی ہے۔۔ مجھ سے بھی۔۔ کئی گنا زیادہ، اس کا دل مت توڑیں۔۔ میں مر جاؤں گی ارسم۔۔ لیکن اس کو مرنے نہ دیجیے گا۔۔ آپ مجھ سے وعدہ کریں آپ فاریہ سے شادی

کریں گے اور محبت بھی،۔۔۔۔۔ اسے اتنا ہی خوش رکھیں گے جتنا اس کا حق ہے۔۔۔ "وہ توڑ توڑ کے کہہ رہی تھی۔

ایسا نہیں ہے نور" کہتے ہی اس نے گاڑی پارکنگ ایریا میں روکی۔ ہاسپٹل کا سٹاف اسے سٹیجر پہ لٹائے اندر لے کر جا رہا تھا، ارسم نے اس وقت تک اس کا ہاتھ تھامے رکھا جب تک اسے آپریشن تھیٹر تک نہ لے جایا گیا۔ اسکی نیلی ڈریس شرٹ نور کے خون سے سرخ ہو چکی تھی۔

جانے کتنے لمحے بیتے، اس نے تمام قانونی پیچیدگیوں کو حل کروایا۔ اسے معلوم نہ ہوا مگر میڈیا میں یہ خبر پھیل گئی تھی۔ سب گھر والے ہاسپٹل میں موجود تھے۔ اس نے بار بار سٹاف سے نور کے بارے میں پوچھا۔

قریباً دو گھنٹے بعد ڈاکٹر باہر آیا۔

"خون بہت زیادہ ضائع ہو گیا تھا، ہم نے بلڈ لگایا لیکن باڈی نے رسپنڈ نہیں کیا اور۔۔۔"

وہ ٹھیک ہے نا؟؟؟" کتنی امید سے اس نے پوچھا تھا۔

آئی ایم سوری۔ شی از نو مور!" ڈاکٹر کہہ کر چلا گیا تھا۔

ہسپتال کی راہداری میں رونے کی آوازیں بلند ہونے لگیں مگر وہ خاموش تھا۔

اسے اندازہ نہ ہوا کہ اگلے دو دن کیسے گزرے، وہ سکتے میں تھا، جیسے کوئی ہوا میں معلق ہو۔ کسی جان سے پیارے کو اپنی آنکھوں کے سامنے اذیت میں دیکھنا ایسا ہی تو اثر ڈالتا ہے، نور کی اذیت نے اسے بھی اذیت میں مبتلا کر دیا۔

اس کا سکتہ تب ٹوٹا جب وہ پنچوں کے بل اسکی قبر کے پاس بیٹھا، بچوں کی طرح رونے لگا، وہ انتیس سالہ مرد کسی چھوٹے بچے کی طرح رو رہا تھا، ہر اس لمحے کو یاد کرتے ہوئے جس میں وہ ساتھ تھے، جس میں وہ اسکے پاس تھی مگر اب، اب وہ منوں مٹی تلے سو رہی تھی۔

گھر شفٹ کرنے کے چکر میں وہ اپنا موبائل کا چارجر گما چکی تھی۔ آج نیا لینے کا ارادہ تھ۔ اقراء نے صبح کی اخبار اٹھای تو اس کے فرنٹ پیج پہ ہی موسیٰ کی تصویر دیکھ کر رک گئی۔ اسے 12 سال کی سزا سنائی گئی تھی۔

مجھے تو خوش ہونا چاہیے، اس بلاخر اپنے کیے کی سزا مل ہی گئی۔ "اقراء نے سوچا مگر کسی بھی قسم کی خوشی محسوس نہ ہوئی۔

پھر اپنے ذہن کو بٹانے کے لیے صفحہ پلٹا تو اگلی خبر نے تو پیروں تلے زمین کھینچ لی۔ اس نے فوراً فاریہ کو کال ملائی۔ کوئی جواب نہ موصول ہوا تو فوراً اس کے گھر روانہ ہوئی۔ وہاں کا منظر دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی پھٹی رہ گئیں۔

نور کو اسکی آخری آرام گاہ تک لے جایا جاچکا تھا۔ سرخ اور بھیگی آنکھوں والی فاریہ نے اسے دیکھا تو فوراً اس کے گلے سے جا لگی اور دونوں کے رونے کی شدت میں اضافہ ہوا۔ وہ تو میرے بغیر کہیں نہیں جانا چاہتی تھی، پھر ایسے کیوں ہوا اقرار وہ ہمیں ایسے چھوڑ کر کیسے " جاسکتی ہے؟؟ " فاریہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

نور کے جانے کے بعد تو ارسم کے گھر کی ویرانی بڑھ گئی تھی، امی اکثر اداس ہی رہتیں اور کمرے میں پائی جاتیں جبکہ ارسم گھر میں کم ہی پایا جاتا تھا۔ وہ رات دن ایک کر کے نور کے قاتلوں کو ان کے انجام تک پہنچانا چاہتا تھا۔ گاڑی کی نمبر پلیٹ سے ہوتے ہوئے موقع پہ قتل کرنے والوں کو وہ بس پکڑ چکا تھا اب ان کے باس کو پکڑنے کی باری تھی اور اب کی بار اسے پورا یقین تھا کہ اس گینگ کا خاتمہ ہو کر رہے گا۔

فاریہ نے بھی بولنا کم کر دیا تھا، اسے ہر چیز نور کی یاد دلاتی تھی۔ گھر میں سب ہی گم سم رہنے لگے تھے، جوان اور اچانک موت نے سب کے چہروں کی رونق سلب کر لی تھی۔

موسیٰ دیوار سے ٹیک لگائے جیل میں بیٹھا ہوا تھا کہ حوالدار نے اسے کسی ملاقات کا بتایا۔ وہ اٹھ ہی رہا تھا کہ ارسم وہاں آیا۔ کئی رت جگوں کا اثر اس کے چہرے پہ واضح تھا، وہ کمزور ہو گیا تھا، آنکھوں کے نیچے ہلکے تھے۔

"تم اسی گینگ کا حصہ رہے ہونا؟؟؟" آتے ساتھ ہی سوال داغا۔ "ہاں، مگر۔۔۔"

تم مجھے ان کے بارے میں معلومات دو، اس کی بنا پہ تمہاری سزا میں کمی کر دی جائے گی۔ "ارسم نے "اسکی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

مجھے سزا میں کمی چاہیے ہوتی تو میں خود کو سرنڈر ہی کیوں کرتا؟" موسیٰ تلخی سے بولا۔

اپنے ضمیر کا بوجھ ہی ہلکا کر لینا۔ یا اگر آرام سے نہیں بتاؤ گے تو ہمیں اگلوانے کے ہزاروں طریقے " آتے ہیں۔ "اس کے کرسی گھسیٹی اور اس پہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کے بیٹھ گیا۔

اسکی ضرورت نہیں پڑے گی۔ مجھے جو کچھ معلوم ہے میں تمہیں بتا دوں گا۔ "موسیٰ نے کہا تو ارسم " اگلے ہی لمحے کھڑا ہو گیا۔

اسے انوسٹیکیشن روم میں لاؤ۔ "تحکمانہ لہجے میں کہہ کر وہ باہر نکل گیا۔"

اقراء کو نوکری مل گئی تھی، اب ایک روٹین سی بن گئی تھی، صبح سے شام تک آفس، کسی شام وہ فاریہ کے ہاں چلی جاتی اور کسی دن اپنے ہی اپارٹمنٹ میں رہتی، آس پاس کے اپارٹمنٹ میں رہنے والوں سے بھی سلام دعا ہونے لگی تھی۔

کبھی کبھی موسیٰ کی یاد آتی تو وہ پیپرز نکال کر دیکھتی مگر کبھی بھی اس کا نام اپنے نام سے جدا کرنے کی ہمت نہ کر پائی۔ موسیٰ نے اس سے رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی اور نہ ہی اس نے خود ایسی کوشش کی۔

موسیٰ نے ارسم کو ساری ڈیٹیلز تو بتا دی تھیں، مگر جیل میں موجود ساتھیوں نے اور وکیل نے اسے سمجھایا کہ ایسے کرنے سے اسکے دشمن اسے جیل میں بھی قتل کرنے کی جرات کر سکتے ہیں لیکن اب وہ نڈر ہونے لگا تھا۔ اسے لگا تھا کہ اگر چپ رہ کر زندہ رہنا ہے تو اس سے بہتر یہی ہے کہ سچ کہہ کر مرجایا جائے، کم از کم اپنا ضمیر تو مطمئن رہے گا نا۔

ہاں! اسے اقراء بہت یاد آتی تھی، مگر وہ ایک بار زبردستی کر کے دیکھ چکا تھا۔ وہ اس کے بارے میں مکمل معلومات رکھتا تھا، اسکے پاس سورس کی کمی نہیں تھی۔

اسے کبھی کبھی حیرت ہوتی تھی کہ اقراء کی طرف سے علیحدگی کا صور نہیں پھونکا گیا۔

آٹھ سال بعد

اپنی اسٹڈی میں بیٹھے ٹیبل پہ پڑے کاغذ پہ وہ لکھ رہا تھا۔

نور! میرا دل آج بھی تمہیں یاد کرتا ہے۔ یہ گلٹ کہ تمہارے ساتھ ہونے والی زیادتی کا ذمے دار " میں تھا۔ اس نے پانچ سال تک مجھے سونے نہیں دیا۔ تمہارے قاتلوں کو انجام تک پہنچا چکا ہوں لیکن یہ تمہیں واپس تو نہیں لا سکتا۔ تمہیں خط لکھتا ہوں، جانتا ہوں تم یہ کبھی پڑھو گی نہیں مگر کیا کروں، رابطے کا یہی تو ذریعہ ہے۔ مجھے اس بات پہ معاف کر دینا کہ تمہاری آخری خواہش کو پورا کرنے میں بہت وقت لگا دیا میں نے۔ ایک بات کا اعتراف ضرور کروں گا، تمہاری اس خواہش نے مجھے بہت بدل دیا ہے، سب بہتر ہونے لگا ہے، کبھی دل کرتا تھا کہ بس خود کو ختم کر دوں مگر اب جیسے جینے کی وجہ "مل گئی ہے۔ وہ بہت اچھی ہے، مجھے اس سے محبت ہونے لگی ہے اور اب تو زینب۔۔۔

بابا۔۔۔ "اسکی دو سالہ بیٹی آئی تو وہ ایک دم اسکی طرف متوجہ ہوا۔"

جی بابا کی جان۔۔ "اس نے اپنی بیٹی کو گود میں اٹھا لیا۔"

پارک۔۔ "وہ باہر کی طرف اشارہ کرنے لگی، تو وہ سٹڈی سے باہر نکل گیا۔"

اقراء!! "اس نے کچن میں جھانک کر آواز دی۔" جی۔ "اس نے پلٹ کر کہا، آتھ سالوں نے اسے " بدل دیا تھا، ارسم اور زینب کو دیکھ کر وہ مسکرائی۔

ہماری پرنس کو پارک جانا ہے، تم چلو گی ساتھ؟" ارسم نے دروازے میں کھڑے کھڑے پوچھا۔

نہیں، اقراء نے آنا ہے تو میں ابھی گھر پہ ہی رہوں گی، تم بھی جلدی آجانا۔" اس نے انکار کر دیا۔

ٹھیک ہے۔ زینو، ماما کو بائے کرو۔۔ "آرام نے فاریہ کو ساتھ لگایا۔"

بائے۔ "اس نے معصومیت سے کہہ کر ہاتھ ہلایا، جس پہ فاریہ نے اسکا گال چوما تو ارسم ہولے سے " ہنس دیا۔

وہ اس وقت اپنے اپارٹمنٹ میں تھی، جو دو سال پہلے اس نے خرید لیا تھا۔ آج فاریہ کے ہاں جانا تھا تو وہ تیار ہو گئی۔ اب اقراء نے اپنا پرس اور چابیاں اٹھائی اور دروازہ کھولا۔

سامنے کھڑے ہوئے شخص کو دیکھ کر وہ ششدر رہ گئی۔

کئی لمحے وہ ایک دوسرے کو یوں نہیں تکتے رہے۔

جن سب کے ساتھ غلط کیا تھا، ان سب کی دی ہوئی سزا کاٹ آیا ہوں، اب تم بھی سزا سنا دو۔"

موسیٰ نے کہا تو اقراء کی آنکھوں سے کئی آنسو بہہ نکلے، مگر وہ یوں خاموش کھڑی رہی۔ گینگ کو پکڑوانے میں مدد کرنے کی بنا پہ کورٹ نے اسکی سزا میں کمی کر دی تھی، وہ آج ہی رہا ہوا تھا اور آج ہی اسکے پاس آگیا تھا۔

جب علیحدگی کا اختیار تمہیں دیا تھا نا، تو لگا تھا تم اب مجھے سزا دے ہی دو گی، مگر تم نے اپنے نام " سے میرا نام الگ نہیں کیا۔ اسکی، اسکی کیا وجہ ہے؟ تم تو نفرت کرنے لگیں تھیں نا مجھ سے؟" وہ بے دردی سے کہہ رہا تھا، اقراء نے اسے دیکھا۔

میرے پاس یہ اختیار نہیں ہے، مجھے میرا دل اسکی اجازت نہیں دیتا۔ یہ تمہارے لیے سزا ہو گی مگر " میرے لیے۔۔" وہ رکی، بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھا "میرے لیے یہ موت ہو گی۔" کہہ کر وہ اسکے سینے سے جا لگی اور شدت سے رونے لگی۔

آنسو تو موسیٰ کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے اور وہ شکر کے آنسو تھے۔ اتنے سال گزر جانے کے باوجود بھی اقراء موسیٰ کی تھی اور موسیٰ اقراء کا تھا، کیا یہ کسی معجزے سے کم تھا؟



◦ ختم شد ◦

!اسلام علیکم قارئین

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ تو جناب آج میری ایک اور تحریر اختتام کو پہنچی۔ میں اس ناول کو پسند کرنے پر آپ سب کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اور خاص کر میری ساتھی مصنفہ نور امیر کی، جس نے اپنے قیمتی وقت میں سے میرے ناول کے لیے وقت نکالا، سوچا اور آخری قسط لکھ کر میری مشکل آسان کر دی۔

شکریہ نور! خدا آپ کو اس نیکی پر اجرِ عظیم سے نوازے۔ خوش رہو ہمیشہ۔ آمین۔

\*\*\*\*\*